کشمیری اور اردو زبان کا تقابلی مطالعہ

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری

ردو بورڈ

ہماری چند اہم مطبوعات

حوالہ/لسانیات

براہوئی زبان و ادب کی مختصر تاریخ	۲۵/-
کشمیر میں اردو	۳۳/-
یورپ میں اردو	۳/-
بلوچی نامہ	۳/-
پشتو نامہ	۶/-
براہوئی نامہ	۱۰/-
سندھی نامہ	۱۲/-
صد شعر اقبال	۱۵/-
جائزہ مخطوطات اردو (جلد اول)	۱۰۰/-
جامع القواعد (حصہ نحو)	۱۰/-
تذکرہ صوفیائے بلوچستان	۱۵/-

کشمیری اور اردو زبان
کا
تقابلی مطالعہ

COMPARATIVE STUDY
OF
URDU AND KASHMIRI

by

Dr. Syed Mohammad Yousuf Bukhari
M.A. (Urdu), M.A. (English), Ph.D. (Punjab University)

Publishers :
CENTRAL URDU BOARD
299 Upper Mall, Lahore (Pakistan)

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷۳

ڈاکٹر سیّد محمّد یوسف بخاری

ایم ۔ اے (اردو) ، ایم ۔ اے (انگریزی)
پی ایچ ڈی (پنجاب یونیورسٹی)

مرکزی اردو بورڈ

۲۹۹۔ اپر مال ، لاہور

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۱۷۴

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول : ستمبر ۱۹۸۲ء

قیمت :
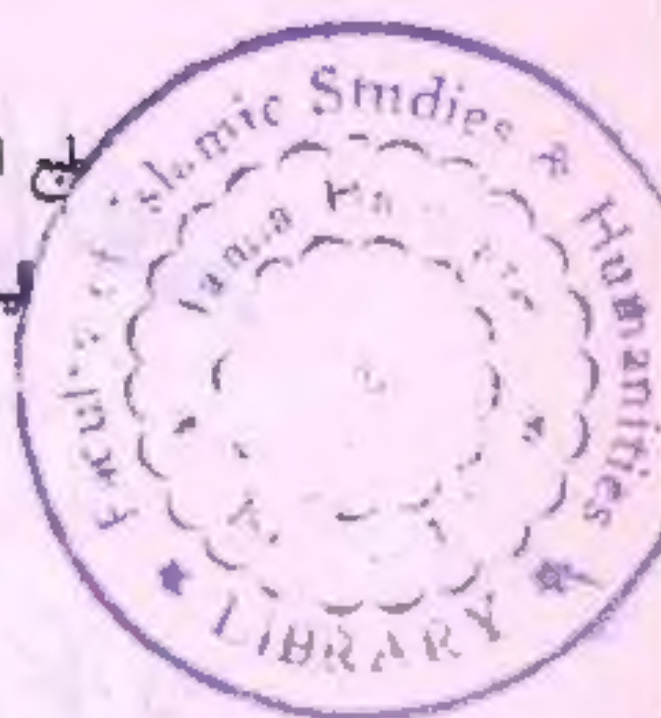
ناشر

اشفاق احمد

ڈائرکٹر ، مرکزی اُردو بورڈ ، لاہور

مطبع

زرین آرٹ پریس

۶۱ ریلوے روڈ ۔ لاہور

فہرست

چوتھا باب : ذخیرۂ الفاظ ... ۲۹۲

کتابیات ... ۳۱۷

دیباچہ

کشمیری زبان سے میرا دلی لگاؤ اور اس کے آہنگ سے میری والہانہ محبت قدرتی ہے کہ میں کشمیر میں پیدا ہوا اور وہیں پلا بڑھا ۔ سرزمین کشمیر سے آ جانے کے بعد بھی میرے تخیل کی وادیوں میں اس خطے سے وابستگی کی شمع فروزاں رہی ۔ جب میں اس قابل ہوا کہ علم و ادب کے میدان میں کوئی تخلیقی کام کر سکوں تو میں نے سب سے پہلے کشمیری زبان و ادب کے فروغ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا ۔

زیر نظر کتاب ''کشمیری اور اُردو زبان کا تقابلی مطالعہ'' جو میرا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے ، میرے اسی نصب العین کا ایک مظہر ہے ۔ اس مقالے کو کتابی صورت میں پیش کرنے سے پہلے میں نے اس پر از سرِ نو کام کیا ہے اور جابجا ترمیم و اضافہ کرکے اس موضوع پر تازہ ترین معلومات فراہم کر دی ہیں ۔ اپنی اس کوشش میں میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں ، اس بات کا فیصلہ لسانیات کے ماہر اور زبان‌دانی کے قارئین کریں گے اور میرا خیال ہے کہ میری کوشش ان سے ضرور داد وصول کرے گی ۔

میرے اس طویل علمی سفر میں جن حضرات نے میری رہنمائی کی اور میری معاونت کی ان کا شکریہ مجھ پر واجب ہے ۔ سب سے پہلے تو میں جناب ڈاکٹر وحید قریشی کا شکر گزار ہوں جنھوں نے میری اس تمنا کی تکمیل میں نہ صرف میری حوصلہ افزائی کی بلکہ قدم قدم پر میری راہنمائی بھی کی ۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار جو میرے اس مقالے کے نگران تھے ، مجھ پر بطور خاص مہربان رہے ۔ مشکل مقامات پر انھوں نے میری دستگیری کی اور مجھے بار بار بددلی کی کیفیت سے نکالتے رہے ۔ انھوں نے جس محبت اور شفقت سے نگرانی کا حق ادا کیا وہ انہی کا حصہ ہے ۔ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے ایسا شفیق استاد اور ایسا مہربان

نگران میسر آیا جس نے اپنی مصروفیت کے قیمتی ترین لمحات میری مشکلات کو حل کرنے میں صرف کیے ۔ میں "پاکستان ٹائمز" کے سٹی ایڈیٹر جناب جی ایم ڈی نقاش کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس مقالے کی ترتیب کے دوران ان کا تعاون بھی مجھے حاصل رہا اور ان کی بدولت مجھے کشمیری زبان کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کا موقع بھی ملا ۔ اسلام آباد یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار پروفیسر پیرزادہ غلام حسن شاہ اور پروفیسر دانی صاحب بھی اکثر و بیشتر میری مدد فرماتے رہے ۔ یہ حضرات بھی میرے دلی شکریے کے مستحق ہیں ۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے لائبریرین جناب انوارالحق کے علاوہ خالد مرزا اور دیگر کارکنوں کا بے حد شکرگزار ہوں جو متعلقہ کتابوں کی فراہمی کے سلسلے میں میری ہر طرح سے مدد کرتے رہے ۔ میں آزاد کشمیر ریڈیو کے سٹاف آرٹسٹ نورالدین دار صاحب کا بھی صدقِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بعض مشکل مقامات پر مجھے اپنی کتابوں سے استفادہ کرنے کا موقع دیا ۔ اس مقالے کی ترتیب اور تدوین کے آخری مرحلے میں مجھے بزرگوارم ابو سعید انور صاحب کی پدرانہ شفقت ، مسلسل حوصلہ افزائی اور علمی رہنمائی بھی حاصل رہی جسے میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں ۔

آخر میں میں مرکزی اُردو بورڈ کے ڈائرکٹر جناب اشفاق احمد صاحب اور بورڈ کے عملے کا بھی شکرگزار ہوں جس نے اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا ۔ یہ اُردو بورڈ کی اُردو دوستی اور علاقائی زبانوں سے محبت کی وجہ سے ہے کہ آج یہ مقالہ قارئین کے سامنے کتابی صورت میں پیش ہو رہا ہے ۔

ڈاکٹر سید محمد یوسف بخاری

۵۳ - اے ، میکلوڈ روڈ ،
لاہور

پہلا باب

کشمیر کے ابتدائی لوگ اور ان کی زبان

کشمیر دنیا بھر میں صناع قدرت کا ایک عدیم المثال نمونہ ہے۔ مناظر قدرت، برف پوش پہاڑوں کا سلسلہ، آبشاریں، بل کھاتے ہوئے ندی نالے، میٹھے پانی کے چشمے، خوبصورت جھیلیں، قدم قدم پہ سدا بہار باغ اور جنگل، دلکش اور دلفریب چراگاہیں، لہلہاتے کھیت، زعفران زار اور مرغزار۔ ان سب چیزوں نے دنیا کے ہر پاکیزہ وجود کے شعور کو اپنی طرف راغب کیا ہے۔ یہی وجوہ ہیں جن کی بنا پر دنیا والے اسے اللہ کی طرف سے زمین پر بھیجی ہوئی جنت سے منسوب کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے:

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں ست

فیضی نے کہا ہے:

بہ حیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلی است
بہر نظارہ بنازد نظر بہ صنع قدیر

اقبال نے کہا ہے:

تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نواز شیراز است

آج تک اس خطے کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن اس کا سب سے اہم پہلو جو تاریخ اور لسانیات سے متعلق تھا غیر اہم سمجھ کر نظرانداز کر دیا گیا۔

کشمیر میں مختلف نسلی گروہوں کی تاریخ اور ان کی زبان سے متعلق

اگر کوئی سعی کی بھی گئی تو وہ مؤرخانہ یا عاقلانہ کم تھی اور شاعرانہ زیادہ ۔

کشمیر کے ابتدائی لوگ کون تھے ؟ کشمیر کی جغرافیائی اور تہذیبی اہمیت کیا ہے ؟ یہاں کی تجارت ، ثقافت اور معاشرت پر بیرونی ممالک کے کیا اثرات رہے ۔ اس خطے کی سرحدیں کس کس ملک سے ملتی ہیں اور کشمیر کے قدیم ادوار کے بارے میں ہماری معلومات کیا ہیں ۔ یہ سبھی باتیں ایسی ہیں جن کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ۔

ریاست جموں و کشمیر کا انتظامی ڈھانچہ مندرجہ ذیل صوبوں پر مشتمل ہے :

(۱) صوبہ کشمیر — (۲) صوبہ جموں
(۳) صوبہ گلگت — (۴) صوبہ لداخ

صوبہ کشمیر جس سے ہمارے مقالے کا بیشتر تعلق ہے ، چار اضلاع پر مشتمل ہے :

(۱) ضلع مظفر آباد — (۲) ضلع بارہ مولہ
(۳) ضلع سرینگر — (۴) ضلع اسلام آباد

جموں اور کشمیر کا کل رقبہ ۸۴۴۷۱ مربع میل ہے جب کہ صوبہ کشمیر کا رقبہ صرف ۸۵۳۹ مربع میل ہے ۔ ریاست جموں کشمیر کا حدود اربعہ و محل وقوع اس طرح ہے :

مشرق میں	چینی تبت
مغرب میں	پاکستان
شمال میں	روس اور چین
جنوب میں	پاکستان اور بھارت

شمال میں افغانستان کے ساتھ بھی ریاست جموں و کشمیر کی سرحدیں ملتی ہیں ۔ مگر شمال مغربی دشوار ترین پہاڑ راستے میں حائل ہیں ۔

کشمیر میں پہلی انسانی آبادی اور اس کے ارتقاء کے بارے میں چند باتیں یقینی ہیں ۔ اول یہ کہ باوجودیکہ کشمیر کے چاروں طرف تہذیب یافتہ ممالک روس اور چین' واقع ہیں اور ان ملکوں کے ساتھ کشمیر کی سرحدیں بھی ملتی ہیں ، پھر بھی کشمیر کے قدیم دور کا سراغ ہمیں پاکستان کی

طرف سے ہی ملتا ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پہلی بستیاں قائم کرنے والے انسان پاکستان میں تہذیب کے تین ادوار گزارنے کے بعد کشمیر کے پہاڑی علاقوں تک پہنچے اور ان پہاڑوں دروں میں دو مرحلے طے کرنے کے بعد ان کے قدم کشمیر کے میدانی حصے تک پہنچے ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کشمیر کے لوگوں کے بارے میں اور وہاں کی زبان کے بارے میں کوئی دلیل پیش کرنے سے قبل ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم برصغیر کی قدیم آبادی یا باشندوں کے بارے میں کسی حتمی رائے کا تعین کریں ۔ اس کے بعد کشمیر کو جس کا تاریخی اعتبار سے برصغیر کے ایک خاص علاقے پاکستان سے تعلق رہا ہے ، زیر بحث لائیں ۔

ہندوستان کے قدیم باشندوں کے بارے میں عام بلکہ متفقہ رائے یہی ہے کہ ہند میں پہلے نیگرائیڈ ، اس کے بعد پروٹو آسٹرائیڈ پھر آسٹرک آئے ۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد یعنی ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ایشیائے کوچک سے ہند میں وارد ہوئے ۔ یہ لوگ یعنی آسٹرک وغیرہ اور دراوڑ آپس میں مل گئے اور انہوں نے ایک تمدن کی بنیاد ڈالی اور جب آریہ آئے تو قدیم باشندے شمالی ہند کے میدانی علاقے خالی کرکے جنوب کی طرف چلے گئے ۔ جو باقی ماندہ تھے ان میں نسلی اختلاط ہوا ۔ چنانچہ جان بیمز رقم طراز ہے :

”آریوں سے قبل ہندوستان میں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے جن میں افریقہ سے آئے ہوئے نیگرائیڈ ، فلسطین سے پروٹو آسٹرائیڈ آئے ۔ اس کے بعد آسٹرک آئے اور شمالی ہندوستان کے بعض حصوں میں آباد ہو گئے ۔ یہ لوگ غالباً بحیرۂ روم کے علاقے سے آئے تھے اور انہوں نے عراق کے راستے یہ سفر طے کیا تھا ۔ ان کی بولیاں بعض غیر متمدن قبائل میں آج بھی پائی جاتی ہیں ۔ بولنے والوں کی تعداد چالیس لاکھ ہے ۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے ۔ یہ بھی بحیرۂ روم اور ایشیائے کوچک سے آئے تھے ۔ ہندوستان میں آکر انہوں نے موہنجوداڑو (سندھ) اور ہڑپا (پنجاب) میں ایک زبردست تمدن کی بنیاد ڈالی ۔ یہ لوگ شمالی ہندوستان میں آسٹرک سے مخلوط ہو گئے اور جب آریہ

ہندوستان آئے تو دونوں نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا۔ منگول نسل کے جو لوگ یہاں تھے، ان کی یادگار آسام اور نیپال کی پہاڑی بولیاں ہیں۔"[۱]

ہند کی تہذیب کی بنیادیں کہاں سے پڑیں اور یہاں کی کون سی ابتدائی زبانیں تھیں؟ آخر اتنی قومیں یہاں آباد ہوئیں۔ نیگرائیڈ آئے، آسٹرک آئے، دراوڑ آئے۔ یہ ساری قومیں کہاں گئیں؟ اس سلسلے میں ہمیں فقط اتنا معلوم ہے کہ ہند میں آریوں سے قبل صرف دراوڑی ہی ایک ایسی نسل ہے جس کا نہ صرف لسانی ورثہ ایک خاندانِ السنہ کی حیثیت سے ہندوستان میں موجود ہے بلکہ ہند آریائی زبانوں پر اثرات کا سراغ بھی ہمیں اسی نسل سے ملتا ہے۔

جب ہم صوتی لحاظ سے سنسکرت کا تجزیہ کرتے ہیں جو آریاؤں کی زبان تھی تو اس میں اور دیگر آریائی زبانوں میں بہت فرق نظر آتا ہے۔ قدیم فارسی، یونانی اور لاطینی وغیرہ لثوی، حلقی و تالوی غنائیہ اور مدغم غنائیہ آوازوں سے یکسر عاری ہیں جب کہ سنسکرت کی صوتیات میں ان آوازوں کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ صوتی عنصر آریائی گروہ کے ورثے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مقامی زبانوں سے مستعار ہے۔ ان میں سے لثوی اور حلقی دونوں قسم کی آوازیں دراوڑی گروہ کی خصوصیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

آریوں سے قبل بولی جانے والی تمام زبانوں کو ڈاکٹر شوکت سبزواری نے تورانی زبان سے منسوب کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ہند و پاک کی زبانیں دو خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جنوبی ہند کی تلگو، ملیالم، کنٹری اور تامل، دراوڑ گروہ میں شامل ہیں۔ کول، سنتھال، گونڈ، منڈل، منڈا گروہ کی ہیں۔ یہ سب تورانی خاندان سے ہیں۔ بقیہ زبانیں ہند ایرانی خاندان کی ہیں جو مل جل کر ہند آریائی گھرانے کی تشکیل کرتی ہیں۔"[۲]

۱۔ "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ"، از جان بیمز، ترجمہ مع حواشی و مقدمہ، سید احتشام حسین، ص ۲۹۔

۲۔ "اُردو زبان کا ارتقا"، از ڈاکٹر شوکت سبزواری، ص ۲۲۔

مولانا سید سلیمان ندوی بھی زبانوں کی گروہ بندی اور نسل کے بارے میں تحریر کرتے ہیں :

"ہندوستان کی اصلی زبانیں تامل، تلنگو، کنڑی وغیرہ دراوڑی زبانیں ہیں ۔ سنسکرت اور پراکرتی ہندی خود باہر کی زبانیں ہیں جن کا اس ملک سے چند ہزار برس سے زیادہ کا تعلق نہیں ۔ . . آریہ جو زبان بولتے ہوئے اس ملک میں آئے معلوم نہیں وہ اس کو کب تک بولتے رہے ۔ بہر حال اس میں میل ہوا اور اس سے اثر قبول کر کے ایک دوسری زبان کا خاکہ تیار ہوا جو ذرا ذرا سے فرق سے ہر صوبے میں الگ الگ ہو گئی ۔"[۱]

آریوں کی آمد سے قبل دراوڑ پورے ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے ۔ آریوں نے ان سے جو بھی سلوک کیا ہو لیکن زبان کو کہاں بچا سکتے تھے ۔ جان بیمز کی رائے اس بارے میں ملاحظہ ہو :

"The Aryan race, driving the Turanian into the then almost impenetrable forests and hills of the south. Inspite of expulsion and oppressions, however, there is reason to believe that a considerable number of Turanians remained still in the valley of Ganges; and it is to the obstinacy with which they retained certain characteristics of their original speech."[۲]

آریہ کس قدر زور بازو رکھتے تھے ۔ ان کی زبان کی حیثیت کتنی مسلمہ تھی ۔ اس سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور ساتھ ہی دراوڑی تہذیب کو یا تورانی زبانوں کو بھی ہم نظرانداز نہیں کر سکتے ۔ جس طرح انسانوں میں ربط اور ملاپ سے یا متضاد یا نسلی اختلاط (cross breeding) سے ایک تنوع پیدا ہوتا ہے، یہی کیفیت بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ زبانوں کی ہوتی ہے ۔ چنانچہ ماہر لسانیات سنتی کمار چیٹرجی لکھتے ہیں :

۱۔ "نقوشِ سلیمانی"، از سید سلیمان ندوی، ص ۲۴۷ ۔

۲۔ *An Outline of Indian Phonetics*, by John Beams, London 1863. p. 10.

"We have thus the pr mitive Negrito tribes, probably the most ancient people to make India their home: then these were followed by Austric tribes from Indo-China, and these in their turn by the Dravadian tribes from the west. The Aryans next followed, and from the north east and the north came Tibeto Chinese tribes. These were the main races which supplied the basic elements in the formation of the people of India and its culture."[1]

بہرحال جیسا کہ مندرجہ بالا سطور سے عیاں ہے ، دراوڑی اور آریائی تہذیب کے اختلاط سے اتنا ضرور ہوا کہ ضرورت کی چیزیں آریہ لوگوں نے اپنی زبان میں لیں اور اس کو فروغ دیا اور سات کروڑ لوگوں کی زبانیں جنہیں ہم تورانی یا دراوڑی کہیں گے یعنی جنوبی ہند کی تلینگو ، ملیالم ، گونڈ ، کنڑی ، تمل ، کول ، سنتھالی اور منڈل کو نظرانداز نہیں کر سکتے ۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہند و پاک کی زبانیں دو خاندانوں کی زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں ۔ جن میں دراوڑی قدیم اور ہند آریائی زبانیں شامل ہیں ۔ ایک تورانی خاندان کہلاتا ہے اور دوسرا آریائی ۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کشمیر میں انسانی آبادی کا اولین سراغ اور تہذیب کے ابتدائی نقوش کا سراغ ہمیں پاکستان کی طرف سے ہی ملتا ہے ۔ اگرچہ موجودہ پاکستانی علاقوں کے ساتھ تہذیب یافتہ ممالک روس اور چین کی سرحدیں ملتی ہیں ، پھر بھی تہذیب کے قدیم دور کا سراغ ہمیں پاکستان کی طرف سے ہی ملتا ہے ۔

موجودہ پاکستانی علاقوں کے بارے میں ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہاں ہند آریائی اور تورانی یا دراوڑی اور منڈا وغیرہ زبانیں موجود نہیں ۔ اس کے برعکس کشمیر کی کیا حالت تھی ، یہاں کون سے قدیم لوگ آباد تھے ؟ ظاہر بات ہے اگر ہند کے قدیم آباد کار دراوڑ تھے جن میں نیگرائیڈ ، آسٹرک سب ہی لوگ آتے ہیں تو کشمیر میں بھی یہی لوگ آباد ہوئے ہوں گے ، یعنی یہی نیگرائیڈ ، آسٹرک وغیرہ ۔ آئیے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کشمیر کے قدیم لوگ کون تھے ؟ تاکہ ہم اس ملک کے آباد کار

١- *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p 2.

لوگوں کی آبادی کی قدامت کا تعین اور زبان کا تقرر بھی کر سکیں۔

آریوں سے قبل کشمیر میں جو لوگ آباد تھے ان کے بارے میں ڈاکٹر شجاع ناموس لکھتے ہیں:

''آریوں کے اس سرزمین میں آنے سے پہلے اس تمام پہاڑی علاقے میں ایک قدیم قوم آباد تھی۔ جس علاقے کی ہم بات کرتے ہیں اس کا حدود اربعہ شمال میں قراقرم، مغرب میں ہندوکش، جنوب میں ہمالیہ اور مشرق میں قراقرم کے سلسلہ کوہ کی مغربی حد۔ یہ قدیم لوگ خون کے لحاظ سے تورانی تھے۔ ہُن لوگوں سے ملتے جلتے تھے۔''[۱]

آگے چل کر جناب ڈاکٹر شجاع ناموس اپنے موقف کی وضاحت ایک جگہ اس طرح کرتے ہیں:

''جہاں تک میری تحقیق کام کر سکی ہے ان روایات سے ہم یہ نتائج نکال سکتے ہیں کہ گلگت کے صوبے میں جس کا مرکز وادیٔ گلگت ہے اور کشمیر کی وادی میں بہت قدیم زمانہ میں ایک ناگ قوم آباد تھی۔ اس کا نام سنسکرت لٹریچر میں ناگ لکھا ہے۔ یہ لوگ کوہستان قراقرم کے شمال سے آئے تھے، نسل کے لحاظ سے یہ ہُن تھے۔ اور جو آریائی گلگت میں وارد ہوئے، وہ وادیٔ سندھ سے گئے اور جلکوٹ، چلاس، گلگت میں داخل ہوئے۔ یہ قافلے بارھویں صدی قبل مسیح کے قریب صوبہ گلگت میں آئے۔ قدیم ناگوں سے لڑائیاں کرکے ان کو میدان سے نکال کر پہاڑوں میں دھکیل دیا۔ یہ لوگ کشمیر کے سنسکرت لٹریچر میں پساچہ کہلائے۔ جو آریہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں کشمیر میں آئے وہ دریائے جہلم کے ساتھ ساتھ اوپر کو چڑھے اور کشمیر کے خطے میں داخل ہوئے۔ یہ مہذب تھے۔ یہ اپنے آپ کو انسان اور پساچہ کو راکشس یا نیم مہذب سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کو کشمیر سے نکال دیا اور ان کا رسوخ

۱- ''گلگت اور شنا زبان''، از ڈاکٹر شجاع ناموس، ص ۱۰۹۔

صرف گلگت کے علاقے تک محدود ہو گیا ۔''[1]

اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قدیم لوگ جو کشمیر میں آباد تھے تورانی نسل سے تھے ۔ ان کا ملاپ پساچہ لوگوں سے ہوا ۔ یعنی قدیم آریوں نے جو یہاں بارھویں اور دسویں صدی قبل مسیح میں آباد تھے ان وحشی لوگوں کو مغلوب کیا اور خود اپنے ساتھ جو آریائی زبان لائے تھے وہ ویدوں کی تحریر کی ایک شکل تھی ۔ یہاں کے قدیم باشندوں سے ان کا اختلاط ہوا ، شادیاں اور بیاہ ہوئے ۔ اس طرح ایک مرکب زبان وجود میں آ گئی جسے ہم قدیم پساچہ کہیں گے ۔ اس زبان میں بعض عناصر قدیم تورانی زبان سے شامل ہوئے ۔ خاص طور پر کانسوننٹ (Consonant) اور واول (Vowel) اور کچھ ذخیرۂ الفاظ بھی ، اور اس طرح جب آٹھویں صدی قبل مسیح میں برہمن آریہ مغربی پنجاب سے واردِ کشمیر ہوئے تو جدید پساچہ زبان وجود میں آئی ۔ یہ زبان کون سی ہوگی ، اس کا فیصلہ اس وقت تک ہم نہیں کر سکتے جب تک کہ اس رائے کی توثیق نہ ہو ۔

برصغیر کے مشہور ماہر لسانیات سنیتی کمار چیٹرجی اس نظریے کی توثیق کرتے ہیں ۔ ہمیں تاریخ کے حوالوں سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ کشمیر کے قدیم باشندے ناگ لوگ ہی تھے ۔ چنانچہ محمد الدین فوق جو کشمیر کی تاریخ دانی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں ، لکھتے ہیں :

''اس لحاظ سے یہ امر فیصلہ شدہ ہے کہ کچھ لوگ یہاں برہمنوں سے پہلے آباد تھے جن کو کشپ رشی کی آباد کردہ کشمیر سے کوئی تعلق نہ تھا جو برتھ کتھا میں بھونندن و سونندن گیا میں سورج ورما اور نیلہ مت پوران میں دریا دیو اور دوسرے پورانوں میں وشومگس پرتاپ بھانو وغیرہ سرداروں اور راجوں کا ذکر ہے ۔ دریغ ہے تو کچھ پتا نہیں چلتا البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ دریا دیو کے زمانے میں یہاں مستقل آبادی قائم ہو گئی تھی ۔''[2]

محمد الدین فوق کے بیان کا مقصد بھی یہ ہے کہ قدیم لوگ یا ہند کے قدیم آبادکار ناگ قبیلے کے لوگ ہی تھے ۔ وہ تاریخ کے قیاسی نکتہ کو

۱۔ ایضاً ۔
۲۔ ''تاریخ اقوام کشمیر'' ، محمد الدین فوق ، ص ۱۶ ۔

سامنے رکھتے ہوئے اس رائے پر گامزن ہیں کہ دریا دیو کے زمانے میں یہاں مستقل آبادی قائم تھی جس سے ہم یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ لوگ ناگ قبیلہ کے لوگ ہی ہوں گے اور ان کے سوا کوئی قبیلہ نہیں۔

بدھ مؤرخ ترا ناتھ اور بدھ شاستروں سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ قدیم کشمیر کے آبادکار ناگ لوگ ہی تھے جو تورانی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ کشیر کے مصنف جی ایم ڈی صوفی اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

> "The wide prevalance of Nagas worship before and even after the Buddhist period indicates that the first settlers in the Kashmir valley must have been the people, known as Aborigines, who had spread over the whole of India before the advent of the Aryans, nothing is known as to the stage of civilization when they entered in Kashmir."[1]

کلہن پنڈت، محمد الدین فوق اور جی ایم ڈی صوفی کشمیری ثقافت اور تاریخ دانی میں عبور رکھنے والوں میں سے ہیں۔ وہ سب ہی اس امر پر متفق ہیں کہ قدیم کشمیر کے آبادکار لوگ ''ناگ'' تھے اور اس کے علاوہ کیا وہ نیگرائیڈ تھے یا آسٹرک، دراوڑ تھے یا پشاچ؟ اس بات کا فیصلہ انہوں نے نہیں کیا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ بھی کہ ان کو قدیم تاریخ کا کوئی ایسا ثبوت حاصل نہیں ہوا ہے اور انہوں نے قیاس کو ہی تاریخی اساس بنا کر کشمیر میں انسانی بود و باش کا نقطہ آغاز بتایا ہے۔ گرسن دنائی کے مضمون سے بھی جو ''درخت اور سانپ کی پوجا'' سے موسوم ہے، ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قدیم کشمیر کے آبادکار لوگ تورانی نسل سے تھے اور سانپ کی پوجا کرتے تھے۔ برہمنوں کی آمد سے قبل پشاچ، بھوتا، یکشا، ڈامر نسل کے لوگوں نے اس علاقے کو آباد کیا تھا۔

کشمیر میں آباد انسانی تاریخ کی مختصر سرگزشت مختلف تاریخ دانوں کے حوالوں سے ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ اب ہم ماہرین لسانیات کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ ان قدیم باشندوں کی اصلیت اور زبان کے بارے

۱۔ *Kasheer*, by G.M.D. Sufi, p. 15.

میں کیا کہتے ہیں ۔ ہماری زبانوں کے بارے میں جتنی بھی آرا ہیں ، ان تمام کی بنیاد جارج ابراہیم گریرسن کی ''لنگوسٹک سروے آف انڈیا'' کے حوالوں پر رکھی گئی ہے ، ہم بھی گریرسن کی رائے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ، وہ لکھتے ہیں :

"Kashmir was originally inhabited by Nagas. Kasyapa wished them to introduce men, but the Nagas objected. Kasyapa then cursed them and ordered them to dwell with pisacas.

The pisacas must have been hardly northern, accustomed to cold."[1]

گریرسن بھی ناگ لوگوں کو ہی ابتدائی باشندے قرار دیتا ہے اور یہ ناگ لوگ وہی ہیں جن کو سُنیتی کمار چیٹرجی نے نیگرائیڈ کہا ہے ۔

کشمیر کے ابتدائی باشندوں کی تاریخ وہی بنتی ہے جو ہند میں مقیم لوگوں کی ہے ۔ اس بات کی وضاحت ور دلالت سُنیتی کمار چیٹرجی کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ قدیم ترین باشندے آسٹرک لوگوں کی زبان کے ماخذ ہمیں کشمیری زبان سے ملتے ہیں ۔ یہ قدیم لوگ بروشسکی زبان بولتے تھے ۔ وہ کہتے ہیں :

"One form of Austric may even have penetrated into the north beyond Kashmir, into the tract forming the present day state of Hunza-Naggar, where we had Brushaski, a speech without any relation nearby or far away, which, however, shows some agreement with Austric and may thus be an old off-shoot of it, which has followed its own line of development in isolation.

We have thus this likelihood that when the Aryans came, the North Indian plains were inhabited by Dravidians and Austric people."[2]

۱- *The Pisaca Languages of North-Western India*, by George Abraham Grierson, p. 2.

۲- *Indo-Aryan and Hindi*, by S.K. Chatterji, p. 37.

تاریخی شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ ہند کے قدیم باشندے نیگرائیڈ اور آسٹرک تھے اور کشمیر کے بارے میں بھی ہمیں یہی ماخذ ملتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دراوڑ جو نیگرائیڈ اور آسٹرک کے بعد ہند میں آئے۔ کیا وہ بھی کشمیر میں پہنچے تھے۔

اس بات پر سب ہی مؤرخین متفق ہیں کہ نیگرائیڈ اور آسٹرک کے بعد دراوڑ اور ان کے بعد آریہ کشمیر میں وارد ہوئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت کشمیر کی حالت کیا تھی۔ سید محمود آزاد لکھتے ہیں :

"آریاؤں کی آمد اور دراوڑوں کی پسپائی تک کشمیر کی وادی ایک وسیع جھیل کی شکل میں تھی۔ کشمیر کی اس وقت کی صورت حال پر روشنی ڈالنے کے لیے ہمارے پاس جو سب سے قدیم سند ہے، وہ کشمیری مؤرخ پنڈت کلہن کی راج ترنگنی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کشمیر کی اس وسیع جھیل کے آس پاس وہ آریہ آباد ہوئے جو تارک الدنیا ہو کر جنگلوں میں عبادت کی غرض سے جاتے تھے۔"[1]

یہ سب تاریخی واقعات انسانی زندگی کی طویل داستانیں ہیں جن کے بارے میں قرآن شریف بھی گواہی دیتا ہے :

"و من آیتہ خلق السمٰوٰت و الارض و اختلاف السنتکم و الوانکم۔ ان فی ذالک لآیٰت للعالمین۔"[2]

ترجمہ : اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمھاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا۔ اہلِ دانش کے لیے ان (باتوں) میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ کشمیر میں بھی وہ سب قومیں بے حد قدیم زمانے سے آباد ہوتی چلی آئی ہیں جو ہند میں وارد ہو کر آباد ہوئی ہیں۔ ان سب اقوام کی سکونت اور آبادی کی شہادتیں کشمیری تاریخ دانوں اور ہند کے تاریخ دانوں سے ایک ساتھ ملتی ہیں۔ ہند میں آریاؤں سے قبل

۱۔ "تاریخ کشمیر"، از سید محمود آزاد، ص ۲۸۔

۲۔ ۳۰ (الروم) : ۲۲۔

جتنی قومیں آباد ہوئیں ، اور ان کی جتنی زبانیں ہمیں ملتی ہیں ان سب زبانوں کو جیسا کہ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے متذکرہ حوالے سے عیاں ہے ، ہم تورانی زبانیں کہتے ہیں ۔ ظاہر بات ہے ہم بھی ان آباد کشمیریوں کو جو آریاؤں سے قبل کشمیر میں آباد تھے ، تورانی ہی کہیں گے ۔ کیونکہ ہمارے پاس کشمیری زبان کے یا قدیم ساکنان کشمیر کے بارے میں کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ ناگ اقوام کا تعلق صرف نیگرائیڈ سے تھا۔ یا صرف آسٹرک سے ۔ یا وہ لوگ دراوڑ تھے یا ان کے ساتھ مخلوط آریہ پساچی ہی تھے ۔ تاریخ دانوں نے بیشتر آراء جو پیش کی ہیں وہ قیاس آرائی پر ہی مبنی ہیں ۔

ہمارے سامنے مستند ماہر لسانیات گریرسن کی رائے کو اولیت کا شرف حاصل ہے ۔ وہ اس سلسلے میں اپنی عالمانہ اور محققانہ رائے ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں :

"The country in which the pisaci settled was apparently originally inhabited by the ancestors of present speakers of Brusaski whom they expelled or observed."[1]

بروششکی کے بارے جیسا کہ گریرسن نے کہا ہے قدیم لوگ جن کو پساچہ لوگوں نے بے خانماں کر دیا تھا وہ لوگ تھے جن کی اصلی زبان بروششکی تھی ۔ سنتی کمار چیٹرجی نے اس کی توثیق کی ہے جیسا کہ پچھلی سطور میں ہم نے بیان کیا ہے ۔ ان کے بیان کے مطابق بروششکی کشمیر کے پہاڑی علاقوں میں بولی جانے والی وہ پہلی زبان ہے جس کی چند نسلی خصوصیات آسٹرک سے ملتی ہیں ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ آسٹرک سے مل کر اس زبان کا خمیر اٹھا ہے ۔

اس سارے علاقے میں جہاں پساچہ زبانیں بولی جاتی ہیں یعنی گلگت ، ہُنزہ، نگر وغیرہ میں کوئی دو ہزار قبل مسیح ایک زبان بولی جاتی تھی جس کو بروششکی کہتے تھے ۔ ان قدیم پساچی زبانوں کا اختلاط ان ناگ یا تورانی لوگوں کے ساتھ ہوا جن کو ہم پساچی کہتے ہیں اور جب

۱- *The Pisaca Languages of North-Western India*, by George Grierson, p. 4.

آٹھویں اور دسویں صدی قبل مسیح کے درمیان برہمن آریہ پاکستان سے کشمیر کے میدانی علاقوں میں داخل ہو گئے تو قدیم پساچہ لوگ شمال کی جانب دھکیلے گئے اور جدید پساچی ان حملہ آوروں کی زبان کے اثرات سے وجود میں آئی ۔ جس کی اساس بروششکی پر قائم ہوئی ۔ ہمیں گریرسن اور چیٹرجی کے بیانات سے پتا چلتا ہے کہ جن لوگوں کو پساچہ لوگوں نے مار بھگایا وہ بروششکی بولنے والے تھے اور پساچہ لوگ ایشیائی آریاؤں کی شاخ سے تعلق رکھتے تھے ۔ ایشیائی آریہ کی تین شاخیں ہیں ۔ یعنی انڈو آریائی اور ایرانی آریہ کے دو عظیم گروہ کے علاوہ اس کا ایک چھوٹا گروہ پساچہ گروہ کے نام سے مشہور ہے جس کے بارے میں ماہر لسانیات سنیتی کمار چیٹرجی لکھتے ہیں :

"A third group of Aryans sought homes in the bleak and inhospitable mountain regions, east-south of Hindu-kush. It is thought, they parted company with the rest before the split had occured among the Indo-Iranians leading to their bifurcation into Indo-Aryans and Iranians. The speech of this third group now represented by the pisacha dialects, hold an intermediate position, between Iranian and Indian speakers peopled in Kashmir."[1]

یہ حقیقت کہ پساچہ زبان ایشیائی آریاؤں کی تیسری شاخ ہے سب ہی مشہور ماہرین لسانیات گریرسن ، جان بیمز اور سنیتی کمار چیٹرجی تسلیم کرتے ہیں ۔ پس ساچہ لوگوں کی زبان کا اختلاط کب ہوا اور یہ لوگ کس صدی میں کشمیر میں وارد ہوئے تھے اس کے بارے میں ڈاکٹر ناموس فرماتے ہیں :

"آریہ لوگوں کے قافلے بارھویں اور دسویں صدی قبل مسیح کے درمیان دریائے سندھ کے کنارے کنارے اوپر چڑھے اور علاقہ شناک میں داخل ہوئے ۔ ان وحشی لوگوں کو مغلوب

۱۔ *Origin and Development of the Bengali Language*, by Suniti Kumar Chattergi, p. 25.

کیا اور خود اپنی آبادیاں قائم کیں ۔ یہ آریہ لوگ شین تھے جو اپنی آریائی زبان ساتھ لائے تھے جو ویدوں کی تحریر کی ایک شکل تھی اور اصل آریائی زبان سے بہت ملتی تھی ۔ یہاں کے قدیم وحشی باشندوں سے ان کا اختلاط ہوا اور ایک مرکب زبان وجود میں آئی ۔ اس نئی زبان میں بعض عناصر قدیم تورانی زبان سے شامل ہوئے ۔ خاص طور پر کنسونینٹ اور ، واول اور کچھ ذخیرۂ الفاظ وغیرہ بھی ۔ مگر زبان کی اصل اساس وہی آریائی زبان رہی ۔ اس اصل تورانی زبان کی ایک بہتی ہنزہ میں اپنی جدید شکل میں مروج ہے ۔ اس میں مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سی تبدیلیاں ہو چکی ہیں مگر اس کی بنیاد وہی قدیم تورانی زبان ہے اور یہ زبان بروششکی کہلاتی ہے ۔"[1]

ڈاکٹر ناموس کا مطلب واضح ہے کہ بروششکی اس علاقے کی ایک قدیم زبان ہے جس کی اساس پر پساچہ زبان یعنی قدیم ایرانی آرین بھائیوں کی زبان قائم ہوئی اور یہی مخلوط زبان جسے ہم پساچہ قدیم کہیں گے ، آٹھویں صدی قبل مسیح میں کشمیر میں وارد ہونے والے آریاؤں کے ساتھ مل گئی تو پساچہ جدید کہلانے لگی جس کے بارے میں آگے ڈاکٹر ناموس یوں وضاحت کرتے ہیں :

"وادیٔ جہلم کے راستے آٹھویں صدی قبل مسیح میں برہمن آریہ لوگوں کے نئے قافلے آنے شروع ہوئے ۔ انہوں نے دسویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کے دوران ان پساچہ لوگوں کو جو کشمیر میں آباد تھے ، شمال کی طرف دھکیل دیا اور کشمیر کے خطے میں اپنا قبضہ جما لیا مگر سیم لوگوں کی زبان نے ان حملہ آور آریاؤں کی زبان پر اثر ڈالا اور موجودہ پساچہ جسے ہم آگے چل کر کشمیری زبان کہہ سکتے ہیں ، معرض وجود میں آئی ۔ آٹھویں صدی قبل مسیح کے قریب جو آریہ قافلے پنجاب کے میدانوں میں داخل ہوئے وہ ایک زبان بولتے تھے جو موجودہ پنجابی ، ہندی اور سندھی کی ماں تھی ۔ ان سب زبانوں نے اپنے

۱۔ "گلگت اور شنا زبان" ، از ڈاکٹر شجاع ناموس ، ص ۱۱۱ ۔

لیے چند عناصر اس اصل اساسی مروجہ پساچہ زبان سے منتخب
کرکے ان کو رواج دیا ۔ اس طرح سے یہ زبانیں ایک دوسرے
سے علیحدہ ہوگئیں ۔ یہی اصل اساسی مروجہ پساچہ زبان وہ آریہ
لوگ بولتے تھے جو پنجاب کے راستے جہلم میں سے گزر کر کشمیر
میں داخل ہوئے ۔ انھوں نے اپنی زبان کی گرامائی خصوصیات
پساچہ بولنے والوں کو دے دیں ۔ ان کے ساتھ گھل مل گئے اور
اس طرح موجودہ کشمیری وجود میں آئی ۔''[۱]

موجودہ کشمیری سے ڈاکٹر ناموس کی مراد ہے وہ کشمیری زبان
جس کی اساس پر موجودہ کشمیری زبان کی تشکیل ہوئی ہے ۔ یہ بات واضح
ہو گئی ہے کہ کشمیری زبان کی اساس بروششکی زبان پر قائم ہوئی ہے
جو قدیم ناگ لوگوں کی زبان تھی ۔ یہ روایت کہ کشمیری زبان کی اساس
دراوڑی زبان پر قائم کی گئی ہے ، کسی بھی اہمیت کی حامل نہیں اور
نہ ہی کوئی تواریخی شواہد ہمیں اس سلسلے میں ملے ہیں ۔ ہاں بروششکی
بولنے والوں کے ساتھ ۲۰۰۰ قبل مسیح سے لے کر ۱۵۰۰ قبل مسیح تک
جن ویدک آریہ لوگوں کا اختلاط ہوا چونکہ وہ دونوں قومیں غیر مہذب
تھیں ۔ لہٰذا ان کے میل ملاپ سے یعنی بروششکی اور پساچہ آریوں سے
ایک مخلوط زبان اس وقت کی تیار ہوئی جسے ہم قدیم پساچہ کہیں گے اور
جب پساچوں کی اس زبان کا آٹھویں صدی کے برہمن آریاؤں سے رابطہ
اور میل ملاپ بڑھ گیا تو ایک نئی زبان جدید پساچہ وجود میں آئی ۔ قدیم
پساچہ لوگ اب کشمیر کی وادی سے بھگائے گئے اور دریائے جہلم کے
آر پار مظفر آباد ، بارہ مولہ ، شیری ، کہاد نیار ، کانتھہ ملہ ناروا ،
بیہا ریشی ، سوپور ، ہندواڑہ ، پٹن ، تارہ بل ، بانڈی پورہ ، سرینگر ،
بڑگام ، اسلام آباد وغیرہ علاقوں میں لوگ آباد ہوئے ۔

ان آبادیوں کے لوگ ایک نئی زبان بولنے لگے جس کا کچھ ڈھانچہ
قدیم پساچہ کا تھا مگر افعال ، اسماء ، ذخیرہ الفاظ وغیرہ سنسکرت زبان
کے تھے ۔ جدید پساچہ سے میری مراد وہ زبان ہے جو صرف کشمیر کی
وادی میں بولی جانے لگی اور سنسکرت سے جس زبان نے اپنے حسن اور

۱۔ ''گلگت اور شنا زبان'' ، از ڈاکٹر شجاع ناموس ، ص ۱۱۲ ۔

لباس کو آراستہ و پیراستہ کیا تھا اور قدیم پساچہ سے مراد شینا ، کھووار اور کافری زبانوں سے ہے - جن میں بروشسکی زبان کے اثرات زیادہ تھے اور اسی کو اوڑھنا بچھونا بنایا اور تورانی زبان کا اب بھی زیادہ سے زیادہ اثر ان زبانوں پر ہے -

ماہرین لسانیات جن میں سے بیشتر یورپی محققین ہیں ، کی یہی رائے ہے کہ کشمیری زبان ہند ایرانی خاندان کی یادگار ہے - اس گروپ کی تین ابتدائی شاخوں میں ایک پساچہ ہے - پھر پساچہ زبان کی تین اور شاخیں ہیں جن میں ایک شینا ہے - ان یورپی محققین نے شینا سے ہی کشمیری زبان کی آفرینش بتلائی ہے - حالات اس زبان کے جو بھی بدلے مگر یہ بات روز روشن کی طرح درخشاں ہے کہ بروشسکی ہی سے اس زبان کی ابتداء ہوئی ہے - اور ہنزہ اور کاشغر کی طرف رخ کرنے کی بجائے کشمیر کی طرف اس زبان نے اپنا رخ کیا جہاں اس کو آج سے دو ہزار سال قبل کے وہ ماخذ مل گئے جہاں بہت سی شمالی ہندوستانی زبانوں کی ابتدا ہوئی یا اُن کے ماخذ نکلتے ہیں - یہ ماخذ سنسکرت زبان ہے - اس سلسلے میں کشمیر کے ماہر لسانیات پروفیسر محی الدین حاجنی فرماتے ہیں :

"دیسی زانن والین ہندوئن چھ زہ کشیرہ یا ست کھاد لیار وتھ نیرتہ زمین آب تلہ موکلاں گیہ تہہ اورہ یورہ بن گژھن لگ تھہ ، گوڑہ گوڑہ لنگہ یتہ ناگ قبیلیک لوک بسنہ - یمن پننی کیا ہتام زبان اس - کشیرہ ہندیں آپاری یپاری ہمسایہ ملکن ہندہ آوہ جاوہ ساتھ لوکہ ویزہ ویزہ ناگن ہنزہ زبانئی بوچھرنہ تھہ یوتام یتھے کنہ کرتام موریا عہدس منز سنسکرت زبان کشیر واژ - یوس اکھ علمی زبان اس - تہ اَمکہ لفظ لنگہ پراکرتی شکلہ تھہ زمانچہ مقامی زبان منز شربان - یمک ثبوت و نہ تہ چھ کنہہ کنہہ لفظس منز موجود -"

ترجمہ : اہل زبان کے بیان کے مطابق کشمیر میں کھاد لیار کے مقام سے جب پانی کا اخراج شروع ہوا اور آبادی شروع ہوئی تو آمدورفت کا سلسلہ بڑھ گیا ابتدا میں بالائی علاقوں میں یہاں ناگ لوگ آباد تھے - اس قبیلہ کے لوگ اپنی ایک خاص زبان بھی بولتے تھے - آہستہ آہستہ پاس پڑوس کے باشندوں کی آمد و رفت سے ناگ قبیلہ

کے لوگوں کی زبان متاثر ہونے بغیر نہ رہی - سوربا عہد میں سنسکرت زبان نے کشمیر میں باضابطہ پڑاؤ ڈالا --- چونکہ یہ عالموں کی زبان تھی اس لیے اس کے الفاظ فقط پراکرت کی شکل میں اس وقت کی مروجہ دیسی زبان میں کھپنے لگے - جس کا ثبوت اب بھی کسی کسی لفظ کے اندر موجود ہے - مثلاً

سنسکرت	پراکرت	کشمیری
اشتہ	اٹھ	اٹھ
اتھان	اتھا	وتُھش
مدھیہ	مجھ	منزہ
پٹھن	پڑن	پرن

سنسکرتس مقابلہ ستھاہ کمزور آسنہ سبہ رود اتھ دوہہ کھہ دوہہ دسہ چار ژ ہانڈنس کٔرن ہے -"[۱]

ترجمہ : سنسکرت کی تنگدامنی کی وجہ سے یہ دیسی زبان دوسری زبانوں کے سامنے روز بروز اپنا دامن پھیلاتی رہی -

اتنی طویل بحث کے نتیجے میں ہم نے یہ اخذ کیا ہے کہ کشمیر کے ابتدائی لوگ ناگ تھے جن کی ابتدائی زبان بروشسکی تھی - بروشسکی اور پساچہ لوگوں کی زبان سے قدیم پساچہ معرض وجود میں آئی - یہ زبان وادی کشمیر کے پہاڑی سلسلوں میں بولی جاتی تھی - جب آٹھویں صدی قبل مسیح میں آریہ جہلم کے کنارے آباد ہونے لگے تو قدیم پساچہ اور جدید آریاؤں کے ملاپ سے نئی زبان وجود میں آئی - یہ وادی کی زبان تھی جسے جدید پساچہ زبان کہیں گے - یہی کشمیری زبان تھی - یہ جہلم کے آر پار کشمیر میں بولی جانے لگی - ہمیں اس زبان کا روپ یا اس کا تحریری ثبوت نہیں ملا ہے لہٰذا جس دور میں ہمیں اس کی تحریری دستاویزات ملی ہیں ہم اسی دور کو قدیم کشمیری زبان کہیں گے کیونکہ بحث کشمیر سے اور کشمیریوں کی زبان سے ہے جس کو ہم کوشر کہیں گے - لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہ زبان ادبی زبان بنی تو لگ بھگ دسویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا - ابتدا میں دیدا رانی کے چند فرمانوں سے

۱- "کاشر شاعری" ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ۳ -

ہم اس زبان سے واقف ہوئے ہیں اور پھر شتی کنٹھ کی (مہانے پرکاش) سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کشمیری زبان جس میں لکھت پڑھت ہو سکتی تھی وہی زبان ہے جو شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانے پرکاش'' میں سرو گوچر دیش کہلائی ۔ یہ زمانہ جس میں شتی کنٹھ ، للہ عارفہ ، شیخ نور دین ولی گزرے ہیں کشمیری ادب و شاعری کا ابتدائی زمانہ تھا جس کی تصدیق کشمیر کے ماہر لسانیات عبدالاحد آزاد اور حاجنی صاحب بھی کرتے ہیں۔ حاجنی صاحب کی تحقیق سے ہماری رائے مستحکم ہوتی ہے کہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے بعد برہمن کشمیر میں آباد ہوئے اور سنسکرت پراکرت کی شکل میں مقامی زبان میں مل گئی ۔ اس کے بعد یہودی حملہ آور ہوئے تو عبرانی زبان کا اثر ہوا اور جب بدھ مت کا دور دورہ ہوا تو پالی اور وسطی ایشیائی زبانوں نے اپنا اثر ڈالا ۔ راجہ اَنتی ورمن کے زمانے میں واسی دیو کپتا نے شیومت کے فلسفے کا محل تعمیر کیا جس سے دسویں صدی تک سسکرت عالموں کا ستارہ ہی چمکتا رہا اور کشمیری زبان پھر کوئی ترقی نہ کر سکی لیکن لوہر خاندان کے دور میں دوبارہ قدیم پساچہ زبانوں کے اثرات بدرجۂ اتم اس میں مل گئے ۔ اس دور میں کشمیری زبان اپ بھرمشی دور سے گزر کر باضابطہ اپنا مقام حاصل کر چکی تھی ۔ اس کے ڈیڑھ سو سال بعد شتی کنٹھ نے اپنا فلسفہ شیومت ''مہانے پرکاش'' کتاب میں لکھا تھا ۔ اگرچہ اس کا کشمیری حصہ نہیں ملا ہے لیکن گہرے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس وقت کی کشمیری زبان کا نام جو باضابطہ عام لوگوں کی زبان بن چکی تھی ''سرو گوچردیش بھاشا'' تھا ۔ اس کی تصدیق گریرسن کی تحقیق سے بھی ہوتی ہے اور پھر پروفیسر محی الدین حاجنی بھی اس بات پر متفق ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

''وننہ چھ یوان زہ شتی کنٹھن اوس امہ چہ زبان سرو گوچردیش بھاشا یعنی عام فہم زبان تھوومت ، عامچ زبان نے وننس تو تہ چھ اتھ کن نظر کرت باساں زہ ازِ برونٹھ ست اٹھ شت وری یس کوشر کنشیر الدر اوسی تتھ اندراس قریباً تھرٹم حصہ لفظ سنسکرتک تہ یہ اثر رود برونہکن تہ مول دت کانشر زبان آس امہ زمانہ پراکرتی عہدہ برونہہ وارباہ درامژہ بلکہ قریب قریب اپ بھرمشی چھاوت تہہ موکلیا مژ ۔ شتی کنٹھن ''مہانے پرکاش'' کتاب ہند گوڑہ لک زہ شعر چھ :

دیوت اک کُشی ٗپرہ راجہ جگ گس مُرو ہیرُو بکھیت
لنتہ شت گاسک نیراجہ شمہ دانی آشے تکھیت

اکتلی چھوت وپاپک بودھاون
کُتہ کت اہلی شت گموں

اتھ زبان آسن کم از کم زوھتھ وری لنگمتی سہ رنگ رٹان یس
اسہ ژود اہمہ صدی منزلہ و کھن اندر چھو لبنہ ایوان ۔[1]

ترجمہ: شتی کنٹھ نے اس زبان کا نام ''سرو گوچردیش بھاشہ'' یعنی ''عام فہم زبان'' رکھا تھا ۔ اگر اس زبان کو عام کی زبان نہ بھی کہا جائے پھر بھی اس زبان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کشمیری زبان جو آج سے سات آٹھ سو سال قبل مروج تھی ۔ اُس زبان میں پچھہتر فی صد الفاظ سنسکرت زبان کے تھے اور اس زبان کا اثر روز افزوں بڑھتا ہی گیا ۔ کشمیری زبان اس زمانے میں پراکرتی دور سے نجات حاصل کر چکی تھی ۔ حتیٰ کہ اپ بھرمشی دور کا روپ مدھار کر بھی آگے بڑھ چکی تھی ، شتی کنٹھ کی ''مہانے پرکاش'' کے دو شعر ملاحظہ ہوں :

دیوت اک کشی ٗپرہ راجہ جگ گس مرد ہیرو بکھیت
لنتہ شت گاسک نیراجہ شمہ دائی آشے تکھیت

اکتلی چھوت دپاپک بود ہاون
کتہ گت اہلی شت گموں

اس زبان کو کم از کم دو سو سال وہ رنگ و روپ دھارنے میں لگے ہوں گے جس کا عکس چودھویں صدی کے دوران ہمیں للہ عارفہ کے کلام میں نظر آتا ہے ۔

متذکرہ بیان اور دلائل کے تحت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دیدہ رانی کے وقت میں کشمیری زبان بول چال کی صورت میں آئی تھی ۔ ''دیدہ رانی'' یہ زمانہ ۹۸۰ — ۱۰۰۳ء کا زمانہ ہے ۔ کلہن پنڈت بھی ''راج ترنگنی'' کے حوالوں سے اس کے زمانے کے چند فرمان جو کشمیری زبان میں تھے

۱۔ ''کاشر شاعری'' ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ۷ ۔

پیش کرتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کشمیری زبان مکمل تحریری زبان اس زمانے میں بن گئی تھی مگر اس کے دو سو سال بعد پنڈت کلہن کی ''راج ترنگنی'' میں فقط یہ تین جملے ملتے ہیں : ''(۱) سرالہ پٹ تہ چھوی نا۔ (۲) رنگس ہیول و نو۔ (۳) ہرش دیو ہیو''[۱] ۔ راج ترنگنی کی تصنیف ۱۱۶۹ء ہے۔

''راج ترنگنی'' بارھویں صدی میں لکھی گئی۔ اس کے تقریباً دو سو سال بعد شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانے پرکاش'' ہمیں مل گئی جس میں کشمیری زبان کے چند اشعار ملے ہیں جس کا ہم نے پہلے ہی تذکرہ کیا ہے۔ یہی قدیم شاعری کی وہ ربان ہے جسے میں قدیم کشمیری زبان کہوں گا اور اسی سے کشمیری زبان کا کچھ پتہ چلتا ہے۔ یہ ضابطہ ایک تصنیف بھی ہے جس کے بارے میں عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

> ''قدیم کشمیری ادب میں سے ''للہ واکھیہ'' اور ''کلام شیخ نورالدین'' اور ''مہانے پرکاش'' مصنفہ مہاتما شتی کنٹھ کے بغیر کچھ بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ یہ تصانیف اس زمانے کی پیداوار ہیں جب کشمیر کے ادب اور سماج پر سنسکرت کا غلبہ تھا۔''[۲]

''مہانے پرکاش''، نور دین ولی اور لہ عارفہ کا زمانہ قریب قریب ایک زمانہ ہے جیسا کہ جی ایم ڈی صوفی نے کشیر میں لکھا ہے :

> "It is said when Nur-ud-Din was born and subsequently would not like his own milk, Lala was called in and Nur-ud-Din had milk from her breast finally he reduced himself to water alone and died at the age of 63 in the reign of Sultan Zainul Abedin in 1438, A.C."[۳]

اس موضوع بحث کا حاصل یہ ہے سنسکرت زبان کے رائج ہونے سے قبل جو پراکرت یہاں رائج تھی وہ جدید پساچہ پراکرت تھی جس کی اساس

۱- ''راج ترنگنی''، از کلہن ، ترنگ نمبر ۵ ، شلوک نمبر ۳۹۸ ۔
۲- ''کشمیری زبان اور شاعری''، جلد اول ، عبدالاحد آزاد ، ص ۳۵ ۔
۳- *Kasheer*, by G M.D. Sufi, p. 99.

توانی زبان بروشسکی پر قائم ہوئی ۔ تیسری صدی بکرمی کے قریب اس نے اپ بھرمشی دور میں قدم رکھا جس میں ہم اس کو اپ بھرمشی بھاشا کہیں گے ۔

پانچویں اور چھٹی صدی بکرمی کے لگ بھگ اس زبان کا جنم ہوا اور جس وقت یہ ادبی زبان بنی وہ کوئی بارھویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا ۔ جب ہم نے شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانے پرکاش'' میں اس زبان کا نام سروگوچردیش سنا ، یہی کشمیری زبان تھی جو کشمیر کے عام لوگوں کی زبان تھی ۔ اس ادبی پراکرت کو آج کل ہم کوشر کہتے ہیں یعنی کشمیر میں رہنے والے کوشر بولنے والوں کی زبان ۔

آریاؤں کے وطن اور ہند میں آمد سے متعلق نظریات

دراوڑ نسل کے بعد برصغیر کی وارث آریہ قوم ہوئی ۔ آریوؤں کی قدامت اور ان کے مسکن کے بارے میں بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہوئی ہیں ۔ وہ کہاں کہاں تک پھیل گئے اس سے ہمیں بحث نہیں ہے ۔ ہمارے لیے آریوؤں کی ہند میں آمد اور نقل مکانی کا مختصر احوال یہاں کافی ہے ۔ سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آریہ کون تھے ۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر مکھارسین فرماتے ہیں :

''سات دریاؤں کے ملک کے باشندوں کو آریہ کے نام سے پکارا گیا ہے اور قدیم ایران کے مشہور بادشاہ دارا (چھٹی صدی قبل مسیح) نے اپنے ایک کتبے میں جو نقش رسم کا کتبہ کہلاتا ہے اپنے آپ کو ایرانی کا بیٹا آریہ کی اولاد کے اوصاف سے موصوف کیا ہے ۔ اس کتبہ میں ''آریہ'' کا تلفظ (آری) ہے ۔''

رگ وید سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ ''پنچ جن'' یعنی پانچ قبیلوں یا خاندانوں میں بٹے ہوئے تھے ۔ ان میں سے دو خاندان تروسو اور یدو بابل یا بٹبلان سے سمندر کے راستے پہلے سندھ میں آباد ہوئے ۔ رگ وید میں آریہ نسل کے سبھی خاندانوں کے متعلق مذکور ہے کہ آریہ پانی کی سہولت

۱۔ ''جولز بلاک ہند آریائی'' ، از ڈاکٹر مکھارسین ، ص ۹ ۔

کی وجہ سے سات ندیوں کے کنارے آباد ہو گئے جن میں سے پانچ ندیاں پنجاب کی تھیں - چھٹی سرسوتی اور ساتویں سندھو - ان ساتوں کو ملا کر ''سپت سندھو'' یعنی سات دریا کہتے ہیں -

آریوں کی آمد سے متعلق جو بھی نظریات ہیں ان میں سے چند اہم مؤرخین کے نظریات پیش کرنے کے بعد ہی ہم کسی حتمی یا قرین قیاس منزل تک پہنچ سکتے ہیں - چنانچہ اکبر شاہ نجیب آبادی نے جو مختلف نظریات مقدمہ تاریخ ہند کے حوالے سے پیش کیے ہیں وہ ذیل میں ہیں :

پہلا نظریہ : آریہ قوم دریائے جیحون کے شمال میں زمین کے چھوٹے سے قطعہ میں بحالت چوپانی قیام پذیر تھی - وہاں سے اس قوم نے دریائے جیحون کو عبور کرکے کچھ عرصہ صوبہ بلخ کی حدود میں قیام کیا - وہاں سے کابل اور صوبہ سرحد کے پہاڑی علاقوں سے ہوتی ہوئی دریائے سندھ کو عبور کرکے پنجاب میں داخل ہوئی - غیر آریہ کو بھگایا اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں پھیل گئے -

دوسرا نظریہ : آریہ قوم کا اصلی وطن بحیرۂ خزر کا مشرق ساحل تھا - وہاں سے یہ قوم مرو کی جانب بڑھی - پھر وہاں سے ہرات ، کابل اور غزنی سے ہوتے ہوئے درہ بولان کے راستے پنجاب اور سندھ میں داخل ہوئی اور ہند کے سرسبز اور شاداب علاقوں میں پھیل گئی -

تیسرا نظریہ : آریہ قوم جو بحیرۂ خزر کے مغرب اور جنوبی علاقے میں آباد تھی وہاں سے مشرق کی جانب متوجہ ہو کر اصفہان اور وسط ایران میں پھیل گئی - وہاں سے قندھار ہوتی ہوئی دریائے سندھ کے کنارے پہنچی - دریائے سندھ کو عبور کرنے کے بعد پنجاب سے ہوتی ہوئی دوآبہ گنگ و جمن اور وہاں سے بہار تک پہنچی -

چوتھا نظریہ : آریہ قوم قدیم زمانہ میں وسط ایران اور اصطخر کے علاقے میں رہتی تھی - کسی بات پر آپس میں جنگ ہونے پر کمزور جماعت اپنے ملک سے بے دخل ہو کر غیر آریہ کو بھگا کر میدانی علاقوں میں آباد ہوگئی -

پانچواں نظریہ : آریہ قوم کا قدیم وطن چین کا ملک تھا - وہاں سے اپنے مویشیوں کے ریوڑ لیے ہوئے ترکستان پہنچی - کچھ عرصہ دریائے

جیحون کی وادی میں گزار کر صوبہ بلخ سے کشمیر و کابل ہوتی ہوئی پنجاب اور پنجاب سے دوآبہ گنگ و جمن میں پہنچی۔ یہاں کسی بات پر آپس میں جھگڑا ہوا۔ مغلوب گروہ کو ہندوستان کے قابل زراعت علاقے چھوڑ کر سندھ کی طرف بھاگنا پڑا اور وہاں سے بھی یہی مشکل پیش آنے پر قندھار سے ہوتے ہوئے ایران جانا پڑا۔ اس طرح یہ آریہ ایرانی آریہ کہلائے اور ان سے ایک گروہ صوبہ کیشیا سے یورپ گیا اور یہ لوگ یوروپین آریہ کہلائے۔''[۱]

متذکرہ نظریات کے علاوہ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ آریا تبت سے آئے اور کوہ ہمالیہ کو عبور کرکے ہندوستان میں داخل ہوئے۔

یہ تمام نظریات ایسے ہیں جن سے ہم کسی سچائی پر نہیں پہنچ سکتے کیونکہ تمام نظریات میں تضاد موجود ہے اور صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان تمام بیانات میں کوئی ٹھوس اور واضح سچائی موجود نہیں اور نہ ہی مؤرخین کی بیشتر آراء سے ان بیانات کی توثیق ہوتی ہے۔ مصنف نے پہلے نظریے میں بتایا ہے کہ آریہ دریائے جیحون کے شمال میں چھوٹے سے قطعہ میں آباد تھے۔ دوسرے نظریے میں فرماتے ہیں کہ اصلی وطن بحیرۂ خزر کا مشرقی ساحل تھا۔ تیسرے نظریے میں اسی بحیرہ کے مغربی اور جنوبی ساحل کو آریاؤں کا اصلی وطن قرار دیا ہے اور پھر کہا ہے کہ وسط ایران ان کا وطن ہے اور آخر میں چین۔

ظاہر ہے کہ ان نظریات میں تضاد ہے۔ کہیں کہا جاتا ہے کہ آریہ بحیرۂ خزر کے شمالی ساحل پر آباد تھے اور کہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے جنوب مغربی ساحل پر آباد تھے۔ کوئی رائے آپس میں ملتی نہیں اس لیے ہم چند قدم آگے بڑھ کر دیکھتے ہیں کہ یورپین محققین اور ہند کے ماہرین لسانیات اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جان بیمز کی رائے ملاحظہ ہو:

> The Aryan race, speaking a language of the Indo-Germanic family, entered India from the North West,

---

۱- ''مقدمہ تاریخ ہند''، جلد اول، از اکبر شاہ نجیب آبادی، ص ۶۹ تا ۷۱۔

and gradually worked its way down the valley of Ganges, driving the Taranians into the then, almost impenetrable forests and hills of the south."[1]

جان بیمز کی وضاحت جو انھوں نے آریاؤں کی آمد اور وارد ہونے سے متعلق دی ہے - جارج ابراہیم گریرسن کے اس بیان سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے - چنانچہ گریرسن آریوں کی آمد سے متعلق لکھتے ہیں :

"We have seen above that the Aryans reached Persia as a United people, and that at an early period before their language had developed into Iranian, some of them had continued their Eastern progress into India. We are not to suppose that this took place all at once in one incursion wave after wave advanced, the people first established themselves in Afghanistan, and thence, in further waves, entering India through the Kabal valley. We see traces of thir gradual advance in the vedas themselves. As each new tribal wave came from the west, it pushed the earlier settlers before it or to one side, or else went round them.

Any definite date of the Aryan advent in India has been impossible, take 1500 B.C. in round numbers as the period."[2]

یہاں تک ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آریاؤں کی ہند میں آمد سے قبل ان کا کہیں کوئی مسکن نہیں رہا - بلکہ وہ خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کرتے چلے آئے ہیں - البتہ تمام مؤرخین کے کہنے کے مطابق وہ افغانستان کے راستے سے ہند میں داخل ہوتے رہے ہیں - آریوں کی نقل آبادی کا سلسلہ اس طرح ہند میں متواتر کئی روؤں (Waves) کی شکل میں ہوتا چلا آیا -

---

۱- *Outlines of Indian Philology*, Second Edition, by John Beams. London 1863, p. 10.

۲- *Linguistic Survey of India*, George Abraham Grierson, vol. 1, part I, chapter II, p. 115.

آریوں کی ہند میں آمد کب ہوئی ، اس کے بارے میں کوئی تعین تاریخ ہمارے پاس موجود نہیں ۔ البتہ سنیتی کمار چیٹرجی کے اندازہ کے مطابق ۱۵۰۰ قبل مسیح سے آریوں کی ہند میں آمد کا اندازہ لگایا گیا ہے ، چنانچہ سنیتی کمار چیٹرجی لکھتے ہیں :

"Any definite date of the Aryan advent in India has been impossible, we take 1500 B C in round numbers as the period when the first bands of Aryans arrived in the Punjab. They were speaking their Aryan tongue, and they were singing hymns to their Gods and praises of their heroes in that tongue."[1]

ہمیں آریوں کی ہند میں آمد سے متعلق چیٹرجی کے مندرجہ بالا بیان سے پتا چلتا ہے کہ لگ بھگ ۱۵۰۰ قبل مسیح میں آریہ ہند میں وارد ہوئے ۔ کہاں سے آئے ؟ کون تھے ؟ ان کا ہند میں وارد ہونا کیا معنی رکھتا تھا ؟ ان کا نصب العین کیا تھا ؟ یہ سب باتیں چیٹرجی کے مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

'The influx of the Aryans into the Punjab from what is now Afghanistan seems to have been brought about by gradually extending the Aryans pale in the East ; parts of Eastern Afghanistan the Gandhara region always formed an integral part of Aryan India down to Moslem times. It was not a national movement, a folk wandering on a large scale to a distant land in search of new homes ; in any case it did not leave such an impression in the minds of Vedic people. The reasons for Aryans migration into India are not known, but probably it was the land-hunger of primitive half nomadic people, accentuated possibly by divergences in cults and dialects which were manifesting themselves in Eastern Iran. The tribes that moved into India, with their special cults, became the founders of the

---

۱- *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p. 18.

people already in the land. Of those who were left in Iran, some remained in the.r pr mitive state, and became the Iranian speaking. A third group sought home, in the bleak and inhospitable mountain regions, east south of Hindukush: it is thought they parted company with the rest before the spl t had occured among the Indo-Iranians, leading to their bifurcation into Indo-Aryans, and Iranians. The speech of this third group now represents the Dardic p sac a dialects."[1]

آریوں کی ہند میں آمد سے متعلق ہم اس طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ آریہ لوگ خانہ بدوش لوگ تھے جو کئی گروہوں میں روؤں کی صورت میں ہند میں وارد ہوئے ۔

عام قیاس یہی ہے بلکہ بیشتر محققین کی رائے یہی ہے کہ آریہ وسط ایشیا سے ایران کے راستے شمالی ہندوستان میں وارد ہو کر سارے ہند میں چھا گئے ۔ چنانچہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کی رائے ملاحظہ ہو :

''اگرچہ مختلف مستشرقین نے آریاؤں کی آمد سے متعلق متعدد مقامات کی طرف اشارے کیے ہیں مگر سب سے زیادہ قابلِ وثوق جگہ وسط ایشیا کے اشائی اور یثان شن پہاڑوں تک کا درمیانی علاقہ ہے ، جو ان آریاؤں کا وطن کہلایا جا سکتا ہے ۔ یہ علاقہ روس کے جنوب میں واقع ہے ۔''[2]

اس خیال کی توثیق جان بیمز بھی کرتے ہیں ، وہ لکھتے ہیں :

''جس طرح سے یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ ہند یورپی بولنے والے زمین کے کس خطے کے تعلق رکھتے تھے ، اس طرح سے یہ بھی ٹھیک نہیں معلوم کہ آریہ قوم کہاں اور کب اس بڑے یورپی جتھے سے علیحدہ ہوئی اور کن راستوں سے ہوتی ہوئی دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچی ۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ روسی

۱- *Origin and Development of the Bengali Langnage*, by Suniti Kumar Chatterji, part I, p. 25.

۲- ''ہندوستانی لسانیات'' ، از ڈاکٹر سید محی الدین زور ، ص ۵۷ ۔

میدانوں یا کوہ یورال کے مشرق اور جنوبی حصے سے چلے اور
سے عراق ایران اور پھر ہندوستان آئے۔ ایران میں کتنی دیر
ٹھہرے اور یہاں کیا اثرات انھوں نے لیے ، یہ تو معلوم نہیں۔
البتہ یہاں یہ قبیلوں میں منقسم ہوئے اور تھوڑے تھوڑے دنوں
بعد ہندوستان آتے رہے۔"[۱]

اگر یہ صحیح ہے کہ آریہ وسط ایشیا سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے ہیں اور ہندوستان ، افغانستان ، ایران یا کشمیر آئے ہیں تو وہ لوگ یورپ کہاں سے پہنچے ؟ اس لیے میں اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا۔ اگرچہ ایف میکس ملر نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا ہے کہ آریہ وسط ایشیا سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے ہیں لیکن ہمیں لیتھم کے نظریے سے اتفاق نہیں کہ آریا مشرق یورپ سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے ہیں اور یہاں سے ہی وہ یورپ میں پھیل گئے اور پھر عراق اور ایران اور پھر افغانستان سے ہندوستان میں وارد ہوئے۔ جیسا کہ چیٹرجی کے حوالے سے بھی یہ صورتِ حال واضح ہو جاتی ہے ، وہ لکھتے ہیں :

"F. Max. Muller popularised the central Asia hypothesis Central Asia was not much known to the outside world, during the middle of the last century, and was a land of romantic mystery. But as early as fifties of the last century, Latham protested aginst the central Asia theory and suggested that "some where in Europe" was the original home of the indo Europeans This "Somewhere in Europe" was the original home of the Indo-Europeans This has exercised the skill and imagination of scholars Eastern Russia, Northern Germany, Scandanavia, Hungry, Poland, Lithuania, being among the tracts, suggested as the last "Father Land" of the Aryans of the ancient world Some where in Eastern Europe has been a popular theory."[۲]

۱۔ "ہندوستانی لسانیات کا خاکہ" ، از جان بیمز ، ترجمہ احتشام حسین ، ص ۳۱۔

۲۔ *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p 8.

قرین قیاس یہی ہے اور اس طویل بحث اور حوالوں کی روشنی میں میری ذاتی رائے اس دلیل کی اساس پر قائم ہوتی ہے کہ آریہ واقعی مشرق یورپ سے ہی کہیں تعلق رکھتے ہیں جہاں سے باآسانی یہ تمام یورپ میں پھیل گئے اور آہستہ آہستہ عراق سے ایران اور افغانستان کے راستے ہند میں داخل ہوئے اور لیتھم (Latham) کی رائے چیٹرجی کے آئندہ بیان سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے جہاں وہ لکھتے ہیں :

"The prehistoric grave—mounds of central and Eastern Europe are believed to be associated with the horses breeding and horse using Indo-Europeans. It was in the plain Lands of Central and Eastern Europe fringed on the North by the temperate forests, land that Indo-European Culture, half nomadic and half setteled, was supposed to have developed."[1]

آریہ ہند میں کب اور کہاں سے آئے ۔ اس نظریے کے بارے میں ہم چیٹرجی کے قول کو ہی تسلیم کرتے ہیں کہ ۱۵۰۰ قبل مسیح کے لگ بھگ آریہ مختلف قبیلوں کی شکل میں ہند میں وارد ہوئے ۔ یہ آریہ کہاں سے ہند میں وارد ہوئے ۔ اس بارے میں مختلف آراء متذکرہ بحث کے پیش نظر ہمارے سامنے آتی ہیں ۔

آریہ تبت سے کوہ ہمالیہ پار کر کے ہند میں وارد ہوئے ۔ دوم یہ کہ آریہ کابل اور سرحدی صوبہ کے پہاڑی سلسلہ سے دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب میں داخل ہوئے ۔ تیسرے یہ کہ ایران سے بلوچستان میں داخل ہو کر ہند میں پھیل گئے ، پھر مزید یہ بھی رائے ہے کہ چین سے ترکستان اور وہاں سے بلخ سے ہوتے ہوئے کشمیر اور کشمیر سے ہند میں داخل ہوئے ۔ ان تمام آراء سے میں نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ آریہ ۱۵۰۰ قبل مسیح سے پہلے ہی ہند میں وارد ہوئے ۔ پہلے ایران اور افغانستان میں کچھ دیر ٹھہر کر تازہ دم ہوتے رہے اور پھر دریائے کابل اور قرم کے کنارے کنارے پنجاب میں پہنچے ۔ یہ لوگ خانہ بدوش تھے ۔ زراعت کے بارے میں کچھ واقفیت حاصل تھی ۔ میری یہ ذاتی رائے

۱۔ *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p. 9.

نہیں ہے بلکہ اس رائے کے ساتھ جان بیمز ، ڈاکٹر محی الدین زور ، چیٹرجی ، گریرسن سرے ماہرین لسانیات متفق نظر آتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جو آریہ ایران میں رہ گئے ان میں سے بعض سامی ، بابلی اور اشوری عنصر سے متاثر ہو کر اپنا ایک عالیشان تمدن بنا سکے اور آج کل یہی لوگ قدیم ایرانی تمدن کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کے جو چیلے ان سے متاثر نہ ہو سکے اور اپنا کوئی جداگانہ تمدن نہ بنا سکے ، وہ آج بلوچی اور افغانی کہلاتے ہیں ۔ یہ وہی آریہ ہیں جو ایرانی آرین سے مغلوب ہو کر ان سے دور بھاگ گئے ۔ ان دو عظیم آریائی گروہوں کے علاوہ یعنی ہند آریہ اور ایرانی آریہ کے علاوہ ان کے ایک کوچک گروہ نے ہندوکش کے جنوب مشرق علاقہ پامیر میں اقامت اختیار کی ۔ یہ پشاچہ گروہ ہے ۔ ان کی بولیاں آج پساچہ بولیاں کہلاتی ہیں ۔ اس زبان کے خاندان گروہ سے کشمیری زبان کا تمدن ہے ۔ یہ وہ تمام نتائج ہیں جو ہم نے آریوں کے وطن ، ان کی ہند میں آمد اور ان کی زبانوں کے بارے میں اخذ کیے ہیں ۔

سنسکرت زبان کی عظمت

ہندوستان میں جب آریہ وارد ہوئے تو یہاں کی زبانوں پر اس زبان نے وہی اثر ڈلا جو ایک فاتح قوم کی زبان مفتوحہ قوم کی زبان پر ڈالتی ہے ۔ ہند میں اس دور میں بہت سی زبانوں کا چرچا تھا ۔ جس کا ہم نے اس سے پیشتر ذکر کیا ہے اور جن کو ہم نے سورانی زبانیں کہا ہے ۔ آریوں کے وارد ہونے سے یہ تمام زبانیں اگرچہ ختم نہیں ہوئیں ، لیکن پھر بھی ان زبانوں میں وہ زور شور ولولہ نہیں رہا جو آریوں سے پیشتر تھا ۔ قرین قیاس حقیقت یہ ہے کہ آریوں کی زبان میں ایک لطافت تھی ۔ شیرینی تھی ۔ فصاحت اور بلاغت تھی ۔ جوش و خروش تھا ۔ انھی وجوہات کی بناء پر غیر آریہ ، اس زبان سے زیادہ متاثر ہوئے ۔ جو آریہ ہند میں وارد ہوئے وہ سرداروں اور بزرگوں کی تعریفوں میں قصیدے گاتے تھے ۔ یہ لوگ سنسکرت بولتے تھے ۔ اس کے علاوہ جو خاص بات اس زبان کے بارے میں ہے وہ یہ کہ سنسکرت کو چونکہ اعلیٰ طبقے کی سرپرستی حاصل تھی نیز برہمنوں نے اس کو تقدس کا درجہ دیا تھا ، اس لیے اس نے مذہبی ، علمی اور ادبی زبان کا درجہ حاصل کر لیا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس زبان کے مختلف ادوار کے نمونے مذہبی ، علمی دلائل اور کلاسیکی ادب کی صورت میں میسر آتے ہیں ۔

ماہرین لسانیات اس زبان کے بارے میں کیا کہتے ہیں - سنیتی کمار چیٹرجی کی رائے ملاحظہ فرمائیے :

"The Aryan speech was extending in a two fold manner. The spoken dialects were extending their bounderies and with it the cultural language Sanskrit, was establishing itself as the language of religion and the higher intellectual life. Even Budhistic and Jaina emphasis on the vernaculars could not minimise the importance of Sanskrit. The more the spoken dialects began to deviate from the old Indo-Aryan norm, the greater appeared to be the value of Sanskrit as indicating order in the midst of chaos."[1]

دریائے سندھ سے آریہ جوں جوں مشرق کی طرف بڑھے ان کی زبان پر صوبجاتی اور علاقائی بولیوں کا بھی اثر پڑا - اور آہستہ آہستہ ان اثرات کے ساتھ ہی ساتھ تمام ہندوستان میں یہ زبان دیسی زبان کے الفاظ کی آمیزش کے ساتھ آگ کی طرح پھیل گئی - ۱۰۰۰ قبل مسیح سے ۱۶۰۰ قبل مسیح تک آریہ شمالی ہند میں پنجاب سے لے کر بنگال تک پھیل چکے تھے - چونکہ مقامی زبانوں کے اختلاط سے اس زبان میں تبدیلیاں تیزی سے رونما ہونے لگیں لہٰذا اس زمانے میں اس زبان کو نئے سرے سے منظم کرنے کی کوشش کی گئی - صرف ایسے لفاظ کو ٹکسالی مانا گیا جو سب جگہ رائج تھے - اس طرح یہ زبان صوبائی یا علاقائی ہونے کی بجائے ملکی بن گئی - اور سب لوگ سنسکرت یعنی مصفا اور منزہ زبان کو ٹکسالی سمجھ کر استعمال کرنے لگے -

سنسکرت کی دو قسمیں تھیں - ایک ویدک سنسکرت اور دوسری ادبی سنسکرت - ویدک سنسکرت وہی ہے جس میں ویدوں کے منتر لکھے گئے ہیں اور قدیم زمانے کے آریاؤں کی عام بول چال کی زبان کا نمونہ پیش کرتی ہے - دوسری ادبی سنسکرت ہے - آہستہ آہستہ ادبی سنسکرت نے اپنے آپ کو خاص حدود میں بند کر لیا اور اس کے تقدس کا خاص خیال رکھا

۱- *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p. 62.

جانے لگا۔ اسے دیوتاؤں کی زبان کہا گیا ۔ اس طرح اس میں دوسری زبانوں کے الفاظ کا داخلہ سختی سے بند کر دیا گیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ عوام کی امنگوں کی زبان ہونے سے رہ گئی اور ایک اجنبی زبان بن گئی ۔ اور آگے چل کر ایک علاقائی پراکرت پالی نے اس کی جگہ سنبھالی ۔

بہرحال سنسکرت زبان کی بدولت ہی ہمیں اتنا معلوم ہوا کہ زبانوں کے علیحدہ علیحدہ خاندان بھی ہیں ۔ لسانیت جاننے والوں کے لیے اس دور کی سب سے بیش قدر یادگار وید ہیں جو آریاؤں کی مذہبی کتابیں ہیں ۔ یہ صرف پروہت استعمال کر سکتے تھے اور عام لوگ اس مقدس زبان کو استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے ہوے ۔ یہ سنسکرت زبان کہاں کہاں بولی جاتی تھی اور اس کا پس منظر کیا تھا ۔ سنیتی کمار چٹرجی کا حوالہ ملاحظہ ہو :

> "The primitive Indo-European Language, as the source of vedic, Old Persian and Avestan, of Greek, of Gothic, and other Germanic, of latin, of old Irish and other celtic speeches, and of the Slav, Baltic, languages, of Armenian and Albanian, of Hittate, and "Tokharian", was spoken in its undivided state among a people to whom some philologist have given the name of wiros, that being the primitive Indo-European word for "man" from which the Sanskrit "vira" the latin "uir" the Germanic "Wer" and the old Irish "fer" have come."[1]

ہس مندرجہ بالا سطور کے حوالے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ قدیم ہند یورپی جس کی اصل "انڈو ہٹٹ" (Indo Hittate) زبان ہے یہی وہ زبان ہے جس سے ویدوں کی زبان قدیم فارسی ، اوستا ، یونانی ، لاطینی ، آرمنائی ، البانوی اور جرمنی وغیرہ زبانیں نکلتی ہیں ۔ یہ وہ لوگ بولتے تھے جن کو ماہر لسانیات Wiros کہتے ہیں ۔ اور ان کی زبان ہی سنسکرت زبان میں ویدک زبان کہلائی ۔ یہ زبان جب آہستہ آہستہ ارتقائی منزلیں طے کرنے لگی تو اس کی اصلی ہیئت بدل گئی جہاں جہاں یہ زبان پہنچی وہاں علاقائی

۱۔ *Indo-Aryan and Hindi* by Suniti Kumar Chatterji, p. 6.

، زبانوں نے اسے لبیک کہا جیسا کہ چیٹرجی لکھتے ہیں :

"The historical traditions and ballads and songs current among the born Aryans, among the non-Aryans, who had been Aryanised, were told and sung in the vernacular forms of Aryan, and then altered to Sanskrit to form the nuclei of the Mahabharats and the Purans, in which particularly in the Mahabharata many a dialectal form has survived, Sanakrit as it was taking shape was probably at first looked upon with indifference by the Budhists and Jains. For the Chandasa i.e., Vedic, they could not feel the Brahamans respect. But gradually Sanskrit claimed the allegiance of these secterians as well. The Aryan speech became a strong and potent bond of union among the various kinds of Non-Aryan speakers and those who spoke the Aryan language, the evident want of a common linguistic bond in the country before the advent of the Aryans gave the Aryan language its first and gratest opportunity. The synthesis of culture enabled people of all groups accept it as their own In this way this language in its various forms had been established from Gandhara in the west to Videha and Magadha in the East, and from the foot-hills of the Himalayas in the North to the Jangles of central India and towards the western sea by Gujrat in the south, by 600 B.C. it began to spread into Bengal, into Deccan, and further into the south."[1]

اس طرح یہ زبان جیسا کہ مندرجہ بالا بیان سے عیاں ہے مغرب میں گندھارا سے وندھیاچل تک ، مشرق میں مگدھ تک اور شمال میں ہمالیہ کے دامن سے لے کر مدھیہ بھارت کے جنگلوں تک اور مغربی ساحلی سمندر سے گجرات کے جنوبی علاقے تک پھیل گئی ۔ اور ۶۰۰ قبل مسیح میں یہ بنگال ، دکن اور جنوبی بھارتی علاقوں میں پھیلتی چلی گئی ۔

۱- *Indo-Aryan and Hindi*, by Suniti Kumar Chatterji, p. 64.

سنسکرت زبان کا حال اس کے عروج کے بعد کیا ہوا یہ سب کو معلوم ہے لیکن یہ بات طے شدہ ہے اور گریرسن اور دوسرے ماہرین لسانیات اس بات پر متفق ہیں کہ ہند آریائی لوگوں کی زبان کا اولین تحریری نمونہ ویدوں میں موجود ہے ۔ اکبر شاہ نجیب آبادی مصنف "تاریخ ہند قدیم" فرماتے ہیں :

"چنانچہ ویدوں کی زبان کا مقابلہ قدیم ژند اور اوستا سے کیا گیا ہے تو بہت سی مشترک رسموں ، میلوں اور تیوہاروں اور دوسری باتوں کا انکشاف ہوا ۔ بعض یورپی علمائے سنسکرت کا قول ہے کہ ویدک گیت کا ہر مصرعہ اوستا کی زبان میں اور اوستا کا ہر ایک جملہ ویدک زبان میں ذرا سی تبدیلی سے متبدل ہو سکتا ہے ۔"[۱]

مندرجہ بالا دلیل کی سدھیشور ورما کے حوالے سے بھی توثیق ہوتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

"ہند آریائی اور ایرانی زبانوں کی آپس میں اتنی مشابہت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں زبانیں کسی زمانے میں ایک ہی مشترک زبان کی بولیاں تھیں ۔ آریائی زبان کی اس استخراجی تشکیل کی چند صورتیں ملاحظہ ہوں :

حرف علت	ہندیورپی	یونانی	قدیم آریائی	اوستا	ہندوستانی
اُے	سپتم	ہپت	سپت	ہپت	سات
او	اوکتو	اوکتو	اشٹ	اشت	آٹھ
—	پتر	پوتر	پتا	پتا	باپ"[۲]

ہند آریائی یا ہند یورپی زبان کی اصل کیا ہے یا اس کی اولاد کیا ہے ، اس سے ہماری بحث نہیں ۔ بحث اس قدر تھی کہ سنسکرت کی عظمت اور شان و شوکت کے عوامل کیا تھے اور اس کے بعد نتائج کیا رہے ۔ چنانچہ اس طویل بحث سے ہم نے یہ اخذ کیا ہے کہ سنسکرت زبان ویدوں کی زبان تھی ۔ ہندوستان میں جس سے اس وقت ہماری بحث ہے ، یہ زبان آگ کی طرح پھیلی ۔

۱۔ مقدمہ "تاریخ ہند قدیم" ، از اکبر شاہ نجیب آبادی ، جلد اول ، ص ۲۷ ۔
۲۔ "آریائی زبانیں" ، از سدھیشور ورما ، ص ۳۵ ۔

یہ ویدک دور کی وہ پراکرت ہے جو علمی اور ادبی حیثیت قائم کرنے میں کامیاب رہی جو دوسری پراکرتوں کو حاصل نہ ہو سکی ۔ آریہ یہ ترقی یافتہ زبان لے کر ہند میں وارد ہوئے تھے ۔ سنسکرت رگ وید اور دوسرے ویدوں میں زندہ ہے ۔ آریہ جب ہند میں آئے اس وقت ہند میں دوسری پراکرتیں بھی رائج تھیں ۔ لیکن اس وقت کی زبانوں میں سنسکرت کو ہی زیادہ اہمیت حاصل ہوئی ۔

اس بحث میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ گو سنسکرت کو ہند میں بہت زیادہ فروغ رہا ہے اور باقی تمام پراکرتوں سے اس کو سبقت حاصل تھی لیکن میری اس زبان کے بارے میں ذاتی رائے یہی ہے کہ برصغیر میں جو ماہرین لسانیات گزرے ہیں ان میں بیشتر ہندو تھے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مذہبی جانب داری کی خاطر یک طرفہ رائے قائم کر کے تعصب کی بنیاد پر سنسکرت کی عظمت میں بلند بانگ رائے کا اظہار کیا ہے وگرنہ دراوڑی لٹریچر جیسے کہ موہنجوداڑو کی تہذیب بتاتی ہے ، کم عظمت یا رفعت کا حامل نہیں ۔

سنسکرت اور کشمیری زبان کا تعلق

جیسا کہ زبانوں کی تقسیم کے سلسلے میں ہمیں معلوم ہے یورپ اور ہندوستان کی زبانیں تین بڑے بڑے خاندانوں میں تقسیم کی گئی ہیں :

(۱) ہند جرمانی ۔ (۲) سامی ۔ (۳) تورانی ۔

ہند جرمانی یا ہند آریائی یا ہند یورپی خاندان میں مختلف شاخیں ہیں ۔ اس وقت ہند یورپی خاندان سے تعلق رکھنے والی زبانوں کو ہند آریائی کہنا درست ہوگا ۔ ایران کا تذکرہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سنسکرت اور قدیم ایرانی کی مماثلت کے علاوہ شمال مغربی ہندوستان کی بعض زبانیں آج بھی ایرانی خاندان کی زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں ۔ جس میں سے پشتو اور بلوچی کو جدید ایرانی زبانوں کی حیثیت سے اور پشاچہ خاندان کی کشمیری ، شنا ، کافر اور چترالی وغیرہ کو ایرانی اور سنسکرت کی بگڑی ہوئی زبانوں کی حیثیت سے ہندوستان کے ایک بڑے علاقے میں استعمال میں لایا جا رہا ہے ۔

منسکرت زبان اور کشمیری زبان کا کیا تعلق ہے - ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ کشمیری زبان سنسکرت زبان کی بیٹی ہے البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی ویدک دور کی ایک اہم پراکرت ہے - جو کسی طرح سے اپنے خاندان سے بچھڑ گئی اور الگ نشو و نما اور ارتقائی منازل طے کرتی رہی - اور پشاچہ خاندان کے گروہ سے موسوم ہوتی رہی - کسی زمانے میں یہ زبان اپنی بہن زبانوں سے گمنامی کی حالت میں رہی اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آبائی خاندان کے لباس اور زیبائش سے آراستہ و پیراستہ ہوتی رہی -

سنسکرت اور پساچہ زبانیں ہمسایہ زبانیں ہیں اور ہمسایہ زبانیں فطری طور پر ایک دوسرے کو متاثر کرتی رہتی ہیں - ان کی باہمی مماثلت اور بعض خصوصیت میں اشتراک کی وجہ یہ نہیں کہ ان کی اصل ایک ہے اور وہ سب ایک زبان سے متفرع ہوئی ہیں ، بلکہ وہ پڑوس میں بولی جانے والی زبانیں ہیں جنھیں ساتھ ساتھ ترقی کرنے کے مواقع ملے - متعدلاصل زبانوں کی ساخت ، ان کا ڈھانچا اور ان کا نظام ایک جیسا ہوتا ہے - لیکن چونکہ وہ ایک دوسرے سے الگ اور مختلف ماحول اور حالات میں نشوونما پاتی ہیں اس لیے اس بنیادی اتحاد کے باوجود بہت سے اصول و قواعد میں وہ ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتی ہیں اور آس پاس کی زبانوں سے بعض صرف و نحوی خصوصیت لے کر وہ کچھ سے کچھ بن جاتی ہیں -

اس میں شک نہیں کہ کشمیری زبان کی اساس بروشسکی زبان پر قائم ہے اور بروشسکی ایک تورانی زبان تھی - لیکن آگے چل کر قدیم آریائی زبان سے اس کا رابطہ قائم ہوا اور پشاچہ اور بروشسکی کے اختلاط سے یہ آگے بڑھی - چونکہ قدیم پشاچہ زبان صرف پہاڑی سلسلوں میں زیادہ رائج رہی اور کشمیر میں دریائے جہلم کے آس پاس آریہ ترک الدیا لوگ آہستہ آہستہ آباد ہوئے - اس لیے اس زبان پر جسے کشمیر کی ابتدائی زبان کہیں گے سنسکرت بولنے والوں کا اثر بڑھا - آٹھویں صدی قبل مسیح میں جب آریہ کشمیر میں کھاد لیار کے راستے داخل ہوئے تو وہ سنسکرت بولنے والے تھے - اس زمانے میں یہاں کے لوگوں کی زبان بھی سنسکرت تھی - مہابھارت کے زمانے میں ہندوستان میں مختلف زبانیں پھیلی ہوئی تھیں - کشمیر میں بھی مروجہ سنسکرت زبان تغیر پذیر ہونے لگی تھی

اور لوگ سنسکرت کی کسی بگڑی ہوئی صورت کو استعمال کرنے لگے تھے
اس کے باوجود مہذب لوگوں میں سنسکرت کا ہی رواج تھا جب سنسکرت
خالص زبان نہ رہی تو اس کی نئی صورت کو پراکرت کا نام دیا گیا ، جس
کے معنی ہیں فطری ۔ آج کل ہمیں سنسکرت میں جو ادب ملتا ہے وہ بگڑی
ہوئی سنسکرت میں ہی ملتا ہے ۔ کشمیری زبان سنسکرت اور پراکرت کے
اپ بھرمشی سے بنی ہوئی ہے ۔

بہرحال کشمیری زبان چاہے پساچہ سے تعلق رکھتی ہو یا سنسکرت
سے ۔ ہند آریائی خاندان کی تمام زبانوں کی اصل ژند یا فارسی قدیم ہے ۔
سنسکرت ہو یا پساچہ دونوں کا اس سے تعلق ہے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے
کہ سنسکرت سے کشمیری زبان کا کس قدر تعلق ہے ۔ اس بارے میں
کویراج ڈاکٹر شری ناتھ تکوشاستری کا حوالہ ملاحظہ ہو ۔ وہ لکھتے ہیں :

''وکرم کی تیسری صدی کشمیر میں پراکرت کا ہی رواج رہا
اور یہ اب آہستہ آہستہ پڑھے لکھے لوگوں کی زبان بننے لگی ۔
اس کے قواعد و ضوابط بھی بن گئے ۔ لیکن نچلے درجے کے لوگوں
نے اس کو بھی بگاڑنا شروع کیا ۔ اسی زبان کو ہم 'اپ بھرمش
بھاشا' کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن ہندی بھاشا کی اپ بھرمش بھاشا
ہماری اس بھاشا سے مختلف تھی ۔ یہاں ہم اپ بھرمش اس کو
کہتے ہیں جو کہ پراکرت اور سنسکرت سے بگڑ کر کشمیریوں
کے بولنے کے ڈھنگ میں آ گئی تھی ۔ اس بھاشا کا ادا کرنا
بھی کشمیری لوگوں کے ڈھنگ پر ہونے لگا تھا ۔ اس زمانے میں
کشمیر کا تعلق کابل ، قندھار ، دردستان اور تبت سے تھا ۔ ظاہر
ہے ان کی زبانوں کا بھی یہاں کی زبانوں پر اثر پڑا ۔''[1]

مندرجہ بالا بیان سے ہمیں اپ بھرمشی بھاشا کا زمانہ تیسری صدی
بکرمی ماننا ہے ۔ ابتداء میں سنسکرت اور کشمیری میں کوئی فرق سوائے
افعال کے نظر نہیں آتا ۔ ہم اس ملک کے دوسرے ممالک سے تعلقات کو
ہم نظر انداز نہیں کر سکتے مگر بقول کویراج ، سنسکرت اور کشمیری

۱۔ مضمون بعنوان ''کشمیری زبان کا ارتقا'' ، ماخوذ از اخبار ہفتہ وار
''ہمدرد'' اشاعت ۵ جولائی ۱۹۳۲ء ۔

زبان کا اس قدر تعلق رہا ہے کہ ان کے افعال اور اسماء تک ملتے ہیں۔ عبدالاحد آزاد کی رائے اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو :

"کشمیری زبان کے سب فعل سنسکرت ہی سے نکلے ہیں ۔ جیسے کشمیری لفظ (گ ژ ھ) گژھ بمعنی جاؤ سنسکرت لفظ گچھتہ سے نکلا ہے ۔ لفظ ژکن بمعنی دوڑنا سنسکرت لفظ ژکنتہ سے نکلا ہے ۔ اس طرح رلن بمعنی پکانا سنسکرت رادن سے نکلا ہے ۔ وتھن بمعنی اٹھنا سنسکرت لفظ تتھان سے نکلا ہے ۔ اس طرح اسم بھی زیادہ تر سنسکرت بھاشا سے ہی لیے گئے ہیں ۔ جیسے طوطہ بٹ زندہ بٹ ۔ آپ تاپ بمعنی آفتاب ، کاک بمعنی کاؤ ، کرمی بمعنی کیڑا ، اُلوک بمعنی اُول ، گئو بمعنی گاؤ ، تارا بمعنی تارک وغیرہ ۔"[1]

لسانی ماہرین میں جو یورپی محققین ہیں ان میں سے بیشتر کی یہی رائے ہے کہ ہماری زبان اس لسانی خاندان کی یادگار ہے جسے وہ ہند ایرانی کہتے ہیں ۔ اس گروپ کی تین شاخوں میں ایک شاخ پساچہ ہے جس کی شاخ شینا سے کشمیری وجود میں آئی ۔ شینا یا پساچہ کا ملاپ بروشسکی سے ہوا تھا ۔ مگر بروشسکی سے کشمیری بننے تک اس کو کئی قبیلوں سے گزرنا پڑا ۔ لفظوں اور تلفظوں کا اثر قبولنا پڑا ۔ اسی لیے اس کا ڈیل ڈول بدلا مگر یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ یہ کاشغر کی جگہ کشمیر کی جانب رخ کر گئی ۔ جہاں اس کو آج سے دو ہزار سال قبل کے وہ ماخذ مل گئے جہاں کئی شمالی ہندوستانی زبانوں کے ماخذ نکلے ہیں ۔ یہ ماخذ سنسکرت زبان ہے ۔ اس ضمن میں پروفیسر حاجنی ، کوینسن کے حوالہ سے اس طرح راوی ہیں :

"۱۸۸۷ء منز کور پروفیسر آرنسٹ کوہن گوڑہ یہ تجویز پیش زہ کاشر زبان چھ آسمژہ گوڑہ دردی زبانن منزا کہ شاخ یتھ منزہ کشیرہ والنتھ سنسکرت لفظ جادہ پھن ژامتی چھ ۔ کینژن چھ یتھ ڈولمت تہ کینہ چھ وہنہ چلہ وتھی رودمتی ۔ کینژن چھ معنی بدلیومت تہ کینژن لہجہ اوگرہ تھوگرہ گومت ۔ مگر دردی ژتھ

---

[1] "کشمیری زبان ور شاعری" ، جلد اول ، از عبدالاحد آزد ، ص ۱۴ - ۱۹ ۔

کپٹھ تھہ دردی چھ وتھہ وارپن اچھرن تھہ تلفظس منزہ درینھہ
بوان۔"[۱]

ترجمہ : ۱۸۸۷ء میں پروفیسر آراسٹ کوہن نے یہ تجویز پیش کی کہ
کشمیری زبان پہلے دردی زبان کی ایک شاخ رہی ہے ۔ کشمیر
وارد ہوتے ہی اس زبان میں سنسکرت زبان کے الفاظ بکثرت داخل
ہوئے ان میں کچھ ایسے الفاظ ہیں جو اپنا ڈیل ڈول بدل چکے ہیں
اور پہچانے بھی نہیں جا سکتے ۔ کچھ الفاظ اپنی اصلی حالت میں
ہیں اور اب بھی مروج ہیں ۔ ایسے بھی الفاظ ہیں جو اپنے معنی
بدل چکے ہیں حتیٰ کہ ان کا تلفظ بھی خلط ملط ہو گیا ہے ۔ مگر
پھر بھی داردی زبان اور اس کی تراش خراش اب بھی کافی الفاظ
اور حروف میں نظر آتی ہے ۔

کشمیری اور پساچہ زبان کا تعلق کیا تھا ۔ اس کا تو بیان ہم کر چکے ہیں ۔ جہاں تک داردی زبان کا تذکرہ ہے اس بارے میں کشمیری زبان کے ماخذ کے عنوان میں بحث ہوگی ۔ فی الحال ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کشمیری زبان اور سنسکرت زبان کے گہرے روابط ہیں ۔ جس طرح ہند کی دوسری زبانیں سنسکرت سے متاثر ہیں ، کشمیری زبان بھی انھی زبانوں کی طرح سنسکرت زبان سے بہت ہی زیادہ متاثر ہے ۔ کشمیری کے بارے میں یورپی اور ہندوستانی ماہرین لسانیات کے کیا خیالات ہیں اس سلسلے میں ہم پہلے یورپی مستشرقین ، پھر ہندی ماہرین لسانیات ، اس کے بعد کشمیری زبان کے محققین کی آراء پیش کرتے ہیں تا کہ یہ لسانی گتھیاں سلجھائی جا سکیں ۔ لیجیے پہلے گریرسن کا نظریہ ملاحظہ ہو ۔

گریرسن کا نظریہ گروہ بندی :

گریرسن نے جو لسانی نظریہ ہند آریائی اور پساچہ زبان کے بارے میں پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ "ہندوستان میں آریوں کے دو گروہ آئے ایک پہلے آیا اور اس کے بعد دوسرا ۔ پہلا گروہ وسط ہند یعنی دو آبہ گنگ و جمن میں مقیم تھا ۔ بعد میں آنے والے لوگوں نے جب اپنے سامنے کے راستے مسدود پائے تو پیش رو قبائل کے اطراف و جوانب میں پھیل

۱۔ "کانشر شاعری" ، از پروفیسر حاجنی ، ص ۲ ۔

گئے ۔ وہ پہلے وادی سندھ میں فروکش ہوئے ۔ اس کے بعد وہاں سے ہندوستان کی دوسری طرف جنوب میں ۔ آخرکار مشرق تک پہنچ گئے ۔ اس طرح یہ دو گروہ بن گئے ۔ ایک اندرونی اور دوسرا بیرونی ۔"[1] اصل میں یہ نظریہ ہارنل نے پیش کیا تھا ۔ ہارنل کے مطابق آریہ حملہ آور دو گروہوں میں آئے ۔ ہارنل اور گریرسن کے نظریات میں جو فرق ہے اس کے پیش نظر ایک کے نزدیک جو گروہ بیرونی ہوگا دوسرے کے نزدیک وہ اندرونی قرار پائے گا ۔ نتیجہ دونوں کا ایک ہے ۔

"ہارنل" اور گریرسن نے ہند و پاکستان کی جدید زبانوں کے دو بڑے گروہ بنائے ہیں ۔ اندرونی اور بیرونی ۔ اندرونی گروہ کی دو شاخیں بحوالہ گریرسن "لنگوسٹک سروے آف انڈیا" اس طرح ہیں :

"Inner sub-Branch (1) Western Hindi (2) Rajistani (3) Gujrati (4) Punjabi, Pahari Group (1) Eastern Pahari or Napali (2) Central Pahari (3) Western Pahari.

I. *Outer sub-Branch* .

1. North Western Group.
2. (A) Lahanda or Western Panjabi.
   (B) Sindhi.
   (C) Kashmiri.
   (D) Kafristani

II. *Southern Group* :

Marahati.

III. *Eastern Group* .

Oria. Bengali. Bihari. Assame."[2]

ہارنل قریب قریب گریرسن کے نظریے سے متفق ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہارنل کا کہنا ہے کہ آریہ قبائل سب ایک زبان بولتے تھے لیکن ان

۱۔ "ہند کا لسانی جائزہ" ، ترجمہ از احتشام حسین ، جلد اول ، حصہ اول ، ص ۱۱۶ ۔ تعارفی چیپٹر ۱۳ ۔

۲۔ "ہندوستان کا لسانی جائزہ" ، ترجمہ احتشام حسین ، جلد اول ، حصہ اول ، باب ۱۳ ، ص ۱۱۶ ۔

کے لہجے مختلف تھے ۔ ہارنل نے ماگدھی اور شورسینی دو قدیم آریاؤں کے لہجے بتاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ماگدھی بولنے والے پہلے آریہ تھے جو ہند آئے اور شورسینی بولنے والے بعد میں آنے والے آریہ تھے ۔ برعکس اس کے گریرسن کا نظریہ ہے کہ ویدوں اور برہمنوں کی زبان اندرونی آریہ بولنے والوں کی زبان تھی اور بیرونی دائرے میں بولنے والے قدیم آریہ ماگدھی تھے ۔ اس طرح وہ بیرونی دائرے میں پنجابی ، کشمیری ، گجراتی اور اجونی مرہٹی ، مشرقی ہندی اس کے علاوہ پہاڑی بنگالی یا اڑیہ اور آسامی کو بیرونی آریہ اور اندرونی دائرہ میں مغربی ہندی اور اس کی شاخیں بانگرو ، قنوجی اور برج بھاشا کو قرار دیتے ہیں ، لیکن سید محی الدین قادری زور اس نظریے سے متفق نظر نہیں آتے ۔ وہ لکھتے ہیں :

''گریرسن اور اس کے متبعین کا یہ نظریہ زیادہ وقیع نہیں معلوم ہوتا ۔ انہوں نے جس مواد سے کام لیا ہے وہ نسبتاً بعد کا ہے ۔ اور ثابت نہیں کر سکتا کہ اندرونی اور بیرونی دائرہ کی زبانیں دو جدا جدا نسلوں اور گروہوں کی پیداوار ہیں ، ان میں کوئی خاص خصوصیتیں تو نہیں ہیں جن کی بنا پر یہ رائے تسلیم کی جا سکتی ہو ۔ ہماری نظر میں دیبر اور چیٹرجی کا یہ خیال درست ہے کہ موجودہ ہند آریائی زبانوں کو ان کی لسانی اور ترکیبی خصوصیتوں کے لحاظ سے حسب ذیل ۵ شاخوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

(۱) شمال مغربی ۔ (۲) جنوب مغربی ۔ (۳) وسطی ۔ (۴) مشرقی ۔ (۵) جنوبی ۔''[۱]

گریرسن کی لسانی تقسیم یا گریرسن کی آریائی زبانوں کی گروہ بندی سے ہم نے یہ اخذ کیا ہے کہ کشمیری زبان بیرونی دائرہ کی ایک آریائی زبان ہے جس کا تعلق شمال مغربی نورانی زبان کے گروہ سے ہے اور جس کی شاخیں کشمیری ، کوہستانی ، مغربی پنجابی یا لہندا اور سندھی ہیں ۔

آریائی زبانوں کی گروہ بندی کے تحت گریرسن نے ہندی کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی مغربی اور مشرقی ہندی اور اردھ ماگدھی پراکرت

۱۔ ''ہندوستانی لسانیات'' ، از سید محی الدین قادری زور ، ص ۷۷ ۔

کو مشرقی ہندی کا ماخذ ٹھہرایا ہے ۔ مرہٹی کا اصل مہاراشٹری پراکرت بتائی جاتی ہے ۔ ہارنل مہاراشٹری کو ایک طرح کی مصنوعی اور بناوٹی زبان سمجھتے تھے ۔ اس طرح ہارنل کی تقسیم کے مطابق اُردو اور کشمیری زبان دونوں شورسینی اپ بھرنس سے نکلتی ہیں ۔

ہارنل کا نظریہ گروہ بندی :

ہارنل کے جدول اور تقسیم گروہ بندی کے مطابق شورسنی کی دو شاخیں ہیں ۔ ایک مغربی اور دوسری شمالی ۔ مغربی شاخ سے پنجابی ، ہندی ، گجراتی ، سندھی ہے ۔ اور شمالی شاخ سے ظاہر ہے کشمیری زبان ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اُردو یا ہندی جو شورسینی اپ بھرنش سے نکلی ہے ، اس سے کشمیری زبان بھی نکلی ہے ۔ بہرحال گریرسن کے نظریہ میں کیا خامی ہے ، اس سے ہمیں بحث نہیں ۔ ہمیں اس نظریہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کشمیری زبان بیرونی آریائی دائرہ سے تعلق رکھتی ہے اور ہارنل جس کے خیالات گریرسن سے ملتے ہیں ، کے مطابق کشمیری زبان اندرونی دائرے سے ہے اور شورسینی پراکت سے نکلی ہے جس سے ہندی ، سندھی ، پنجابی اور گجراتی زبانیں نکلتی ہیں ۔

جان بیمز کا نظریہ گروہ بندی :

گریرسن اور ہارنل کی گروہ بندی کے بعد آئیے اب جان بیمز کی رائے اور تقسیم کا جائزہ لیتے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

> ”ہند جرمانی یا ہند آریائی یا ہند یورپی خاندان میں حسب ذیل شاخیں ہیں :
>
> (۱) ہندوستانی ۔ (۲) ایرانی ۔ (۳) کالٹک ۔ (۴) اطلوی ۔ (۵) لیوٹانی ۔ (۶) سلاحی ۔ (۷) یونانی ۔ (۸) لی رک ۔“

ان مندرجہ بالا زبانوں میں سے صرف پہلی دو زبانیں ایسی ہیں جو ہند میں پائی جاتی ہیں ۔ ہندوستانی ویدوں کی زبان ہے ، جو تحریری سنسکرت کی قدیم شکل ہے ۔ اس کے بعد کلاسیکی سنسکرت کی باری آتی ہے جس کے بعد کی ہم عصر پراکرت وہ بگڑی ہوئی زبان ہے جو غالباً اس وقت کے ہندوستانی عوام بولتے تھے ۔ یہ سنسکرت کی بگڑی ہوئی شکل کے سوا کچھ

اور نہیں ہے - اس کی کئی بولیاں ہیں ۔ ان میں ماگدھی ہے جو گوتم بدھ کی مادری زبان تھی ۔ بعد میں یہی پالی کہلائی ۔ اس طرح پراکرت کی ایک بولی شورسینی ہے جو دہلی اور آگرہ کے گرد و نواح میں بولی جاتی ہے ۔ موجودہ زمانے میں اس شاخ کی حسبِ ذیل زبانیں پائی جاتی ہیں :

''ہندی ، بنگالی ، پنجابی ، سندھی ، مرہٹی ، گجراتی ، نیپالی ، اڑیہ ، آسامی ، کشمیری اور ڈوگرا ۔''[1]

مندرجہ بالا بیان میں جان بیمز نے شورسینی پراکرت سے ہی ہندی اور کشمیری زبان کو ماخوذ کیا ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہندی یا ہندوستانی جسے ہم اُردو زبان کہیں گے اور کشمیری زبان آپس میں قریب کا تعلق رکھتی ہیں اور جس پراکرت کا اثر اُردو نے زیادہ لیا ہے اسی زبان یا پراکرت کا اثر کشمیری زبان نے بھی لیا ہے ۔ ہم اس دلیل سے یہ بھی اخذ کر سکتے ہیں کہ جو واقعات اُردو کو پیش آئے اور جو ارتقائی منازل اُردو نے طے کیں ، وہی منازل کشمیری زبان کو بھی طے کرنی پڑی ہوں گی لیکن یہ کہ کشمیری زبان کا تعلق کس زبان سے ہے ، اس کے بارے میں ہم نے تفصیل سے لکھا ہے اور آئندہ کشمیری زبان کے ماخذ کے عنوان سے اس کی مزید گتھیاں سلجھائی جائیں گی ۔ یہاں فی الحال ہم اتنا تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیری زبان پر بقول جان بیمز شورسینی پراکرت کا زیادہ اثر ہے کیونکہ مغربی پنجاب سے جتنے آریہ تارک الدنیا ہو کر کشمیر میں آباد ہوتے چلے آئے ہیں وہ سب شورسینی پراکرت بولنے والے تھے ۔ جارج گریرسن ، ہارنلی اور جان بیمز کے نظریہ گروہ بندی کے بعد ہم ہندوستان کے مشہور ماہرِ لسانیات سنیتی کمار چیٹرجی کا نظریہ دیکھتے ہیں کہ وہ آریائی زبانوں کی گروہ بندی کے متعلق کیا لکھتے ہیں ۔

چیٹرجی کا نظریہ گروہ بندی :

چیٹرجی ہند کے ممتاز ماہرِ لسانیات ہیں ، وہ ہند آریائی زبانوں کے بارے میں لکھتے ہیں :

۱۔ ''ہندوستانی لسانیات کا خاکہ'' ، از جان بیمز ، ترجمہ سید احتشام حسین ، ص ۶۷ ، ۶۸ ، ۶۹ ۔

"The living Indo-European languages can be arranged and classified under eight branches which are as follows: German, French, Greek, Celtic, Slavic, Albanic, Indic, Armenic. The Indo-Iranian or Aryan falling into three groups (1) The Indic, Indian or Indo Aryan, groups under which comes Vedic, classical Sanskrit. The old Prakrits of the early inscriptions, Pali and the various Prakrits Apabramshas of old documentary remains and of extant literature the modern Aryan languages (Vernaculars) of India, old Sinhalese and modern Sinhalese and gipsy speeches of Armenia, Syria and Turkey and of Europe. Dardic or Pisacas embracing the languages of the extreme North-Western Frontier of India, are falling into seven dialects, excepting Kashmiri, the Dardic languages although philogically important, have no exalted position. From the earliest times Kashmir was a part of Indo-Aryans world in culture and religion as well as in politics. Kashmiri consequently has always been exposed to the influence of the Indo Aryan speeches, Sanskrit and the Prakrit vernaculars, for which the other Dardic speeches are free. Kashmiri was at first regarded as a Sanskritic or Indo-Aryan language, owing to the large Indo Aryan elements in it, but its Dardic affinities have been fully established,"[1]

ہند ایرانی آریائی زبان کو چیٹرجی نے ہندوستان کی سنسکرت، ایران کی قدیم فارسی اور پشاچی بولیوں کا ماخذ قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ایرانی زبان کے تین دور بتائے گئے ہیں۔ قدیم فارسی یعنی زرتشت کی اوستا اور ہخامنشی بادشاہوں کے کتبوں کی زبان۔ یہ کتبے میخی رسم الخط میں سنگی لوحوں اور پختہ اینٹوں پر کندہ ہیں۔

۱- *The Origion and the Development of the Bengali Language*, by Suniti Kumar Chatterji, part I, Introduction, p 3-7

یہ زبان رگ وید کی زبان سے مشابہ ہے۔"[۱]

پہلوی درمیانی عہد کی زبان ہے جس میں اوستا کی شرح ژند اور پارسیوں کے بہت سے مذہبی رسالے موجود ہیں۔ جدید فارسی جس میں فردوسی کا شاہنامہ آتا ہے۔ پشاچی ان آریہ نسل کے قبائل کی زبان ہے جو ہمالیہ کے پہاڑی علاقوں میں گئے تھے۔ کشمیری، چترالی، شنا اور کالوی اس زبان کی شاخیں ہیں۔

متذکرہ بالا نظریہ میں کچھ یکطرفہ جذباتی رائے نظر آتی ہے جہاں چیٹرجی لکھتے ہیں :

From the earliest times Kashmiri was a part of Indo Aryan world in culture and religion and as well as in politics.

اور آگے کشمیریوں پر اور بھی مہربانی فرما کر کہتے ہیں :

Kashmiri was at first regarded as a Sanskrit or Indo Aryan Language, owing to the large Indo Aryan elements in it, but its Dardic affinities have been fully established

ہماری سمجھ سے یہ بات بالا تر ہے کہ چیٹرجی نے اپنا نظریہ کن بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ اگر گریرسن کا نظریہ سامنے رکھتے ہیں تو گریرسن کشمیری زبان کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :

"It has been previously pointed out that the Dardic and the Pisaca languages, occupy a position intermediate between the Sanskritic language of India proper and the Iranian languages farther to their west. They too possess many features that are common to them and to Sanskrit language. But they also possess features peculiar to themselves, and others in which they agree rather with the Languages of Iranian family."

گریرسن کے مندرجہ بالا نظریہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کشمیری

۱۔ ترجمہ "بنگالی کا ارتقا"، از چیٹرجی، جلد اول، حاشیہ ص ۲۔

زبان جو ایرانی آریہ زبان سے تعلق رکھتی ہے ، سنسکرت زبان سے متاثر ضرور ہے مگر جیسا کہ چیٹرجی نے فرمایا ہے ، ابتدا ہی سے ہند کے سیاسی اور علاقائی تعلقات کشمیر سے تھے اور کشمیری زبان کا خمیر ہی سنسکرت سے اٹھا ہے - یہ بات قابل قبول نہیں ہے جب کہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ کشمیری زبان کی ابتدا بروششکی سے ہوئی ہے - پساچہ اریہ سے ابتدا میں اس نے اپنی وضع قطع درست کی اور اس کے بعد ارک الدنیا آریہ لوگوں سے (یعنی سورسینی اپ بھرمش بولنے والے آریاؤں سے) یہ زبان متاثر رہی بہرحال چیٹرجی کے نظریہ سے ہم اتنا ضرور اخذ کر لیتے ہیں کہ کشمیری زبان بھی ہند آریائی زبانوں سے متاثر ہے اور شورسینی اپ بھرمس زبان سے ارتقائی منزل میں اس کی آبیاری ہوئی ہے -

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کا نظریہ° گروہ بندی :

چیٹرجی کے نظریہ کے بعد محی الدین قادری زور کا نظریہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں - وہ لکھتے ہیں :

"آریہ نیم خانہ بدوش قوم کی حیثیت رکھتے تھے اور نئی جگہ اور نئے وطن کی تلاش میں تھے - یہ بھی ممکن ہے کہ مشرقی ایران ان کی کثرت آبادی اور کثرت رسوم والسنہ کا متحمل نہ ہو سکا ہو - جو قبیلے اپنے خاص خاص رسم و رواج کے ساتھ ہندوستان میں آئے ، ان کے سر پر ہندی تہذیب و تمدن کے آغاز کا سہرا باندھا جا سکتا ہے - انھوں نے یقیناً ان قوموں کا اثر بھی قبول کر لیا ہوگا - جو آریہ ایران میں رہ گئے وہ اپنا عالیشان تمدن بنا کر آج قدیم ایرانی تمدن کے علمبردار ہیں اور جو نسلیں ان کے اثر میں نہ آئے وہ آج بلوچی اور افغانی کہلاتے ہیں - تیسرے گروہ نے ہندوکش کے مشرق اور جنوب کی طرف سکونت اختیار کی - یہ آج دارد یا پشاچہ کہلاتے ہیں -"[1]

ڈاکٹر زور کے نظریے سے کم از کم گریرسن کے نظریے کی توثیق ہوتی ہے اور چیٹرجی کی رائے اور بھی ماند پڑ جاتی ہے کہ ابتدا ہی سے کشمیری زبان سنسکرت زبان کے شانہ بشانہ پھلتی اور بڑھتی رہی ہے -

---

۱- "ہندوستانی لسانیات" ، از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ، ص ۵۷ -

کویراج ڈاکٹر شری ناتھ ٹیکو شاستری کی رائے :

کویرج ڈاکٹر شری ناتھ ٹیکو شاستری کشمیری زبان کے مقتدر اہل قلم ہیں ۔ ان کی رائے قارئین کے سامنے رکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

"کشمیر میں بنی نوع انسان کی بود و باش آج سے چھ ہزار سال پہلے شروع ہوئی ۔ جب سیلاب کے بعد کشپ رشی کی کوششوں سے یہاں انسان نے رہنا شروع کیا ۔ اس زمانے میں یہاں کے لوگوں کی زبان سنسکرت تھی ۔ مہابھارت کے زمانے میں ہندوستان میں مختلف زبانیں پھیلی ہوئی تھیں ۔ کشمیر میں بھی مروجہ سنسکرت زبان تغیر پذیر ہونے لگی تھی اور کشمیری زبان کی کسی بگڑی ہوئی صورت کو استعمال کرنے لگے ۔ اس کے باوجود مہذب لوگوں میں زیادہ تر سنسکرت ہی کا رواج تھا ۔

"جب سنسکرت زبان خالص نہ رہی تو اس کی نئی صورت کو پراکرت کا نام دیا گیا ۔ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ پراکرت سنسکرت زبان سے پہلے ہی مروج تھی لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے ۔ بات یہ ہے کہ پراکرت زبان کا جو ادب ملتا ہے وہ بگڑی ہوئی سنسکرت ہی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ پراکرت سنسکرت زبان سے پہلے رائج رہی ہو اور شاید اسی کو پراکرت زبان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہو ۔

"وکرم کی تیسری صدی تک کشمیر میں شورسینی پراکرت سے متاثر کشمیری زبان کا ہی رواج رہا ۔ یہ آہستہ آہستہ وہاں کی زبان بن گئی ۔ نچلے طبقے کے لوگوں نے اس کو بھی بگاڑنا شروع کیا ۔ اسی زبان کو ہم 'اپ بھرمش بھاشا' کہہ سکتے ہیں ۔ یہ وہ بھاشا ہے جو کشمیریوں کے بولنے کے ڈھانچے میں آ گئی تھی ۔ یہ زمانہ تیسری صدی بکرمی کے قریب ماننا چاہیے ۔ ابتدا میں جو کشمیری زبان بولی جاتی تھی اس میں سب فعل سنسکرت زبان کے ہی تھے ۔"[1]

۱۔ "کشمیری زبان اور شاعری" ، جلد اول ، ص ۱۱ ۔

عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

''کشمیری زبان میں کئی لفظ ویدک سنسکرت کے پائے جاتے ہیں جیسے 'وازہ' بمعنی باورچی ویدک سنسکرت لفظ 'واج' سے نکلا ہے ۔ لفظ 'سندچھ' بمعنی شرم و حیا ویدک سنسکرت لفظ 'منداکھش' سے نکلا ہے ۔ لفظ 'کول' بمعنی ندی ویدک سنسکرت لفظ 'کلیا' ہے ۔ اس کے علاوہ محاورے اور کہاوتیں بھی سنسکرت زبان سے لی گئی ہیں ۔ مثلاً کشمیری مثل ہے ۔ 'زوہ ہندہ خاطرہ پزبازٹ نالہ کڑن' (کیا جوں کی خاطر کُرتے ہی کو اتار کر پھینکنا مناسب ہے) اس کے مقابلے میں سنسکرت کی مثل ہے ۔ اس طرح سنسکرت افعال گچھتہ ، رندن ، تھان ، کشمیری میں گژہ بمعنی جاؤ ، ر ن بمعنی پکانا اور وتھن بمعنی اٹھنے کے مستعمل ہیں ، یہی حال اسماء کا ہے ۔''[1]

کویراج جی کے متذکرہ بیان سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر گئے ہیں کہ ان کا مطلب ہے کہ کشمیر میں جو آریہ آٹھویں صدی قبل مسیح میں آئے ان کی آمد سے کشمیر میں سنسکرت زبان کا رواج ہوا ۔ لیکن اس سے قبل وہاں کی زبان کیا تھی ۔ اس بات کی طرف انھوں نے کوئی اشارہ نہیں کیا ۔ بلکہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے بعد جو آریہ کشمیر میں دریائے جہلم کے آر پار آباد ہوئے ان کی زبان کی ارتقائی منازل کا تذکرہ کیا ہے جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کہیں موریا عہد میں سنسکرت کشمیر میں پہنچ گئی ۔ اور اس کے الفاظ پراکرت کی شکل میں مقامی بولی میں کھپ گئے ۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ سنسکرت کے قدیم الفاظ سپت ، ہست ، ششر ، پشو ، وایو ، اب کشمیری میں ست ، اتھ ، ہیھشر ، پوش ، واؤ بمعنی اردو سات ، ہاتھ ، سسر ، حیوان اور ہوا میں تبدیل ہو گئے ہیں ۔

مقامی بولی سنسکرت کے مقابلے میں کمزور ہونے کی وجہ سے سنسکرت زبان میں کھپ گئی اور اسی طرح جو بھی قوم حکمران رہی یا یہاں آباد

۱۔ ''کشمیری زبان کا ارتقا'' ، از ڈاکٹر کویراج شری ناتھ تکو شاستری ، بحوالہ ''کشمیری زبان اور شاعری'' ، از عبدالاحد آزاد ، جلد اول ، ص ۱۴ ۔

ہوئی اس کے الفاظ اپنے اندر سموتی رہی ۔ جب بدھ مبلغ آئے تو ایک طرف سے پالی اور دوسری طرف سے وسطی ایشیائی زبانوں کا آنا جانا بھی کشمیر میں ہوا ۔ اور پھر کنشک کے دور میں بھی اس اپ بھرمش زبان کو فروغ ہوا ۔ پھر چودھویں صدی میں فارسی کا غلبہ ہوا اور پانچ سو سال تک اسی فارسی کے غلبہ نے تمام بیرونی رنگ قریب قریب ختم کیے ۔ اب کشمیر میں کشمیری زبان نے جو رنگ اختیار کیے ہیں وہ فارسی کا نتیجہ ہیں ۔ کشمیر میں اس وقت تین قسم کی کشمیری زبان بولی جاتی ہے ۔ تعلیم یافتہ مسلمان فارسی آمیز کشمیری بولتے ہیں ۔ تعلیم یافتہ ہندو سنسکرت آمیز کشمیری بولتے ہیں اور درمیانی عام طبقہ مسلمانوں میں وہ زبان بولتا ہے جو فارسی سے قریب کا تعلق رکھتی ہے ۔ یہ تھے وہ نتائج جو ہم نے کوبراج جی کی رائے سے اخذ کیے ہیں ۔ کشمیری ماہر لسانیات عبدالاحد آزاد ، پروفیسر محی الدین قادری زور اور پروفیسر محی الدین حاجنی ، مقدر اہل قلم ہیں لیکن انھوں نے کشمیری زبان کے ارتقاء کے بارے میں اپنے طور پر کوئی ذاتی دلائل پیش نہیں کیے بلکہ دوسرے ماہرین لسانیات کے خیالات کشمیری زبان کے بارے میں پیش کرتے رہتے ہیں ۔ اگر انھوں نے کوئی دلیل پیش بھی کی ہے تو اس میں قیاس کا زیادہ دخل رکھا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ڈاکٹر کوبراج شری ناتھ تکو شاستری کے بعد کسی کشمیری ماہر لسانیات کی رائے پیش نہیں کی ۔

آریائی زبانوں کے بارے میں ہم نے جن جن مقدر ہستیوں کے نظریے پیش کیے ہیں ان میں گریرسن ، ہارنل ، جان بیمز ، چیٹرجی اور ڈاکٹر زور شامل ہیں اور اس کے بعد شری ناتھ تکو شاستری کی رائے اور اس کا تجزیہ پیش کیا ہے ۔ ان تمام نظریات اور آراء سے جو اہم نتائج برآمد ہوئے ہیں ان کو یہاں پیش کیا جاتا ہے ۔

چند اہم نتائج :

(۱) جدید ہند آریائی زبانیں سنسکرت سے ماخوذ نہیں ہیں ۔ بلکہ ان قدیم بولیوں سے نکلی ہیں جو شمال سے داخل ہونے والے آریہ بولتے تھے ۔

(۲) گریرسن کے نظریہ' گروہ بندی سے ہم یہ حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کون سے آریہ اندرونی ہیں اور کون سے بیرونی کیونکہ

ہارنل اور گریرسن کے نظریات میں تضاد ہے۔ جس گروہ کو ہارنل بیرونی آریہ کہتا ہے گریرسن اسے اندرونی آریہ کہتا ہے۔ جن زبانوں کو گریرسن کہتا ہے کہ ماگدھی آریہ سے تعلق رکھتی ہیں ان کے بارے میں ہارنل کہتا ہے کہ یہ شورسینی سے تعلق رکھتی ہیں۔ بہرحال ہارنل کے نظریہ' گروہ بندی سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اردو شورسینی اپ بھرنش سے ارتقائی منازل تک پہنچی ہے اور کشمیری زبان پر بھی شورسینی پراکرت کا اثر ہے۔ آگے جان بیمز بھی اس بات کی توثیق کرتا ہے جس سے یہ رائے مستحکم ہوتی ہے۔

(۳) قدیم بولیاں یا پراکریتیں نہ سنسکرت سے نکلی ہیں نہ اس کی بگڑی ہوئی صورتیں ہیں بلکہ یہ تمام ایسی قدیم زبان کا پتہ دیتی ہیں جو ویدوں کی زبان سے بھی زیادہ قدیم لگتی ہے۔ جن سے سنسکرت اور پراکرتیں دونوں بیک وقت پیدا ہوئیں۔

(۴) پراکریتیں ایک دوسرے سے متاثر ہونے کے علاوہ سنسکرت سے بھی متاثر ہیں اور سنسکرت زبان بھی مہذب اور ترقی یافتہ زبان ہوتے ہوئے پراکرتوں سے اثرات قبول کرتی رہی ہے۔

(۵) کشمیری زبان کے بارے میں ہم نے اخذ کیا ہے کہ اس میں سنسکرت الفاظ کا زیادہ اثر ہے اور ابتدائی حیثیت کے بعد اس کا تمام گوشت پوست سنسکرت زبان کا ہے۔ اور جو لغزشیں اور آلائشیں مختلف ادوار میں ہندوستان کی دوسری پراکرتوں میں پیدا ہوئیں، ان سے یہ زبان اپنے دامن کو نہیں بچا سکی اور کشمیری الفاظ کی تین چوتھائی ابتداء میں سنسکرت زبان سے وابستہ ہے۔

اس طویل بحث کے بعد ہمارے ذہن میں یہ شک باقی نہیں رہتا کہ کشمیری زبان آریائی زبانوں سے مختلف زبان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہارنل، جان بیمز، چیٹرجی اور ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے حوالوں سے پتا چلا ہے کہ کشمیری زبان ایک

ایسی زبان ہے جو شورسینی اپ بھ مش پراکرت سے زیادہ متاثر ہوتی رہی اور اس کا ماخذ اگرچہ یہ زبان نہیں تاہم شورسینی پراکرت اس کی وقتاً فوقتاً آبیاری کرتی رہی ہے ۔ شورسینی پراکرت سے ہی ہندی یا ہندوستانی یا اُردو ارتقائی منازل طے کرکے آج اُردو ، ہندی یا ہندوستانی کہلاتی ہے اور اسی طرح بروشسکی بولی شورسینی اپ بھرمش کے سہارے کشمیری زبان کی صورت میں ادبی حیثیت حاصل کر گئی ہے ۔ یہ تھے وہ نتائج جو ہم نے متذکرہ بالا نظریات کی روشنی میں اخذ کیے ہیں ۔

کشمیری زبان کا ماخذ

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں اور گزشتہ سے پیوستہ دلائل کے پیش نظر کشمیری زبان کے ماخذ کے بارے میں جتنے بھی ماہرین لسانیات نے آج تک اپنی رائے سپرد قلم کی ہے وہ سب یہی لکھتے چلے آئے ہیں کہ کشمیری زبان کی اساس داردی زبان پر ہے ۔ کشمیر میں ابتدائی لوگ اور ان کی زبان کے موضوع کے سلسلے میں میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بروشسکی ہی وہ قدیم تورانی ہے جس پر اس زبان کی اساس قائم ہوئی ہے اور یہ داردی زبان نہیں ہے ۔ کشمیری زبان کی اساس داردی زبان پر قائم ہوئی ہے ، اس سلسلے میں چند حوالے درج ذیل ہیں ۔ سب سے پہلے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی عبارت دیکھیے جس میں کشمیری زبان کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا ہے :

> "The name of the vernaculars spoken in the valley of Kashmir and in the hills adjoining in Kashmir (Kashmiri Language) by origin it is the most southern member of the Dard group of the Dardic Language. This language thus represents a stage of linguistic progress later than that of recorded in Iranian Avesten "[1]

جارج ابراہیم گریرسن نے کشمیری زبان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

> "Kashmiri is the original language of the valley of Kashmir and of the neighbouring valleys. Although it

---

۱۔ *Encyclopaedia Britannica*. vol. 13, p 289.

has a Dard basis, it has come to a large extent under the influence of the Indo-Aryan language spoken to its south."[1]

کشمیری زبان کی اساس داردی زبان پر قائم ہے ، اس سلسلے میں آج تک تمام ماہرین لسانیت ایک روایتی رائے پر کاربند رہے اور کہتے ہی چلے آئے کہ بس اس زبان کی اساس داردی زبان پر قائم ہے ۔ غیر تو غیر خود کشمیری ماہرین لسانیات عبدالاحد آزاد اور پروفیسر محی الدین حاجنی صاحب بھی اسی رائے پر قائم رہے ۔ حالانکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ داردی زبان آخر کون سی زبان تھی اور اس زبان کو کون سے لوگ بولتے تھے ۔ اس سلسلے میں ہم ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹنر کی تحقیق کو سامنے رکھتے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

"I trust to be able to show if permitted to do so in a future note Ist that the Aryan dialects of Dard-istan are at least contemporaneous with Sanskrit. IInd that the Khajaina a remnant of a prehistoric language, IIIrd that certain sculptures invasion had taught the natives of India to execute what I first turned. "Graeco Budhistic Sculptures" in a term which specifies a distinct period in history of art.

Dardistan as regarding the division of Dard races in a restricted sense the Dards are the race inhabiting the mountainous country of sheanake. The Dards have no name in common but call each other Dards tribe The name Dard itself was not claimed by any of the race that I met. If I asked whether they were Dards, they said certainly, thinking I mispronounced the word "Dade" of this hill, Panjabi which means wild independent and is a name given them by Foreigners as

---

۱۔ *Lingu'stic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. VIII, part II, p. 3.

well as **YAGHI.** It connects the country in Hindu Mythology and history "[1]

مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ دردستان کوئی ملک نہیں ۔ بلکہ ایک دیو مالائی علاقہ تھا جس کا ہندو تاریخ دانوں نے ہی اپنی تاریخی داستانوں میں دردستان نام رکھا ۔ ڈاکٹر شجاع ناموس نے دردستان کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے لیکن انہوں نے کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ دردستان کون سا ملک ہے ۔ بلکہ وہ دردستان کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں :

"انسانوں کا وہ گروہ جو شینا زبان بولتا ہے دارد کہلاتا ہے ۔ یورپ اور ایشیا کے تمام محققین نے انسانوں کے اس گروہ کو اسی نام سے یاد کیا ہے ۔"[2]

ظاہر بات ہے ڈاکٹر لائٹنر جو اس علاقے کا سروے کرنے گئے تھے اپنی رپورٹ میں کھلے بندوں دردستان اس علاقے کو کہتے ہیں ۔ مگر وہ خود لکھتے ہیں کہ یہ ایک مفروضہ ہے ۔ اس علاقے کو اگر پساچوں کا دیش کہہ جائے تو زیادہ بہتر ہے ۔ چونکہ ڈاکٹر لائٹنر کی تحقیق کے مطابق دارد نام کے لوگ وہاں موجود نہیں تھے ۔ پساچہ ضرور تھے ۔ لیکن پساچوں کی زبان کی جو گروہ بندی کی گئی ہے وہ بھی غلط ہے ۔ ڈاکٹر لائٹنر جو دردستان کے محققین میں اولیت کا درجہ رکھتے ہیں کے بعد گریرسن کو لیجیے ۔ وہ کس طرح ہند دیومالائی مفروضہ دردستان کے بارے میں پیش کرتے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

"The Dardic or pisacha language has a long history and the people bearing the name was a very ancient tribe. They are mentioned by Herodotus though not by name, and are Daradrai of Ptolemy, the Derdie of Strabo, the Dardie of Pliny and Nonnus and the Dardoni of Dionysis and Periegetes. In other words under the name of the Dard country they included the whole

---

۱- *Dardistan in 1866, 1886, 1893*, by Leitner, p. 3 and 58

۲- "گلگت اور شینا زبان" ، از ڈاکٹر ناموس ، ص ۱۰۴ ۔

mountainous track between the Hindukush and the frontiers of India proper. This tract was once inhabited by tribes, whom Sanskrit writers grouped together under the title of Pisacha."[1]

مندرجہ بالا بیان سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ گریرسن کا بیان اور اس کے تمام دلائل ہندو دیومالاؤں یا 'پرانوں پر مبنی ہیں - ان دلائل کا تاریخی حقیقت سے کوئی رشتہ نہیں ہے - یونانی اور ہندو لوگوں کے رزمیہ قصے تاریخ کے صحیح وقعات کی ترجمانی نہیں کر سکتے - ڈائیئنوسیاس ، بطلیموس ، سٹرابو کے نام لوٹ کریں اور اندازہ لگائیں کہ تاریخ ایک طرف سے کہتی ہے کہ ناگا لوگوں کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں وہ کہاں سے آئے اور ان لوگوں سے قبل کشمیر میں کون لوگ آباد تھے - لیکن گریرسن اور دوسرے محققین ایک ادبی زبان کی اساس اس خیالی زبان پر قائم کر گئے جس کا کوئی وجود نہیں - گریرسن صاحب نے ہندو مورخین جون راج یا کلھن پنڈت کی راج ترنگنی ، شری در کی جین راج ترنگنی پر اپنی تحقیقات کی اساس قائم کی اور دردستان کو ایک دیس بنا گئے - حالانکہ گریرسن خود لکھتے ہیں :

"The tract was once inhabited by the tribes whom Sanskrit writers grouped together under the title of Pisacha."[2]

بہرحال جس دیس کو آج تک دردستان کہا گیا ہے وہ کوئی دیش نہیں نہ ہی دردی زبان پر کشمیری زبان کی اساس قائم کی جا سکتی ہے - وہ بروشسکی زبان ہے جس کے بارے میں خود گریرسن لکھتے ہیں :

"The country in which the pisachi settled was apparently originally inhabited by the ancestors of the present speakers of Brusaski whom they expelled or observed.

۱- *Linguisitic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. VIII, part II, p. 1 to 3.

۲- *The Pisaca Languages of North-Western India*, by George Abraham Grierson, p. 4.

Only on this theory can I explain the linguistic phenomena which they present themselves."[1]

اس طویل بحث کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کشمیری زبان کے ماخذ ہمیں بروشسکی زبان سے ملے ہیں جو قدیم ناگ لوگ بولتے تھے ۔ یہ قدیم ہندوستانی زبانوں میں سے ایک زبان تھی ، جو آگے ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد کشمیریوں کی زبان بن گئی ۔ جس زبان کا نام کسی وقت سرو گوچردیش بھاشا پڑا اور آج کوشر کے نام سے موسوم ہے ۔

کشمیری زبان اور ادب کا مختصر جائزہ

کشمیر میں ابتدا میں ناگ لوگ آباد تھے ۔ ان کا ایک قبیلہ بروشسکی بولتا تھا ۔ ان لوگوں کے ساتھ پساچہ لوگوں کا واسطہ پڑا اور اس پساچہ اور بروشسکی کے ملاپ سے ایک نئی زبان وجود میں آئی ہوگی ۔ جسے جدید پساچہ یا پساکی کہیں گے ۔ جب آریہ تارک الدنیا لوگ دریائے جہلم کے آر پار آباد ہو گئے تو سنسکرت بھی کشمیر میں پہنچ گئی ، جو علمی زبان ہونے کی وجہ سے اپنی جڑیں مضبوط کر گئی اور اس کے الفاظ پراکرت کی شکل میں اس وقت کی مقامی زبان میں مل گئے ۔ آریوں کے بعد عبرانی یعنی یہودی بھی آئے تو اس طرح عبرانی الفاظ بھی اس زبان میں داخل ہو گئے ۔ اور پھر بودھ مبلغوں کی وجہ سے پالی اور وسط ایشیائی زبانوں کا آنا جانا بھی کشمیر میں ہوا ۔ شتی کنٹھ کی تصنیف ''مہانے پرکاش'' واحد کتاب ہے جس سے ہمیں قدیم کشمیری ادب کے بارے میں کچھ سرمایہ ملتا ہے ۔ اس کتاب سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کی کشمیری زبان نے تمام علمی اصطلاحات کس طرح اس وقت کی دوسری زبانوں سے لی تھیں ۔ جس کے بارے میں پروفیسر محی الدین حاجنی فرماتے ہیں :

''اسہ پتہ ڈوڈہ ہتھ وری گژہت سچھ ستی کنٹھن شاردا رسم الخطس منز شوستکو فلسفہ ۔ اسہ تمہ وتنکس کاشرس منز چھہ ۔ زبان آسن کم از کم ۱۵۰ یا ۲۰۰ وری لگمت سہ رنگ

---

[1] The Pisaca Languages of North-Western India, by George Abraham Grierson, p. 4, 5.

رٹان یسہ اسہ ژودۂ ہسہ صدی منزلہ واکھن اندر چھ لبنہ ایوان ۔
یمو واکھو پیٹھ ساپنہ ادبی تاریخ چھ شروع گژھان ۔"١

ترجمہ : اس کے ڈیڑھ سو سال بعد شتی کنٹھ نے شیومت کا فلسفہ شاردا رسم الخط میں لکھا جو اُس وقت کی کشمیری زبان میں لکھا گیا ہے ۔ اس زبان کو ڈیڑھ یا دو سو سال وہ روپ بنانے میں لگے ہوں گے جو ہمیں چودھویں صدی کے للہ واکھوں میں نظر آتا ہے جن واکھوں سے ہماری ادبی تاریخ شروع ہوتی ہے ۔

اس طرح کشمیری ادب کے بارے میں عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں کہ شتھی کنٹھ کی ''مہانے پرکاش'' ادب کی پہلی کتاب ہے جس سے اس ادب کی تاریخی زندگی شروع ہو جاتی ہے ۔ اس عہد کی ہندی رسم الخط میں لکھی ہوئی کتابیں ''سورودیہ'' جو موسیقی کے بارے میں ہے ، ''ترمت پران'' ادبیات اور نجوم کے متعلق ، ''لنگ پران'' ہندو قانون اور وراثت کے متعلق ، ''رام اوتار چرتر'' رام چندر جی کے حالات پر ، ''شبوپاربتا'' شیوجی اور پاروتی کی شادی سے متعلق ہیں ۔ یہ ایسی کتابیں ہیں جو اب ناپید ہو چکی ہیں ۔ اس کے بعد سلطان زین العابدین بڈ شاہ کا زمانہ آتا ہے ۔ اس کی مادری زبان کشمیری تھی ۔ چنانچہ اس کے زمانے میں کشمیری ادب نے کافی ترقی کی ۔ ''دسب برہمہ درشن''، ''وریہہ ہت کتھہ'' کا ترجمہ ہوا ۔ زین العابدین کا عہد حکومت ١٤٢٠ء سے ١٤٧٠ء ہے ۔ اس کے زمانے میں کشمیر کے دو مشہور ادیب گزرے ہیں ۔ بودھ بٹ اور سوم پنڈت نے سوانح عمری زین العابدین ''زینہ چرت'' کے نام سے لکھی ۔ جس کے بارے میں عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

"سوم پنڈت کشمیری زبان کا فاضل تھا ۔ اس نے سوانح عمری زین العابدین 'زینہ چرت' کے نام سے کشمیری زبان میں لکھی تھی ۔ غالباً سوم پنڈت کشمیری نثر لکھتا تھا ۔ کیونکہ شری ور اس کو شاعر کی جگہ فاضل لکھتا ہے ۔ ممکن ہے کہ اس نے 'زینہ چرت'' کشمیری نثر میں لکھی ہو ۔ ان واقعات سے مترشح ہوتا ہے کہ کشمیری زبان آج سے چند سو سال قبل مکمل طور

١- ''کأشر شاعری'' ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ٦ ۔

پر تحریری زبان تھی ۔"[1]

لڑ شاہ کے بعد کشمیری ادب زوال پذیر ہوا ۔ عہد حاضر میں جو کشمیری استعمال کی جاتی ہے اگر اس کا مقابلہ آج سے ۵۰۰ برس پہلے کی کشمیری زبان سے کیا جائے تو اس میں بہت فرق نظر آئے گا ۔ جس کی دو بڑی وجوہات ہیں ۔کشمیر کی قدرتی جاذبیت اور اہل کشمیر کی بے اعتنائی ۔ کلام شیخ نورالدین اور للہ عارفہ کا کلام للہ واکھیہ کا ایک ہی زمانہ ہے ۔

شیخ نور الدین کے بعد حبہ خاتون کے زمانے تک کشمیری زبان کی شاعری کا کوئی ریکارڈ نہیں ۔ حبہ خاتون کی شاعری فارسی زبان کے عروج میں شروع ہوتی ہے ۔ ہمیں شاعروں کے کلام سے بھی پتا چلتا ہے کہ کشمیری زبان پر غیر زبانوں کا کس قدر تسلط تھا ۔ چنانچہ للہ واکھیہ اور کلام شیخ نور الدین جو موجودہ کشمیری شاعری کا پہلا باب ہیں ، ان سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کشمیری ادب پر غیر زبانوں کا بہت ہی تسلط رہا ہے ۔ ان کا کلام ملاحظہ ہو :

گورس پرژھوم سـاسـہ لٹـے   ہس نہ کینہ و تان تس کیاہ ناؤ
پرژھان پرژھان تھچس تہ لوسس   کنھ تس نشہ کیاہ تان دراؤ[2]

(للہ عارفہ)

ترجمہ : میں نے گرو سے ہزار بار پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے جس کو کسی نام سے نہیں پکارا جاتا ۔ پوچھتے پوچھتے میں تھک گئی ۔ حقیقت یہ ہے ہیچ سے کوئی چیز ہیچ نکلی ہے ۔

دوہے سون تہہ رو پئی زیننیم   دوہے لوک رودم بندھیکئے
دوہے سُرم کپُسُم تہہ سیونم   ہتو زیونم شرمنـد کئـے[3]

(شیخ نور الدین)

ترجمہ : میں نے ہمیشہ دولت (سونا اور چاندی) کمائی ۔ ہمیشہ لوگ میری غلامی کرتے رہے ۔ روز میں نے نئے نئے کپڑے سلوائے ۔ آخر میں سمجھ گیا کہ یہ سب باتیں پریشانیوں کا باعث ہیں ۔

۱۔ "کشمیری زبان اور شاعری" ، از عبدالاحد آزاد ، جلد اول ، ص ۲۰ ۔

۲۔ "کشمیری زبان اور شاعری" ، از عبدالاحد آزاد ، جلد اول ، ص ۴۸ ۔

۳۔ ایضاً ، ص ۴۹ ۔

ان شعار سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کشمیر علم و ادب فکر و دانش کا گہوارہ رہا ہے ۔ کشمیری ادب کے لیے یورپین سیاح اور پادریوں نے بھی بہت کام کیا ، جیسا کہ گریرسن کا لسانیاتی مطالعہ ہمارے سامنے ہے ۔ کشمیری ادب میں شاعری کے مختلف ادوار یوں ہیں ۔ انیسویں صدی سے پہلے جو ابتدائی شعراء گزرے ہیں ان کی تفصیل پروفیسر محی الدین حاجنی صاحب کے لسانی جائزے کے مطابق اس طرح ہے :

''لل دید ، شیخ نور الدین ، حبہ خاتون ، ارنہ مال ۔

انیسویں صدی یعنی درمیانی دور میں سوچھ کرال ، محمود گامی ، رسول میر ، مقبول شاہ کرالواری ، پیر غلام حسن کھویہامی ، شمس فقیر ، اور بیسویں صدی کے ابتدائی دور کے شاعر عبدالاحد نادم کھوئیہامی ، وہاب کھر ، احمد بٹ واری ، وازہ محمود ، اسد پرے ، میر غلام نبی دلسوز ، عبدالاحد آزاد ، مہجور ہیں ۔

بیسویں صدی کے موجودہ دور کے شاعر ماسٹر زندہ کول ، احمد زرگر ، عبدالقدوس رسا جاودانی ، غلام رسول نازکی ، غلام احمد فاضل ، حسین علی انصری تنہا ، دینا ناتھ نادم ، پیتا سہر لاتھ فانی ، امین کامل ، عبدالرحمٰن راہی ، غلام نبی خیال ، اس کے علاوہ عمہ خوجہ اور محی الدین حاجنی ۔''[1]

مندرجہ بالا شعراء میں ہر دور کے چیدہ چیدہ شعراء کے نام میں نے گنوائے ہیں ۔ ان میں وہ شعراء شامل نہیں ہیں جن کا کلام عام کشمیری لوگ نہیں جانتے ۔

موجودہ کشمیری زبان اور اردو زبان کے لسانی تعلقات

سوائے چند زبانوں کے جو دنیا کی ابتدائی زبانیں کہی جا سکتی ہیں اور جو فی زمانہ اگر معدوم نہیں تو کم از کم مجہول و متروک ہو چکی ہیں ، دنیا کی تمام زبانیں اس قسم کی آمیزش کی کم و بیش حامل ہیں اور

۱۔ ''کانشر شاعری'' ، از محی الدین حاجنی ، ابتدائی تین صفحے ۔

ان کے دامنوں میں دوسری زبانوں کے الفاظ موجود ہیں ۔ عبرانی ، لاطینی ، یونانی ، عربی زبانوں کو لیجیے ۔ اگرچہ ان زبانوں کو دنیا کی قدیم زبانوں کا درجہ حاصل ہے اور عربی ، یونانی کے سوا جو دو قوموں کی زبانیں ہیں باقی زبانیں قریب قریب فنا ہو چکی ہیں جس کا سبب ان زبانوں کو بولنے والوں کی تنگ نظری اور کوتاہ دامنی ہے ۔ (جدید دور میں عبرانی کا احیاء اسرائیل کے قیام کی بدولت ہو رہا ہے) ۔

سنسکرت کو دیکھ لیجیے اگر یہ صرف براہمنوں تک محدود نہ رہتی اور اپنے دامن لغات پر جدید الفاظ کو بدنما داغ نہ سمجھتی تو آج اس کو اس طرح فنا نہ ہونا پڑتا اور آج جو زبانیں ہندوستان کے طول و عرض میں رائج ہیں ، بہت ممکن ہے ان زبانوں کا نام سنسکرت ہوتا ۔

ہمارے نزدیک یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کشمیری زبان اور اس کی شاعری کو بھی غیر زبانوں کی دستگیری حاصل ہوئی ۔ وقت بوقت کشمیری زبان کے شاعر اور ادیب ضرورت کے مطابق نہ صرف دوسری زبانوں کے الفاظ اپنے اندر سموتے رہے ہیں ، بلکہ دوسری زبانوں کے مضامین اور اسالیب بیان بھی غیر ادیبانہ طور پر استعمال کرتے رہے ہیں ۔

جب ہم موجودہ کشمیری شاعری اور زبان پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس میں وہی رنگ نظر آتا ہے ، جو اُردو شاعری پر چڑھا ہوا ہے اور اسی طرح جب ہم نثر کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نثر کا بھی وہی رنگ کشمیری نثر میں رچا نظر آتا ہے ، جو اُردو زبان میں رچا ہوا ہے ۔

موجودہ کشمیری زبان اور شاعری کا معتدبہ حصہ غیر زبانوں کے الفاظ پر اسی طرح مشتمل ہے جس طرح اُردو شاعری اور ادب میں ۔ مثلاً معشوق ۔ رفیق ۔ دوست ۔ محرم ۔ ستم گر ۔ سنگدل ۔ بیوفا ۔ ماہ رو ۔ حسین ۔ پاکدامن ۔ سرو قد ۔ حور ۔ مستور ۔ خوبصورت ۔ عاشق ۔ شیدا ۔ فدا ۔ مجنوں ۔ فریفتہ ۔ دیوانہ ۔ خستہ دل ۔ بے صبر ۔ بے دل ۔ بے تاب ۔ بے حجاب ۔ زلف کاکل ۔ سنبل ۔ خال ۔ کمر ۔ روئے ۔ موئے ۔ خوئے ۔ رخسار ۔ رفتار ۔ گفتار ۔ چال ۔ دیدار ۔ گلزار ۔ فراق ۔ جدائی ۔ شوق ۔ ذوق ۔ درد ۔ سوز ۔ وصل ۔ عذاب ۔ نقاب ۔ رباب ۔ کتاب ۔ گلاب ۔ کباب ۔ حجاب ۔ شراب ۔ ساز ۔ راز ۔ ناز ۔ انداز ۔ ناساز ۔ منظور ۔ مخمور ۔ مجبور ۔ کافور وغیرہ ۔ یہ سب الفاظ جدید کشمیری شاعری کی روح اور

زبان کے جزو لاینفک ہیں ۔ اگر ان الفاظ کو اُردو یا کشمیری زبان سے علیحدہ کر لیا جائے تو ان زبانوں کی کیا حیثیت باقی رہے گی ۔ پس ان حقائق کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کشمیری زبان کو اپنی ارتقائی منازل طے کرنے میں وہی آسانیاں یا دشواریاں پیش آئی ہیں جو اُردو زبان کو اپنی ارتقائی منازل طے کرنے میں پیش آئی ہوں گی ۔

دیکھنا یہ ہے کہ اُردو اور کشمیری زبان میں وہ کون سے عوامل ہیں جو ان دو زبانوں کو نسلی یا خاندانی لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں ۔ مہوا پادھیائے گوری شنکر ، ہیرا چندا وھانے نے "قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب" کے عنوان سے چند خطبے دیے ہیں ۔ اس میں انہوں نے دوسری تقریر کے خاتمے میں سنسکرت کے بعد کی چھ پراکرت زبانوں کی تفصیل بتائی ہے ، جو یہ ہے ۔ "سنسکرت کے بعد یہاں کی پراکرتیں ماگدھی ، مہراشٹری ، پساچی ، اوشک کے بعد اپ بھرمش ، شورسینی ۔" اس میں پساچی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ کشمیر اور ہندوستان کے شمال مغربی حصوں میں بولی جاتی ہے ۔ ظاہر ہے اگر یہ ہندوستان کا شمال مغربی علاقہ ہے تو اس میں آباد شہر ملتان ، سندھ ، لاہور ، پشاور اور کشمیر کا علاقہ آتا ہے تو پھر ان زبانوں کا لسانی رشتہ ایک ہونا چاہیے۔ اسی طرح گریرسن کا نظریہ کہ کشمیری ہند ایرانی آریہ گروہ کی بچھڑی ہوئی شاخ پساچہ سے تعلق رکھتی ہے اور اگر یہ ان کے کہنے کے مطابق بیرونی آریہ کے دائرے میں آتی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مغربی پنجابی یا سندھی جو شمال مغربی گروہ سے تعلق رکھتی ہے ، کی نشو و نما اور کشمیری زبان کی آبیاری اسی طرح ہوئی جس طرح اُردو کی ہوئی ہے ۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کشمیری زبان پساچہ مشرقی پنجابی اور مغربی ہندی عنصر سے مرکب ہوئی اور اُردو کے شانہ بشانہ ترقی کرتی رہی ۔ جان بیمز نے انڈو جرمانک کی جن آٹھ شاخوں کا تذکرہ کیا ہے ان میں اٹنک زبانوں کی تعداد دس بتائی ہے جو ہندی ، بنگالی ، پنجابی ، سندھی ، مرہٹی ، گجراتی ، نیپالی ، آسامی ، کشمیری ہیں ۔ ہارنلی اور جان بیمز دونوں کشمیری زبان اور اُردو کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ دونوں زبانیں بلکہ مندرجہ بالا تمام زبانیں شورسینی اپ بھرمش کی پیداوار ہیں ۔ جان بیمز لکھتے ہیں :

"The earliest representative of this class in the language of Vedas, the most ancient recorded form of Sanskrit But in point of time, we have the classical Sanskrit contemporary with the later works of which in the Prakrit are vulgar dialects spoken by the common people of India, which is nothing more than a corruption of Sanskrit. It has several dialects named after various provinces."[1]

مندرجہ سطور سے واضح ہوتا ہے کہ ہند کی تمام مروجہ زبانیں منسکرت کی ہی مرہونِ منت ہیں ۔ شورسینی پراکرت کی پیداوار ہے جس نے آگے چل کر شورسینی اپ بھرمش کی شکل میں بہت ساری علاقائی زبانوں کو جن میں پنجابی ، اُردو اور کشمیری زبان بھی شامل ہیں ، پروان چڑھایا ۔ جب پنجابی اور اُردو ایک ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُردو اور کشمیری زبان کا بھی شورسینی اپ بھرمش ماخذ زبان ہونے کی حیثیت سے قریبی رشتہ ہے ۔ پنجابی اور اُردو کے بارے میں حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں :

"دونوں نے ایک ہی جگہ تربیت پائی ہے اور جب سیانی ہوگئیں تب ان میں جدائی واقع ہو گئی ہے ۔ ان زبانوں میں جو اختلاف دیکھا جاتا ہے وہ اکثر اس وقت واقع ہوا ہے جب اُردو کی پرورش شعراء اور تعلیم یافتہ طبقہ نے دہلی اور لکھنؤ میں شروع کی ہے ۔ انھوں نے اپنی دانست میں اُردو کی اصلاح کی اور ترمیم کے اصول نے ایک صرف کے نقطۂ نظر سے زبان کے قواعد میں ابتری اور برہمی پیدا کر دی ہے ۔"[2]

بس اُردو اور پنجابی کا ایک رشتہ ہونے کے بعد یہ امر طے شدہ ہے کہ شمالی ہندوستان کی باقی بولیاں بھی اگر شورسینی اپ بھرمش کی حقیقی بہنیں نہیں ہیں تو رشتے کی بیٹیاں ضرور ہیں ۔ اور اگر ان بولیوں کے جسم

۱۔ *Outlines of Indian Philology*, by John Beams, p. 2

۲۔ "پنجاب میں اُردو" ، از حافظ محمود شیرانی ، طبع سوم ۱۹۶۳ء ، مرتب ڈاکٹر وحید قریشی ، مکتبہ فنون ، لاہور ، ص ۹۳ ۔

کا ڈھانچہ اپنا ہے تو اس جسم پر اُردو ور پنجابی کا گوشت پوست ضرور
ہے اور وقت بوقت ان اجسام کو یہ بولیاں اپنے خون اپنے گوشت پوست
سے ، نشست و برخاست سے اور زیست کے آداب سے سلجھاؤ اور نشو ونما
کرتی رہی ہیں ۔

جو ارتقائی منازل اُردو اور پنجابی زبانوں نے طے کیں ، کشمیری
زبان کی تاریخ اگرچہ اس سے مختلف ہے لیکن پھر بھی ارتقائی منازل کے
بیشتر دور اردو اور پنجابی کے ساتھ طے کیے ہیں ۔ اُردو اور پنجابی سے مراد
اس کی موجودہ سورسینی اپ بھرمش ہے جو کشمیری زبان کی آبیاری کرتی
رہی ہے ۔

ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہندوستان کی ابتدائی زبان وید کی
زبان تھی اور پراکرتیں اس سنسکرت کی بیٹیاں ہیں جو سنسکرت زبان وید
میں موجود ہے ، اور ان پراکرتوں کا آپس میں بہنوں کا تعلق ہے ۔ ان کا
شجرۂ نسب آپس میں ملتا ہے ۔ اگر یہ زبانیں سگی بہنیں نہیں تو رشتے کی
بہنیں ضرور ہیں ۔

شورسینی اپ بھرمش وہ زبان ہے جو تقریباً تمام شمالی ہندوستان میں
بولی جاتی رہی ہے جیسا کہ سید احتشام حسین "ہندوستانی لسانیات کا
خاکہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :

(۱) ہندوستان کی پراکرتوں میں شورسینی وہ پراکرت ہے جو
دوآبہ گنگ و جمن ور پنجاب کے علاقے میں بولی جاتی ہے ۔

(۲) ماگدھی جو مشرق ہند کی بولی تھی ۔

(۳) مہارسٹری جو جنوبی ہند اور سنسکرت کے ناٹکوں میں
مستعمل ہے ۔

(۴) اپ بھرمش یہ عہدِ حاضر کی ہند آریائی بولیوں کا پیش خیمہ
ہے ۔ وسطی ہند آریائی پراکرتوں میں پالی اہم ہے لیکن
اُردو ہندی مطالعہ کرنے والوں کو شورسینی نام ذہن میں
رکھنا چاہیے ۔ کیونکہ یہی شورسینی پراکرت کچھ دنوں
کے بعد شورسینی اپ بھرمش میں تبدیل ہوئی ، پھر مغربی

ہندی اور مشرقی پنجابی کی ماں بن گئی۔''[1]

اسی طرح دوسری زبانوں کے میل ملاپ سے ور اُردو کے خاص اثر سے کشمیری زبان بھی ایک ادبی زبان بن گئی۔ جیسا کہ میں نے اس سے قبل ذکر کیا ہے کہ کشمیر کا تہذیبی اور معاشرتی رشتہ شورسینی اپ بھرمش ہے۔ اس طرح یہ بھی صحیح ہے کہ کشمیری زبان مشرقی پنجابی اور مغربی ہندی سے متاثر رہی ہے اور یہ دونوں زبانیں شورسینی اپ بھرمش کی بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ حافظ محمود شیرانی صاحب کہتے ہیں کہ اُردو اور پنجابی کی صرف و نحو کا ڈول تمام تر ایک ہی منصوبہ کے زیرِ اثر تیار ہوا ہے ان کی تذکیر و تانیث، جمع اور افعال کی تعریف کا اتحاد اسی ایک نتیجہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ اُردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہے۔ اسی طرح اُردو اور کشمیری بھی اپنی نشو و نما کے مرحلوں میں ایک دوسری زبان کے لسانی رشتوں میں منسلک ہو جاتی ہیں۔

تقابلی السنہ کا اصول یہ ہے کہ دو زبانوں کا تعلق یا تو الفاظ کے بعینہٖ اشتراک میں ہوتا ہے یا قریبی مشابہت میں۔ الفاظ کی ایک بہت بڑی فہرست ہم نے اس سے قبل آپ کے سامنے رکھی ہے جو اُردو میں ویسے ہی ملتے ہیں جیسے کہ کشمیری زبان میں۔

کشمیری زبان کا اُردو کے ساتھ سب سے بڑا اور پہلا تعلق یہ ہے کہ جن حالات کے پیشِ نظر اُردو وجود میں آئی ہے، بالکل انھی حالات کے زیرِ اثر کشمیری زبان نے بھی جنم لیا ہے اور جن عوامل کے کار فرما ہونے سے اُردو پیدا ہوئی، انھی عوامل کے پیشِ نظر کشمیری بھی معرضِ وجود میں آئی ہے۔ یعنی جب مسلمان فاتحین ہند میں وارد ہوئے تو ان کے قدم جانے سے مہمان اور میزبان لوگوں کے درمیان التفات بڑھا جس سے یہاں کی زبان پر خفیف سا تغیر ہوتا چلا گیا اور جہاں یہ فاتحین زیادہ دیر تک قیام پذیر رہے وہاں ایک نئی زبان وجود میں آئی، جس کا نام 'اُردو' پڑا جسے لشکری زبان بھی کہا جاتا رہا ہے۔ بطورِ لشکری زبان

۱۔ ''ہندوستانی لسانیات کا خاکہ''، از جان بیمز، ترجمہ معہ حواشی و مقدمہ سید احتشام حسین، ص ۳۶، ۳۷۔

کے یہی حالت کشمیری زبان کی بھی رہی - یہ بھی اسی طرح فاتحین کی زبانوں کا اثر قبولتی رہی ہے جس کے بارے میں نصیر حسین خیال فرماتے ہیں :

''جس طرح سندھ خاص میں عربی اور ہندی ایک ہو رہی تھیں ، اسی طرح کچھ دنوں بعد مغرب اور شمالی ہند میں بھی یہ دونوں زبانیں شیر و شکر دکھائی دینے لگیں اور یہ اس اختلاط کا نتیجہ تھا کہ عام لوگوں سے گزر کر عربی بھی ادیبوں اور شاعروں کے شیریں دہنوں سے ٹپکنے لگی - ہماری زبان کی یہی وہ تدریجی ترقی و وسعت تھی جس نے اس کو اُردو کا لیا خطاب دیا -''[1]

اس سلسلے میں سید محمد قادری مزید فرماتے ہیں :

''ہندوستان کی مقبولِ خاص و عام زبان اُردو کی بنیاد اس وقت پڑی جب کہ مسلمان فاتحین نے کوہ ہندوکش کو عبور کرکے سرزمین ہند میں قدم رکھا اور آریہ ورتو کے باشندوں سے ملاپ ہوا - جوں جوں ان دونوں قوموں کا میل ملاپ بڑھتا گیا - مسلمانوں کی عربی فارسی اور ہند کی آریائی زبانوں سے ایک مخلوط زبان یعنی اُردو وجود میں آئی -''[2]

مندرجہ بالا اقتباس سے ہم پھر ایک بار اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اُردو زبان مختلف قوموں کے اختلاط کا نتیجہ ہے - یہی حال کشمیری زبان کا بھی ہے - جس طرح ہند میں مغل کئی سو سال حکومت کرتے رہے اور پھر انگریز دو سو سال اور اس طرح کشمیر پر بھی فارسی ، عربی اور دوسری زبان بولنے والے حکومت کرتے رہے ، جس سے کشمیری زبان بھی متاثر ہوتی رہی - چونکہ ہندوؤں کی غلامی میں اس ملک نے زیادہ وقت گزارہ ہے اس لیے سنسکرت کا اثر اس زبان پر بہت زیادہ ہے - پروفیسر محی الدین حاجنی فرماتے ہیں :

۱- ''داستانِ اُردو'' ، از نصیر حسین خیال ، دکن ، ص ۳۰ -

۲- ''اربابِ نثر اُردو ، از سید محمد قادری ، حیدرآباد دکن ، ۱۹۲۷ء پہلا ایڈیشن ، ص ۱ دیباچہ -

"کوشر چھ اوست گوڈہ گوڈہ دردی زبان ہند اکھ شاخ ۔ کشمیرہ ہندہ ہمسایہ ملکن ہندہ آوہ جاوہ سیتی 'لوگ ویزہ ویزہ اتھ زبانہ پوچھرینہ ۔ بوتام سنسکرت زبان سوریا عہدس منزہ کشیرہ وژہ ، امہ زبانہ ہند لفظ ژائے تمہ وقتچ زبنہ منز پراکرتہ ہنزہ شکلہ ۔ مثلاً سنسکرت اشٹہ ۔ انھان ۔ مدھیہ ۔ تہ نٹھن آو پراکرتی منز اٹھ ۔ اتھا ۔ مجہ تہ پڑھن ۔ ہنت تہ کاشرس منز اٹھ ۔ 'وتھن منزہ تہ 'ہرن شکلِ منزہ ۔ یلہ یہود آئ تہند عبرانی لفظ تہ ژائے کاشرس منز ۔ مثلاً عبرانی آصل سنسکرت آلسی کوشر آلوژ ۔ اتھہ کنہ یلہ بدھ آئ تہ پالی زبان ہند اثر ۔ اتھ سلسلس منزہ چھ یہ کھتھ یاد تھاون لائق زہ اسلام اثینس تائی آسی لوک و لان زہ امی چھ کاشریو بودھ بناؤ متی ۔ ژدا ہمہ صدسی سیتی آؤ سانہہ زبانہ پتھہ فارسی زبانئی ہند سہ خشارہ یمہ تلہ اس وتھہ تہ ہیکان چھنہ نیرتھ ۔ ۵۰۰ وریہن سرکاری زبان آسنہ سیتہہ پیونہ صرف زبانہ پتھہ اثر بلکہ سانی ادبی شعورن تہ رٹ ایرانی زبنی ہند رنگ ایمہ پتہ سکھ عہدس ۱۸۱۹ء—۱۸۴۶ء منز ژائے پنجابی الفاظ کاشرس منز ۔"[1]

ترجمہ : کشمیری زبان ابتداء میں داردی زبان کی ایک شاخ کی حیثیت سے رہی ہے ۔ کشمیر میں پاس پڑوس کے لوگوں کی آمد و رفت سے یہ زبان بتدریج پروان چڑھتی رہی ۔ حتّٰی کہ سوریا عہد میں سنسکرت کا باضابطہ عمل دخل اس زبان میں شروع ہوا ۔ سنسکرت الفاظ بطور پراکرت اس زبان میں کھپنے لگے ۔ مثلاً سنسکرت الفاظ اشٹہ ، اتھان ، مدھیہ ، ہٹھن پراکرت کی شکل میں اٹھ ۔ اتھ ، مجہ اور پڑھن بن گئے اور یہی الفاظ جب کشمیری زبان کی صورت اختیار کر گئے تو اٹھہ ، 'وتھن ، منزہ اور 'ہرن بن گئے ۔

بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی جب یہودی کشمیر میں وارد ہوئے تو اس پر عبرانی کا رنگ چڑھنے لگا ۔ اب عبرانی آصل کو دیکھیے ۔ سنسکرت زبان میں یہ لفظ آلسی بن گیا اور کشمیری اسی لفظ کو

۱۔ "کاشر شاعری" ، از محی الدین حاجنی ، ص ۲ ۔

آلوڑ یعنی کابل کا نام دیتے ہیں ۔ بات یہاں سے آگے بڑھی ۔ بدھ آئے تو پالی کا اثر پڑا ۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اسلام آنے سے قبل لوگ عام طور پر کہتے تھے کہ ہمیں کشمیریوں نے بدھ بنایا ہے ۔ چودھویں صدی کے ساتھ ساتھ ہی زبان اس قدر فارسی زبان کے خسارہ اور سیلاب کی زد میں آ گئی جس کا نشان مٹنے بھی نہیں مٹ سکتا ۔ فارسی زبان ۵۰۰ سال تک یہاں کی سرکاری زبان رہی ۔ جس سے نہ صرف زبان متاثر ہوتی رہی ، بلکہ شعوری طور پر کشمیری ادب فارسی آمیز بن گیا ۔ اس کے بعد سکھوں کے عہد (۱۸۱۹ء سے ۱۸۴۶ء) میں اس زبان میں پنجابی الفاظ داخل ہونے لگے ۔

مندرجہ بالا اقتباس سے ہم نے یہ اخذ کیا ہے کہ کشمیری زبان پر پہلے قدیم زبانوں کے اثرات رہے ۔ اس کے بعد جیسے بھی لوگ آتے گئے ان کا اثر بھی یہ زبان لیتی رہی ۔ ہندو حکمران ہوئے تو سنسکرت ، پھر بدھ آئے تو پالی ، اس طرح یہودی آئے تو عبرانی ، اور مسلمان حکمران ہوئے تو فارسی اور عربی زبانوں کے اثرات زیادہ لیے اور پھر انگریز آئے تو انگریزی زبان کے اثرات بھی اس زبان نے لیے ۔ کم و بیش یہی حال اُردو کا رہا ۔ اسی طرح لسانی ردعمل اور ارتقاء اُردو اور کشمیری زبان کا تقریباً ایک جیسا ہے ۔ اور رشتوں میں بھی شورسینی اپ بھرمس سے متاثر ہو کر اُردو آگے بڑھی ہے ۔ یہی کیفیت کشمیری زبان کی بھی ہے ۔ ان اثرات کا جائزہ لینے کے بعد جو اُردو اور کشمیری زبان نے مختلف واقعات اور حالات کے پیش نظر مختلف مراحل میں دوسری ادبی سراکرتوں سے لیے ہیں ۔ ہمیں نے دیکھنا ہے کہ وہ کون سے عوامل تھے جن کی وجہ سے اردو اور کشمیری زبان کو ایک جیسی کیفیات اور صورت حال سے دو چار ہونا پڑا ۔ ان مراحل یا واقعات میں ہم دیکھتے ہیں کہ جغرافیائی حد بندیوں کو اولیت حاصل ہوتی ہے ۔

اردو اور کشمیری زبان کے جغرافیائی تعلقات

پیشتر اس کے کہ ہم اُردو کشمیری زبان کے جغرافیائی تعلقات کا تعین کریں ، دیکھنا یہ ہے کہ اُردو بولنے والے کہاں کہاں آباد ہیں ۔

ان کی سرحدیں کون سی ہیں جو کشمیری زبان بولنے والوں کے خطے سے ملتی ہیں ۔ اس طرح وہ کون سے جغرافیائی رشتے ہیں جن سے یہ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں ۔

جہاں تک اُردو زبان کی جائے پیدائش کا تعلق ہے ، برِصغیر کے بیشتر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اُردو زبان کے ماخذ ہند کے شمالی حصہ سے ہی ملتے ہیں ۔ اس لیے اُردو کے حسب و نسب کا تعین کرنے کے لیے اس خطے کی قدیم زبانوں کا جائزہ لینا ضروری ہے ۔ کلاسیکی ہندو ادب کی رو سے برِصغیر کے شمالی حصے میں شورسینی کیکیہ اور پساچہ مروج تھی ۔ جیسے کہ گریرسن بھی اس بیان کی تائید کرتا ہے :

"Pisacha was classed as one of the Prakrits as debased Prakrits. A sub dialect of it was known as Chulika or Kaikia Paisachika, spoken in the northern part of India."[1]

جب یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے کہ اُردو زبان نے برِصغیر کے شمالی حصے ہی میں جنم لیا تو اس کا سرچشمہ ہونے کی دعوےدار صرف دو زبانیں میدان میں باقی رہ جاتی ہیں ۔ وہ دو زبانیں اُردو اور پنجابی ہیں ۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ علاقے جو یہ زبانیں بولنے والے ہیں یعنی جے پور ، دہلی ، سہارنپور ، لکھنؤ ، لاہور ، ملتان ، علی گڑھ ، متھرا ، بالائی دوآبہ ، غرض انبالہ سے لے کر رام پور تک ، شورسنی اپ بھرنش سے متاثر ہیں ۔ کشمیری زبان بھی جغرافیائی اور لسانی تعلقات کے پیشِ نظر ان دونوں زبانوں سے منسلک ہے ۔ جس کے شواہد ان علاقوں کے آپس میں آنے جانے کے راستے ہیں ۔ کشمیر کو ہند سے ملانے والی شاہ راہیں جہلم ویلی روڈ یا راولپنڈی دومیل سرینگر روڈ ، بانہال گجرات روڈ ، جموں امرتسر روڈ جن کی تفصیل جناب محب الحسن خان صاحب اس طرح بتاتے ہیں :

"The Pir Panjal pass gives access to the valleys of the two Tohis of Rajauri and Punch, from which direct

---

۱- *Linguistic Survey of India*, by George Abraham Grierson. vol. VIII, part II, p. 3.

routes of communication lead to the central and western Punjab.

Akbar also, after the conquest of the Valley, chose it for the construction of his Imperial Road which was to connect Lahore with Kashmir.

It was by this route that Qasim Khan, Akbar's commander, entered Kashmir.

The route via Toshamaidan pass was very important owing to its natural advantages It was the shortest route leading into the valley of Panch, and hence to that portion of the western Punjab which lies between the Jhelum and the Indus This route was followed by Hiuen Tsiang on his way to panch, and by Mahmud of Ghazni when he attempted an invasion of Kashmir.

The Jhelum valley beyond Baramulla is confined between two ranges of mountains The one to the south is a branch of the Pir Panjal range ; the range to the north belongs to a mountain system which culminates in the Kajnag peak (14,400 ft.) These two ranges accompany the course of the river for eighty miles westwards to Muzaffarabad It is only from the time of the Afghan occupation of Kashmir that this western route attained real prominence. The route was important as leading to the Hazara district and the North-West Pakistan

It must have also been used for Kashmir's trade with Persia and Western Turkistan. Hiuen Tsiang and Ou K'ong entered Kashmir from the west by this route, and it is by this route that many learned scholars and Sufis from Persia and Turkistan came to the valley."[1]

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کشمیر کا میل ملاپ

۱- *Kashmir under the Sultans*, by Mohibbul Hassan, p. 23.

بیرونی دنیا سے متذکرہ شاہراہوں کی وجہ سے قریب تر رہا ہے۔ یہ تمام
شاہراہیں ایسی ہیں جن پر آباد لوگوں کی زبانیں مغربی ہندی یا مشرقی پنجابی
بولنے والے خطے سے متاثر ہوئیں۔ اس طرح کے اثرات اندرونِ کشمیر
کشمیری زبان پر ردِ عمل آتے رہے اور کشمیری زبان کے اثرات بھی ان
لوگوں کی روزمرہ زندگی میں نمایاں ہوتے رہے۔ یہ جغرافیائی باہمی اثرات
اُردو اور کشمیری زبان کے ہیں۔ ان دو زبانوں یعنی اُردو اور کشمیری کا
جغرافیائی ردعمل اس طرح ہے کہ کشمیر ایک سرد علاقہ ہے اور اس کی
حدود شمالی ہند اور پاکستان سے ملتی ہیں۔ کشمیر کے اعلیٰ وزراء کے دفتر
سردیوں کے چھ ماہ جموں چلے جاتے ہیں اور گرمیوں کے چھ ماہ پھر کشمیر
میں واپس آ جاتے ہیں۔ کاروبار، کاشتکاری مارچ سے ستمبر تک ہی ہوتی
ہے۔ اس کے بعد باقی چھ ماہ امیر و غریب پاکستان کے علاقوں میں یا
مشرقی پنجاب میں گزارتے ہیں۔ زبانوں کا اشتراک اور باہمی عمل
کا وقوع پذیر ہونا قدرتی ہے۔ جہاں انسانوں کا رخ ان علاقوں کی
طرف قدرتی طور پر رہا ہے وہاں دریاؤں کے رخ کو دیکھیے۔ تمام وادی
کے دریا انہی علاقوں میں سے گزرتے ہیں، یعنی پاکستان اور مشرقی پنجاب
کی طرف۔ اس طرح کشمیر کے لوگ جو عمارتی لکڑی ان دریاؤں سے بہاتے
ہیں ان کے تجارتی تعلقات بھی لسانی رشتے کے حوالے سے مشرق اور مغربی
پنجاب کے لوگوں سے استوار ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت ہندوستان کے بڑے
بڑے شہروں میں مکین لوگوں کی ہے۔ وہ لوگ کچھ سیاحت کی غرض
سے اور کچھ زیارت کی خاطر کشمیر آتے ہیں۔ اس میں جغرافیائی عوامل
یہ ہیں کہ کشمیر ایک صحت افزا مقام ہے۔ اکثر امیر لوگ سیاحت کی
کی غرض سے آتے ہیں۔ کچھ امیر اور غریب لوگ انہی مہینوں میں
چشموں کی زیارت کرتے ہیں۔ ہندو لوگ چشموں کو دیوتاؤں کی جگہ
سمجھتے ہیں۔ وہاں پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ چنانچہ کشمیر میں ایسے چشمے
مثلاً امرناتھ، شیش ناگ، نلہ ناگ وغیرہ ہیں جہاں ہندو اشنان کی
غرض سے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ عوامل بھی اشتراک عمل میں مدد دیتے
ہیں۔ پھر وہ کاروبار جو ان لوگوں کو یہ سرزمیں مہیا کرتی ہے، وہ
میوہ جات اور جڑی بوٹیاں ہیں جس کے کاروبار کے لیے کشمیری ہند کے
دور دراز علاقوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس طرح اُردو اور کشمیری زبان کا
باہمی رشتہ ہمارے سامنے آتا ہے۔ یہ تمام اہم خصوصیات ہیں جن کی بناء

پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کشمیر کا جغرافیائی محل وقوع ایسا ہے جس کی وجہ سے اردو اور کشمیری کا لسانی اشتراک عمل ناگزیر بنتا ہے ۔

تہذیبی تعلقات

جغرافیائی ربط اور ملاپ کے نتیجے میں دو زبانوں کا لسانی تعلق قائم ہوتا ہے ۔ جب تک جغرافیئی اور لسانی روابط قائم نہ ہوں تو ہم تہذیبی تعلق کی بات نہیں کر سکتے ۔ حسب نسبی تعلق ایک ایسا رشتہ ہے جو خون اور گوشت پوست سے منسلک ہے ۔ یعنی کسی قوم کا رنگ روپ ، قد کاٹھ ، چہرہ مہرہ ، شکل و بناوٹ ، خد و خال کیا ہیں ۔ کیا خوبیاں ہیں ۔ بناوٹ کی کیا خصوصیات ہیں ۔ جب کہ تہذیبی تعلقات ان تمام باتوں سے مبرا ہیں اور رسم و رواج لباس وضع قطع سے متعلق ہوتے ہیں ۔ یعنی اگر ہم نسب کو ہیرا کہیں جو ایک کان میں ہے تو تہذیبی حالت اس کی اس طرح ہوگی ۔ اس کی کانٹ چھانٹ ہوگی ۔ آراستہ پیراستہ کرکے اس کو مزین اور صاف کرکے نمائش گاہ (Show case) میں رکھا جائے گا ۔ اول حالت اس کی نسبی تھی ۔ جب یہ کان میں تھا ۔ دوسری حالت اس کی تہذیبی ہے ۔ جب یہ نمائش گاہ کی زینت بنا ۔

اردو کشمیری کے باہمی لسانی اشتراک میں نسلی تعلق کے بعد جو بھی اسباب کارفرما نظر آتے ہیں وہ تہذیبی تعلقات ہیں ۔ یعنی ان دونوں زبانوں کی نوک پلک آگے چل کر کس نے درست کی ہے ۔ کون سے علاقے تھے جو سامنے آئے ۔ کون سے تعلقات ہیں جن کی وجہ سے یہ دونوں زبانیں آگے بڑھتی رہیں ۔ یہ تعلقات اس وقت سے شروع ہو جاتے ہیں جب سے برصغیر میں مسلمان وارد ہونا شروع ہوتے ہیں جو عربی فارسی اور ترکی بولتے نظر آتے ہیں ۔ جن کی وجہ سے آج لاکھوں کی تعداد میں مسلمانان کشمیر اردو بولتے نظر آتے ہیں ۔ ان لوگوں نے سنسکرت زبان کو خیر باد کہا اور جہاں کہیں بھاری بھرکم سنسکرت کا لفظ نظر آیا اس لفظ کو فارسی اور عربی کے سُبک اور شیریں لفظ سے بدل دیا ۔ درمیان میں اسلامی عہد کے اختتام یعنی ۱۸۵۷ع کے بعد ۱۹۴۷ع تک کا زمانہ ایک اجنبی تہذیب اور زبان کے تحکمانہ تسلط کا ہے ۔ اس زبان کے اثرات بھی ہماری زبانوں نے اپنے اندر سمو لیے ۔ اس طرح تہذیبی وجوہات کی بناء پر جو اثرات اردو اور کشمیری زبان پر پڑے وہ لسانی اعتبار سے تین

ہو سکتے ہیں ۔ اول عربی ، دوم فارسی اور سوم انگریزی کے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ عربی فارسی اور انگریزی کے اثرات اُردو زبان پر حاوی ہیں اور انھی اثرات کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ کشمیری زبان پر بھی ایسے ہی اثرات پڑے ہیں یا نہیں ۔

عربی زبان کے اثرات کشمیری زبان پر

ہند میں آریوں کی آمد سے متعلق ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ آریوں کی آمد سے ہی یا ان کے آپس کے میل جول سے ان کی مختلف بولیوں کے اختلاط سے اُردو زبان وجود میں آئی یا حالات اس کے برعکس تھے ۔ یہ مسلم فاتحین ہی تھے جن کی وجہ سے اس آریائی تہذیب کو فروغ ملا ۔ چنانچہ شرف الدین اصلاحی لکھتے ہیں :

''عربی زبان کی ترویج و اشاعت کا کام برابر تبلیغی و تعلیمی اداروں کی مساعی اور اشخاص کی انفرادی کوششوں سے جاری رہا ۔ شہر شہر ، قریہ قریہ دینی مدرسوں اور مسجدوں سے ملحق مکاتیب قائم تھے جن میں قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی علوم کے ساتھ عربی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی تھی ۔ یہ سلسلہ بلا انقطاع آج بھی جاری ہے ۔ بلکہ بھارت میں ہندوؤں کی معاندانہ سرگرمیوں سے اس قسم کی کوششیں پہلے سے تیز تر ہو گئی ہیں ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ادیب اور شاعر بننا تو کُجا پڑھا لکھا کہلانے کے لیے بھی عربی اور فارسی کی تحصیل ضروری خیال کی جاتی تھی ۔ اُردو ادب بالخصوص نثر کو عام عروج تک پہنچانے والے وہ لوگ ہیں جو عربی کے فاضل اور منتہی تھے ۔''[1]

غرض عربوں یا مسلم فاتحین کی بدولت اس آریائی تہذیب کو نشست و برخاست ، خورد و نوش ، زیست کے آداب سیکھنے میں مدد ملی اور اس طرح زبان پر بھی گہرے اثرات نمودار ہونے لگے ۔ اس ضمن میں مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں ۔

۱۔ ''اُردو سندھی لسانی روابط'' ، از شرف الدین اصلاحی ، ص ۸۱ ۔

"جب مسلم فاتحین ہند میں داخل ہوئے اور اہلِ ہند سے ان کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا تو اس وقت ملک کی زبان میں خفیف سا تغیر ہوتا چلا گیا ۔ جس نے آخر نئی صورت اختیار کی ۔ جس کا ان میں سے کسی کو سان گمان بھی نہ تھا ۔"[۱]

غرض اسی میل جول سے یک نئی زبان نے جنم لیا جس کا بعد میں کبھی لشکری زبان اور کبھی زبانِ اُردو نام پڑا ۔ اس میل جول کا اثر ہر علاقے پر اپنی نوعیت کا تھا ۔ دہلی اور اس کے نواحی علاقے میں بھی جسے صدیوں تک مسلمان فرمانرواؤں کا مرکز سلطنت رہنے کا موقع ملا ، اُردو نے نشو و نما پائی ۔ پنجاب میں جدید پنجابی اور سندھ میں جدید سندھی ۔ اسی طرح کشمیر میں مسلم فاتحین کا جو اثر پہلے عربی اور فارسی زبان کی وجہ سے پڑا اس سے جدید کشمیری زبان یعنی کونشر وجود میں آئی ، جس کے بارے میں نصیر حسین خیال فرماتے ہیں :

"جس طرح سندھ خاص میں عربی و ہندی ایک ہو رہی تھی اسی طرح کچھ دنوں بعد مغربی و شمالی ہند میں بھی زبانیں شیر و شکر ہونے لگیں ۔ اور اس اشتراک کا نتیجہ تھا کہ عام لوگوں سے گزر کر عربی بھی کوٹیوں کے شیریں دھنوں سے ٹپکنے لگی ۔"[۲]

شمالی ہندوستان میں کشمیر کا صوبہ بھی آتا ہے ۔ چنانچہ نصیر حسین خیال کی رائے تمام شمالی علاقوں سے وابستہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں جس طرح عربی زبان اور اس کے الفاظ غیر مسلموں کی زبان سے بھی رواں دواں ہونے لگے ، اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سنسکرت آمیز پساچہ جو بہت ہی دقیق اور بھاری بھرکم الفاظ سے لدی ہوئی تھی ، عربی کے الفاظ سے مزین ہو کر فصیح و بلیغ بننے لگی ۔ اور عربی زبان کے اثرات جو ابتداء میں سندھ پر پڑے وہی قریب قریب کشمیر میں بھی پڑتے رہے ۔ جیسا کہ سید شمس اللہ قادری کے بیان سے عیاں ہے ۔ وہ فرماتے ہیں :

۱۔ "قواعد اُردو" ، از مولوی عبدالحق ، انجمن اُردو پریس ، دکن ، ۱۹۲۹ء ، مقدمہ ص ۱ ۔

۲۔ "داستانِ اُردو" ، از نصیر حسین خیال ، حیدر آباد دکن ، ص ۳۰ ۔

''فارسی اور انگریزی مورخین کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ محمد بن قاسم کے بعد سندھ کی اسلامی حکومت تباہ ہوگئی اور ملک پر ہندوؤں نے قبضہ کر لیا ۔ بلکہ عربی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ الواثق باللہ کے دربار خلافت سے ۲۳۰ھ تک سندھ میں گورنر مقرر ہو کر آتے تھے اور منصورہ ان کا مستقر حکومت تھا ۔ جب خلافت بغداد کا انحطاط شروع ہوا تو سندھ میں خلفاء کی حکومت برائے نام رہ گئی اور ملک میں جو عرب قبائل آباد تھے ان کے سرداروں نے چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر لیں ۔ یہ حکومتیں کشمیر کی سرحد سے بحر فارس اور سیستان و مکران تک پھیلی ہوئی تھیں اور ان کے حکمران سلاطین شبالہ کے تسلط تک قابض و متصرف تھے ۔''[۱]

عرب کشمیر کب پہنچے ، کس مقصد کے تحت پہنچے ۔ عربی زبان کے اثرات وہاں پر کیسے پڑے ۔ اس بارے میں مختلف تاریخ نویسوں کے حوالوں کی روشنی میں ہی ہم کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ کشمیر میں اشاعت اسلام کے بارے میں سلیم خان گمی لکھتے ہیں :

''آخر حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم کو راجہ داہر پر حملے کے لیے سندھ بھیجا ۔ معاویہ محمد بن حارث علافی اور حمیم بن سامہ راجہ داہر کے ساتھ تھے ۔ راجہ داہر کو ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ/۷۱۲ء میں شکست ہوئی اور وہ مارا گیا ۔ مگر محمد بن قاسم نے معاویہ اور محمد بن حارث علافی کو معاف کر دیا ۔ لیکن حمیم بن سامہ راجہ داہر کے بیٹے جے سنگھ کے ہمراہ بھاگ کر کشمیر چلا آیا ۔ اور سرینگر کے قریب شاہ کل کے مقام پر آباد ہوا ۔ اس کی تبلیغ سے جے سیا مسلمان ہوا اور کچھ عرصہ کشمیر میں ٹھہر کر واپس سندھ میں چلا گیا ۔ اس واقعہ پر ایک اور زاویہ سے بھی روشنی پڑتی ہے ۔ جے سیا نے حمم بن سامہ کی تبلیغ پر اسلام قبول کیا ۔ کشمیر کا راجہ اس کا بے حد احترام کرتا

۱۔ ''تاریخ زبان اردو قدیم'' ، از سید شمس اللہ قادری ، پہلا ایڈیشن ، مکتبہ معین الادب ، لاہور ، ص ۷ ۔

لیا ۔ حمیم بن سامہ نے کشمیر میں اشاعت اسلام کے کام کو بخوبی انجام دیا اور ساری زندگی اس کے لیے وقف کر دی تھی ۔ للتا دتیہ مکتا پیڈ نے ۷۱۵ء میں چین کے بادشاہ سے مسلمانوں کے خلاف فوجی امداد کی درخواست کی تھی ۔ لیکن اس درخواست کو مسترد کر دیا گیا ۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمان ایران ، ترکستان میں یلغار کر رہے تھے اور چین پر حملے کی تیاروں میں مصروف تھے ۔ اس درخواست کے اٹھارہ سال بعد مسلمانوں نے ۷۵۱ء میں چین کے بادشاہ کو شکست دی اور چین کے علاوہ گلگت اور بلتستان پر بھی قبضہ کر لیا ۔ مسلمانوں کے ہاتھوں چینی حکمران کی شکست مکتا پیڈ کی زندگی کا اہم واقعہ ہے ۔ اگر باپ مسلمانوں سے ڈرتا تھا تو بیٹا مسلمانوں کا قدر دان تھا ۔ کلہن لکھتا ہے : ”وجر دتیہ کے عہد میں کشمیر میں مسلمانوں کا اثر و نفوذ تھا اور راجہ مسلمانوں کے ہاتھوں بہت سے لوگ بیچا کرتا تھا ۔ وجر دتیہ نے مسلمانوں کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی کہ وہ کشمیر میں بری رسموں کو رواج دیں“ ۔ کلہن جو مسلمانوں کا دشمن تھا راج ترنگی میں مسلمانوں کو ملیچھ اور ناپاک لکھتا ہے ۔“[۱]

متذکرہ بیان سے ہم پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عرب ثقافت کا اثر و نفوذ آٹھویں صدی عیسوی میں کشمیر میں رچ ہونا شروع ہوا تھا جس کی تصدیق گیس کرتے ہیں ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

> "During the 8th century, Kashmir was several times subjected to the attacks of the Arabs. Two centuries later, Mohammad of Ghazani twice led his armies for its conquest. It is to these invasions that Kashmir owes its earliest contact with political Islam. The real threat to the valley came from the Arabs : who had established themselves in Sind."[۲]

محب الحسن صاحب عربوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں :

۱- ”کشمیر میں اشاعت اسلام“ ، از سلیم خان گمی ، ص ۳۰ - ۳۱ ۔

۲- *Kashmir under the Sultans*, by Mohibbul-Hassan, p. 270.

"جب ہشام بن عمرو التغلبی کو خلیفہ منصور (۵۴۔۷۵ء) نے سندھ کا والی مقرر کیا تو اس نے بھی کشمیر پر حملہ کیا اور کوہستان ہمالیہ کے جنوبی دامن تک پہنچ گیا جو کشمیر کا جزو تھا ۔"[1]

مذکرہ حوالوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ عرب مبلغ حمیم بن سامہ پہلے مبلغ تھے جنہوں نے اسلام کی تبلیغ کی اور یہ زمانہ آٹھویں صدی عیسوی کا زمانہ تھا ، رہا یہ کہ عرب کشمیر پر آٹھویں صدی میں فتح کا پرچم بلند کر گئے تھے ۔ یہ بات قابل قبول نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ عرب تاجر اپنی تجارت کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ و ترویج کا عظیم مشن بھی سرانجام دیتے رہتے تھے ۔ اس امر کی شہادت میں سید محمود آزاد لکھتے ہیں :

"محمد بن قاسم کے حملے کے وقت ملتان سے اوپر اور کابل سے اس طرف کا تمام تر علاقہ کشمیر کی قلمرو میں شامل تھا ۔ کشمیر کی وادی میں محمد بن قاسم کے حملہ سندھ سے بہت پہلے اسلامی عقائد و اثرات پہنچ چکے تھے اور ان اثرات کے بانی وہ عرب تاجر و سیاح تھے جن کی تجارت کا سلسلہ چین تک پھیلا ہوا تھا ۔ عرب سیاح جب تجارت کی غرض سے روانہ ہوتے تھے تو مختلف ممالک میں رہ کر تجارت کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد کا بھی پرچار کرتے تھے ۔ بغداد میں تمدن اسلام کے مصنف لکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے زمانے سے ہی عرب تاجروں نے دنیا کے کونے کونے سے تجارت شروع کر دی تھی ۔ ہندوستان سے برن ، خراسان سے لوہا ، کرمان سے سیسہ اور کشمیر سے رنگین کپڑے آتے تھے۔"[2]

غرض عرب آٹھویں صدی میں کشمیر میں پہنچ گئے تھے جس کی تائید کلہن پنڈت نے بھی کی ہے اور جس کے بارے میں جی ایم ڈی صوفی لکھتے ہیں :

۱۔ "کشمیر سلاطین کے عہد میں" ، از محب الحسن ، ترجمہ جناب علی حماد عباسی ، ص ۴۰ ۔
۲۔ "تاریخ کشمیر" ، از سید محمود آزاد ، ص ۲۶۷ ، ۲۶۸ ۔

> "We may in passing note that the Arabs won a victory over the Chinese in 731 A.C. or 134 A.H., and acquired Gilgit and other possessions. Mukta pada's younger son and second successor, Vajraditya-Bappiyaka, ruled between 754 to 761 A.C. During his reign, viz. 137 to 144 A.H., we note that this ruler "Sold many men to the Mlechhas", "Or Muslims" and introduced into Kashmir practices which befitted Mlechhas" Or Muslims."[1]

عرب فاتحین کے اثر و نفوذ کے بارے میں اب تک جو نتیجہ مختلف اہلِ قلم کے بیانات سے ہم نے حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام آٹھویں صدی عیسوی میں کشمیر میں پھیلنا شروع ہوا۔ بہرحال اگر ہم یہ مکمل طور پر تسلیم نہیں کر سکتے کہ باضابطہ منظم طریقے سے آٹھویں صدی میں اسلام نہیں پھیلا ہوگا تو جو آثار و قرائن ہمارے سامنے ہیں مثلاً چین، گلگت اور ترکستان میں مسلمانوں کی سلطنت کا قائم ہونا چین سے تبت کے راستے کشمیر کی تجارت وغیرہ یہ سارا سلسلہ تاریخ کی روشنی میں آٹھویں صدی عیسوی کے شروع میں عمل پذیر ہوا ہے۔ یہ حالات اور واقعات جب ہم سامنے رکھتے ہیں تو ہم یہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات اور عربی معاشرے اور زبان کے باضابطہ اثرات وقوع پذیر ہونے میں اگر سو سال بھی لگ گئے ہوں تو بھی نویں صدی عیسوی میں عربی زبان اور ثقافت کے اثرات شروع ہو گئے ہوں گے۔ یہ ایک ایسا اندازہ ہے جو میری دانست میں ایک غیر جانب دارانہ قیاس ہے۔ تصدیق ظہورالحسن سیوہاری کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

> "ڈاکٹر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب دی پریچنگ آف اسلام میں لکھا ہے کہ کشمیر کے اکثر باشندے اہل تبت کی نسل سے ہیں۔ جب چین و خراسان میں اسلام ساتویں صدی عیسوی میں آیا وہاں سے تبت اور تبت سے کشمیر زیادہ سے زیادہ دو صدی فرض کیے

۱۔ *Kasheer*, by G.M.D. Sufi, p. 77.

جائیں تو کشمیر میں اسلام کا داخلہ نویں صدی عیسوی میں قرار پاتا ہے ۔[۱]

نویں صدی میں اسلامی تعلیمات کو کشمیر میں فروغ ملنا شروع ہوا ۔ مسلمان تاجر جو دینی مبلغ بھی تھے اور روحانی پیشواؤں کی حیثیت بھی رکھتے تھے جہاں بھی گئے انھوں نے دینی امور کے فروغ کو اولیت بخشی ۔ چنانچہ سیدوں کے بہت بڑے گروہ اس تبلیغی مشن کی خاطر کشمیر میں وارد ہونا شروع ہوئے ۔ اور غیر مسلم آہستہ آہستہ مشرف بہ اسلام ہوتے گئے ۔ چنانچہ سٹین کے حوالے سے جی ایم ڈی صوفی لکھتے ہیں :

"In the 12th century of Christian era, Stein tells us, the conversion of Dard tribes on the Indus from Budhism to Islam had already made great progress. This is about two centuries before Rinchan who becomes Sultan Sadr-ud-Din and the first Muslim Ruler of Kashmir."[۲]

چنانچہ رنتجو بلبل شاہ کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہو کر کشمیر کا پہلا سلطان گزرا ہے ۔ اس سے قبل بھی مسلمانوں کی آمد و رفت کشمیر میں تھی اور وہ ملازمتیں کرتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر ظہور الدین احمد لکھتے ہیں :

''بلبل شاہ سے پہلے بھی کشمیر میں مسلمانوں کی آمد و رفت تھی ۔ وہ ہندو راجوؤں کی فوج میں ملازمت بھی کرتے تھے ۔ چنانچہ رنتجو کی فوج کا سالار شاہ میر مسلمان ہی تھا ۔ جو بعد میں سلطان شمس الدین کے نام سے کشمیر کا حکمران بنا ۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کی آمدورفت بیرونی ممالک سے کھل گئی ۔ سید حسین سمنانی ۷۷۳ھ میں پیر پنچال کے راستے کشمیر میں آئے ۔ ۷۸۱ھ میں سید علی ہمدانی ۷۰۰ سیدوں کے ہمراہ یہاں آئے ۔ ان کے بعد ان کے فرزند سید محمد ۷۹۶ھ میں ۳۰۰ رفیقوں کے ساتھ آئے اور تعلیم و تبلیغ سے اسلام کی اشاعت ہوئی ۔ خانقاہیں بنیں ،

۱۔ ''نگارستان کشمیر'' ، از قاضی ظہور الحسن سیوہاری ، دہلی ۱۳۵۲ھ ، ص ۳۹۹ ۔

۲۔ *Kasheer*, by G.M.D. Sufi, p. 77.

مسجدیں تعمیر ہوئیں اور مدارس کھلے ۔"[1]

حضرت بلبل شاہ کے آنے سے اسلامی حکومت قائم ہوئی تو غیر مسلم باشندے اسلام کی راہ پر گامزن ہونا شروع ہوئے ۔ اب مسلمان حکمران بھی تھے اور مبلغ بھی ۔ چنانچہ مسلمانوں نے مقامی بولیاں اور زبان سیکھ کر عربی کی تعلم و ترویج شروع کی ۔ اس طرح چونکہ مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا ہی قرآن اور قرآن کی آیتیں ہیں ۔ چنانچہ مقامی زبان پر دینی اصطلاحات اور تراکیب کی صورت میں عربی الفاظ ، عربی محاورے اور عربی تمثیلات چڑھتی گئیں ۔ آہستہ آہستہ زبان اور ادب پر اس کے اتنے گہرے نقوش چڑھنے لگے کہ اسلامی ثقافت اور اسلامی روایات نومسلموں کی زندگی سے روز روشن کی طرح درخشاں و عیاں ہونے لگیں ۔

جب ہم کشمیری شاعری کی ابتدائی ہیئت پر نظر دوڑاتے ہیں تو عربی ثقافت اور عربی زبان کے یہ اثرات جلوہ گر ہوتے ہیں ۔ محمود کی مثنوی یوسف زلیخا جو کشمیری زبان میں لکھی گئی ہے اس امر کی آئینہ دار ہے :

"بابہ صابو یوسف چھ ودان فارسلہ معنا غدآ
خوبصورت چھ خوش نگاہ میثت ہموں سیرس ہگاہ"[2]

ترجمہ : "حضرت یوسف کے بھائی حضرت یعقوب سے کہتے ہیں ابا جی حضرت یوسف زارو قطار رو رہے ہیں اس لیے ہم اپنے چھوٹے بھائی اور پیارے خوبصورت بھائی کو کل ساتھ لے جاتے ہیں تاکہ اس کی کچھ سیر بھی ہوگی اور کچھ ہمارے ساتھ خوش بھی رہے گا ۔ دراصل بھائی سمجھتے تھے کہ حضرت یعقوب حضرت یوسف سے زیادہ پیار کرتے ہیں اس لیے کسی طرح اُن کا خاتمہ بالخیر کیا جائے ۔"

۱۔ "پاکستان میں فارسی ادب" ، از ڈاکٹر ظہور الدین احمد ، جلد اول ، لاہور ، ص ۲۹۵ ۔

۲۔ *Linguistic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. VIII, part II, specimen V p. 338.

شیخ نور الدین ۱۳۷۷ء - ۱۴۳۸ء ، کشمیری زبان میں بلند پایہ شاعر گزرے ہیں ۔ یہ کشمیری شاعری کے دور اول کے شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں :

نفس ِ درِنگ تورے ِمینت   گژھ کے ژبتِ موکر نوت
حقس دم دبو لعل زن زینت   لتہ چھ کل نفس ذائقۃ الموت

ترجمہ : اللہ نے انسانی خواہشات کی حدود مقرر کی ہیں ۔ اے انسان اگر تم ان حدود پر قائم رہے ۔ تو پھر تم زندہ جاوید ہو ۔ کیونکہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا ۔ تم اللہ کے نام کا ورد کرتے رہو اس کے حاصل لعل و جواہر سے کم نہیں ۔ وقت ضائع نہ کریں ۔ موت سر پر ہے اور ہر بشر نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے ۔

اسی دور کی خاتون شاعرہ حبہ خاتون (۱۵۵۱ء - ۱۶۰۶ء) کا کلام ملاحظہ ہو :

عرفا ُچھ عالمسئے عید چھے عاشقسئے
یارہ روس عید کوسے چھمنہ ہیوان ناونسے

ترجمہ : ذی الحج کی نویں تاریخ جس روز حجاج میدان عرفات میں کھڑے ہو کر لبیک پکارتے ہیں ، عالمِ اسلام کے لیے بہت بڑا تہوار اور مبارک دن ہے ۔ عید کا دن صرف عاشقوں کے لیے متعین ہے ۔ تو پھر دوست کے بغیر کون سی عید ، عید ہے جب کہ عید ہی یار ملن کا دن ہے ۔ کیا میرا محبوب میرے پکارنے پر آئے گا ۔

(حبیب اللہ نوشہری کا کلام ملاحظہ ہو : ۱۵۵۵ء - ۱۸ - ۱۶۱۷ء)

و جعلنا من الماء کل شئی حی
ہے تو ے لوٗلہیوم پانے دے

ترجمہ : اللہ نے پانی کی بدولت دنیا کی ہر شے کو زندگی بخشی ، اُسی آبِ رحمت نے اللہ کا پیار میری ہر رگ و پے میں بھر دیا ۔

شاہ غفور ، اٹھارھویں صدی کے اواخر کا شاعر ہے :

لا الہ الا اللہ سرہ یس کارنے   کلہ سوئی پالس پانہہ شہیر
میلا کرہ بہت پننہ ؔ ژاگتہ وارے   کوہسہ ؔ عاشق نتہ وارے سر

من کان ھذہ ٗپس قرآن پارے و نحن اقرب چھس وہبر
فثم وجھہ ڈیشہ گرہ کارے عاشق کونہہ تتھ وارے سر"[1]

ترجمہ : جو شخص اللہ کو تحقیق سے پہچانتا ہے ، اُس میں قوت ملکوتی
آ جاتی ہے ۔ اور اللہ کی یاد میں سرمست ایسے لوگوں پر عارف
اور عاشق لوگ قربان ہو جاتے ہیں ۔

یہ اللہ کے پیارے لوگ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو
اللہ ان کے اور نزدیک ہو جاتا ہے اور ان کی رہنمائی فرماتا ہے ۔
ایسے لوگوں کے لیے اللہ ہر وقت جلوہ گر ہوتا ہے ۔ اللہ کے
ان پیارے بندوں پر عارف اور عاشق ہر وقت اپنی جان قربان
کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں ۔

متذکرہ اشعار ابتدائی کشمیری شاعری کا نمونہ ہیں جو مختلف شعرا
کے کلام سے لیے گئے ہیں ۔ ان اشعار کی روشنی میں ہم اندازہ لگا سکتے ہیں
کہ عربی زبان کا اثر کشمیری زبان پر انیسویں صدی سے پیشتر کس قدر
ہوا ۔ فارسلہ معاً غدا ، عید ، عرفا ، عالم ۔ و جعلنا من الماء کل شیٍٔ حی ۔
لا الہ الا اللہ من کان ھذہ قرآن ۔ و نحن اقرب ۔ فثم وجھہ وغیرہ ایسے
الفاظ اور ایسی تراکیب ہیں جن سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ
کشمیری ادب اور ثقافت عربی ادب اور ثقافت سے متاثر ہے ۔ شاعری میں
بیشتر الفاظ عربی زبان کے نظر آئیں گے ۔ اسی طرح خیالات ، اعتقادات اور
رسم ورواج بھی عربی ادب و ثقافت سے متاثر ہیں ۔ یہ اثرات ہیں جو عربی
زبان کے کشمیری زبان پر ہوئے ہیں ۔

فارسی زبان کے کشمیری زبان پر اثرات

عربی اور فارسی زبان کے اثرات کشمیری زبان پر قریب قریب ایک
ساتھ نظر آتے ہیں ۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ
کشمیر میں اسلام کی تبلیغ و ترویج کا کام صوفیاء کی بدولت ہوا ہے ۔ یہ
مبلغین تاجر بھی تھے اور ساتھ ساتھ علم و دانش کی دولت سے بھی مالا
مال تھے ۔ ان علماء نے کشمیر کی زبان سیکھ کر اسلام کی تبلیغ کے لیے

۱۔ "کالشر شاعری" ، از حاجنی ، ص ۳۱ - ۱۰۶ ۔

راہ ہموار کی ۔ جہاں یہ لوگ عربی زبان و علوم سے آشنا تھے وہاں انھیں فارسی زبان میں بھی دسترس حاصل تھی ۔ اسلام کو پھیلانے اور سمجھانے میں انھوں نے فارسی زبان بھی استعمال کی ہوگی ۔ کشمیر میں مسلم سلاطین کے عہد سے ہی فارسی کا اثر پڑنا شروع ہو جاتا ہے ۔ کشمیر کا پہلا سلطان ، سلطان صدر الدین گزرا ہے جیسا کہ ظہور الحسن لکھتا ہے :

''آخر حضرت بلبل شاہ کے دست حق پرست پر رتنجو کوٹہ رانی اور بہت سے آدمی مسلمان ہوئے (مختصر التواریخ) رتنجو کا نام سلطان صدر الدین قرار پایا ۔''[۱]

حضرت بلبل شاہ صاحب فارسی جاننے والے تھے اور تبت سے کشمیر میں بارہ سو مریدوں کے ہمراہ آئے تھے ۔ ظہور الحسن لکھتے ہیں :

''مؤلف گلدستہ کشمیر نے لکھا ہے ''یہ فقیر ۱۳۲۵ بکرمی میں وارد کشمیر ہوا جس کو اب تک ۵۶۹ برس گزرے اس کی خانقاہ محلہ ببل نگر میں ہے ۔ یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ فقیر بہ ہمراہ بارہ سو مریدوں کے یہاں آیا تھا ۔'' (گلدستہ کشمیر ، ص ۱) ۔ حضرت نے ۷۲۷ھ میں وفات پائی ۔''[۲]

حضرت بلبل شاہ کے آنے سے ہی نہیں بلکہ اس سے قبل بھی فارسی زبان کے اثرات کشمیری زبان پر پڑنے شروع ہو گئے تھے ۔ اور یہ اثرات اتنے ہی قدیم ہو سکتے ہیں جتنے کہ عربی زبان کے اثرات لیکن بقول ظہور الدین احمد صوفیاء کی آمد سے یہ اثرات بدرجہ اتم آنے لگے ۔ وہ لکھتے ہیں :

''شروع میں جو بزرگ یہاں آئے انھوں نے اسلام کی تعلیم یقینی طور پر فارسی زبان کی وساطت سے ہی دی ہوگی ۔ اور درس و تدریس کے لیے بھی کتابیں فارسی میں ہی لکھی ہوں گی ۔ جن تصانیف کے نام ہم تک پہنچے ہیں وہ انہی لوگوں نے لکھی ہیں جو ایران سے کشمیر میں پہنچے ہیں ۔ بعد میں کشمیر کے اصل

۱۔ ''نگارستان کشمیر'' ، از قاضی ظہور الحسن ناظم ، ص ۱۹۱ ۔
۲۔ ''نگارستان کشمیر'' ، از قاضی ظہور الحسن ناظم ، ص ۲۷۳ ۔

باشندوں نے بھی فارسی سیکھی ہوگی ۔۲"

۷۲۶ھ سے لے کر ۱۰۱۴ھ تک کے فارسی ادب کا جائزہ لیتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر میں ان موضوعات پر کتابیں تصنیف ہوتی رہی ہیں ۔ ان میں سے پہلی درسی کتب تھیں مثلاً شرح شمسیہ از سید محمد ہمدانی ، شرح لمعات سید محمد قدری ، فتاوی شہابیہ ملا احمد ۔ دوسری قسم میں تصوف کی تصنیفات آتی ہیں جیسے ہدایۃ المخلصین از میر حیدر تیلی مولیٰ ۔ رسالہ سلطانیہ شیخ احمد چاگلی اسرار الابرار از داؤد مشکواتی ۔ مقامات مرشد یعقوب صرفی ، در علم تصوف از ملا احمد ، رسالہ و تالیفات سید علی ہمدانی ، تیسری قسم میں احوال و قصات کشمیر پر کتابوں کا ذکر اور چوتھی قسم میں شاعروں کے دیوان ہیں جن میں سید علی ہمدانی ، محمد یعقوب صرفی ، بابا میر اویسی اور بابا داود خاکی قابلِ ذکر ہیں ۔

سلاطینِ کشمیر کے بعد مغل بادشاہوں کے دور میں فارسی زبان کا بہت زور رہا ۔ اس دور میں کشمیری زبان نے نہ صرف شدت سے فارسی زبان کے الفاظ اپنے اندر جذب کیے بلکہ فارسی زبان کی بعض پُرلطف ترکیبیں ، ضرب الامثال ، تلمیحات اور محاورات بھی اپنائے ۔ ابتداء میں کشمیری زبان بالکل بے تکلف اور سادہ تھی ۔ اور عوام الناس کی ضرورت پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی ۔ مگر جب اس پر فارسی اثرات غالب آئے تو اس زبان کے شاعروں نے اپنی شاعری کو جلا بخشنے کے لیے زیادہ تر فارسی زبان کے الفاظ استعمال کرنے شروع کیے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ بعد کشمیری نے یہ نہ صرف فارسی زبان کی بحریں اپنا لیں بلکہ تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ فارسی رسم الخط بھی مستعار لے لیا اور قافیہ بندی ، الفاظ کا توازن اور مضامین کا اچھوتا پن جو فارسی زبان اور ادب کی جان تھے کشمیری زبان کے خاص اجزاء سمجھے جانے لگے ۔ فارسی زبان کے اثرات کے بارے میں جو کشمیری زبان پر غالب آئے عبدالاحد آزاد کی رائے قلمبند کرتا ہوں :

۲- "پاکستان میں فارسی ادب" ، جلد اول ، از ڈاکٹر ظہورالدین احمد ، ص ۲۹۹ ۔

"سلطان زین العابدین بڈ شاہ کے بعد کشمیری زبان کے عروج کی جگہ فارسی زبان نے لے لی ۔ فارسی زبان کا عام رواج ہوتے ہی باہر سے کامل فن شعرا یہاں آنے ۔ ان کے فیض و اثر سے یہاں بھی بڑے فن کار پیدا ہوئے ۔ بعض فصحاء نے اپنی قابلیت کے وہ جوہر دکھائے کہ فارسی کے اہل زبان تک انگشت بدندان رہ گئے ۔ لیکن فارسی کی اس سرمستی میں یہاں کے ادبا و شعرا اپنی مادری زبان کو بھی بھول گئے ۔ یہاں تک کہ صدیوں تک کسی شاعر نے اپنی مادری زبان کی طرف توجہ نہیں کی ۔ اگر کوئی شعر کہہ بھی لیتا تو ادبی مجالس میں اس کی تحقیر کی جاتی تھی ۔ وہ کلام صرف بازاری لوگوں ، عورتوں اور گنواروں تک محدود رہتا اور مرور ایام سے فنا ہو جاتا ۔

پانچ سو سال کے اس عرصے میں جتنے بلند پایہ شاعر ارض کشمیر نے پیدا کیے ، انھوں نے اپنی ساری ادیبانہ اور شاعرانہ قوتیں فارسی کی زیب و آرائش پر صرف کر لیں ۔ چونکہ فارسی شاعری سے وہی لوگ سیراب ہوئے جو پڑھے لکھے تھے اور اس سے ناخواندہ دیہاتی لوگوں کا ذوق تپش نہ بجھ سکا اس لیے ضرورت نے انہی ان پڑھ مردوں اور عورتوں میں کشمیری زبان کے شاعر پیدا کیے ۔ مگر ان کی شاعری عموماً ان کی اپنی بے علمی خصوصاً بے اعتنائی کی وجہ سے 'تک بندی' سے آگے نہ بڑھ سکی ۔"[۱]

یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ حالات کشمیری زبان کے کچھ بھی رہے ہوں ، فارسی زبان نے کشمیری زبان کی مانگ میں اپنے زور بیان اور تخیل کی بلندی سے وہ رنگ بھرے کہ یہ زبان واقعی ایک ادبی زبان بن گئی ۔ اس زبان کی خوش نصیبی یہ ہوئی کہ یوسف شاہ چک کا حبہ خاتون ایک کسان لڑکی سے عشق ہوا ۔ جس سے یہ عورت کشمیر کی ملکہ بنی ۔ یہ شاعرہ تھی اس کی وجہ سے کشمیری گیت ایرانی موسیقی کے مقاموں اور شعبوں میں موزوں ہونے شروع ہوئے ۔ اس نے اپنی محبوبہ کی خاطر یہ کشمیری گیت فارسی موسیقی کے مستند نسخوں میں شامل کروائے ۔

۱۔ "کشمیری زبان اور شاعری" ، از عبدالاحد آزاد ، جلد اول ، ص ۲۷ ۔

بہرحال اس طرح جس کشمیری زبان کا سرمایہ عوام الناس کے گیتوں اور عامیانہ انداز کی شاعری پر مشتمل تھا وہ عظیم شاعروں کی پُر تخیل اور معیاری زبان بن گئی ۔

فارسی زبان کا کشمیری زبان پر کتنا اثر ہے ، انیسویں صدی کے چند شعرا کے کلام سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے :

"جو یہ سنزست چھی دریاؤ ناؤ در آب تہ آب در ناؤ
نقطہ پیو عینس تہ غن پیوس ناؤ غس سپد محرم تہ کرن ڈاؤ ناؤ
ثمہ شیچھ منصور مارنہ آؤ ناؤ در آب تہ آب در ناؤ

(موچھ کرال ہمعصر محمود گامی)

ترجمہ : اس دنیا کی مثال ایک ایسی کشتی کی ہے جو ایک بہت بڑے دریا میں ہچکولے کھا رہی ہو ۔ یہی دنیا کے نشیب و فراز ہیں ۔ دنیا کی کشتی کو اور نشیب و فراز کو ذات باری تعالیٰ نے اپنی رحمت کا جزو لاینفک بنایا ہے ۔ علم عرفان سے ہی علم غیب کا پتہ چلتا ہے ۔ اگر عارفین نہ ہوتے تو غیب کا پتہ نہیں نہ چلتا اور دنیا میں ہنگامہائے سوق بھی نہ ہوتے ۔ یہی وہ ہنگامہ تھا جو منصور نے علم غیب کہنے پر برپا کیا ۔ اور اناالحق کا کلمہ کہنے پر سولی پر چڑھ گیا ۔ منصور وحدت الوجود کا قائل تھا ۔ وہ تمام موجودات کا خدا کو ہی ایک وجود مانتا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھتا ۔

کسبُک معنی پریژھام قصابس
دو پَم دل کنڈ قلابس ستی
دزہ دزہ ستیتی چھ مزہ اتھ کبابس
رندہ چُھک ندہ کتہ آبس ستی (محمود گامی)

ترجمہ : موت و حیات کے فلسفے پر میں نے جب تحقیق کی اور عارفوں کے اقوال پڑھے تو پتہ چلا یہ نازک مسئلہ ہے ۔ جس طرح کباب کو ذائقہ دار بنانے کے لیے دھیمی دھیمی آنچ پہنچائی جاتی ہے اسی طرح اللہ کی پہچان کے لیے انسان کو اپنی خواہشات پر قابو پانے کے لیے اپنے دل کو انگاروں پر رکھنے سے ہی معرفت حاصل ہوتی ہے ۔ اے معرفت کی شراب پینے والے تم جانتے بھی ہو

تمھاری زندگی کا دار و مدار کوثر و تسنیم پر ہے۔

قضائے کلک یلہ تمّی کرنہہ جاری
قضائے خود لیکھن تقدیر ساری
لکھن بس پی تمس تی چھی دمادم
اکس شادی بیس ہر دم تھون غم

(ولی اللہ منو لوشھری سرینگر ، وفات ۱۸۶۰ء)

ترجمہ : اللہ نے جب دنیا بنائی اور انسان کی سرشت لکھنے کے لیے اپنا قلم اُٹھایا اور تقدیر لکھی تو جس کی نوشتہ تقدیر جیسی ہے اُسی کے مطابق وہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ اُسی نوشتہ تقدیر کے تحت کوئی شب و روز عیاشی کر رہا ہے اور کوئی غم کی چکی میں پستا جا رہا ہے۔

تاج ہر سر شاستر دیندارس بے عارس عار نو چھوئیے

(رحیم صاحب سوپور ، وفات ۶۵-۱۸۶۵ء)

ترجمہ : پنڈت جی چونکہ شاستر اور دین جاننے والے ہیں اس لیے عزت حاصل ہے۔ انھیں اقتدار اور اختیار حاصل ہے کہ کسی کو کفر کا فتویٰ دے اور کسی کو دین دار بنائے۔ دین کی چھری اُس بے رحم شاستر جاننے والے کے ہاتھ میں ہے جس کے پاس رحم کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔

با ہزاران نالہ ناظم بلبلا ہیوی در فغان
آتشیں رو تند خوین گل خدن بے زولنم

(عبدالاحد ناظم وچیاڑہ وفات ۱۸۶۵ء)

ترجمہ : ناظم بھی بلبل کی طرح اُس محبوب کی یاد میں ہزاروں نالہ و فریاد سے آہ وزاری کر رہا ہے جس کا چہرہ آگ کی طرح دہکتا ہے جو تیز اور طرار ہے۔ جس کا چہرہ پھول کی طرح کِھلا کِھلا بھی ہے۔

صدائے مار بوزم کنسے وئے دردہ لیستان
عرشس تہ کرسی کئی اوس دِنے لون اوس بہت در میدان

(شکر ریشی بدر کوٹ بانیگل۔ وفات ۱۸۷۰ء)

ترجمہ : شاعر کہتا میں نے کلمہ طیبہ کے ساز کی آواز سب سے پہلے سُنی ہے ۔ جنت میں اس ساز کے بغیر اور کوئی ساز نہ تھا ۔ آدم علیہ السلام جنت میں بیٹھے تھے اور دنیا کی بنیاد نہیں پڑی تھی اور اللہ نے جنت کے دروازے پر اس ساز کے کلمات لکھے تھے ۔

عنیشۂ مشتی مشتاق حشمتس   کامہ دیو پیوس جا من ناز
جامہ رنگشتی خمہِ کس گوتس   کامہ دیو پیوس جا من ناز
(نعمہ صاحب سرینگر ۔ وفات ۱۸۸۰ع)

ترجمہ : پیغمبر صلعم کی زندگی اس امر میں مضمر تھی کہ وہ اُس جاہ و حشمت والے پروردگار کے پیار میں سرشار رہیں ۔ اللہ کے پیارے نبی نے اللہ کے پیار میں اور اُس کے رنگ میں اپنی ذات کو رنگ لیا تھا ۔ اسی لیے عاشق اُس کو حبیب کہتے ہیں اُس کی عادات اللہ کی ذات سے منسلک تھیں ۔ اس لیے یہ عادتیں سُنت کہلائیں کیونکہ تمام عادتیں انھوں نے اللہ کی خوشنودی اور محبت کے لیے اختیار کی تھیں ۔

شریعت چھی قرآن پرب کنہہ طریقت چھی یکسان
حقیقتہ ہِلشہ عقل چھ حیران معرفت وتان رحمان
(رحمان ڈار چھتہ بل ، وفات ۱۹۰۰ء)

ترجمہ : قرآن شریف مسلمانوں کے لیے آئین ہے اور یہی شریعت ہے اور قرآن مجید پر ایمان لانے والے تمام مسلک کے لوگوں کے لیے دین کا طریقہ ایک جیسا ہے ۔ حقیقت کا علم ایک ایسا علم ہے جہاں عقل بے یار و مددگار ہے اور انسان خطا کھا جاتا ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ بس اگر اللہ کو جاننا ہے تو دل کی راہ اختیار کر کیوں کہ عقل بھٹکاتی ہے ۔

سرخ و سفید حضرتہ سند رنگ آؤ
خوشہ یوہ ُون دل ِلوہ ُون یاد تھاو
سر مبارک بجرہ سان اوس
عقل برت گنج فراوان اوس[۱]
(مولوی صدیق اللہ حاجنی)

۱۔ ''کاشر شاعری'' ، از حاجنی ، ص ۱۰۴ - ۱۰۶ ۔

ترجمہ : شاعر حضرت محمد صلعم کی شکل و شمائل کی تعریف میں لکھتے ہیں
کہ اُن کی صورت چہرہ و مہرہ سرخ و سفید تھا جس میں زندگی
کے پھلنے پھولنے اور پنپنے کے آثار نمایاں تھے - سر مبارک شان
والا تھا - اور اس میں علم و فراست اور عقل و دانش کے بیش
بہا خزانے نہفتہ تھے -

انیسویں صدی کے کشمیری زبان کے مشہور چیدہ چیدہ شاعر سو چھ
کرال ، محمود گامی ، ولی اللہ متونوشہرہ ، رحیم صاحب سوپور ، عبدالاحد
ناظم ، شکر ریشی بدر کوٹ ، لعمہ صاحب سری نگر ، رحمان ڈار چھتہ بل ،
مولوی صدیق اللہ حاجنی کا کلام ہم نے آپ کے سامنے رکھا ہے - ان شعرا
کے اٹھارہ مختلف اشعار میں ہمیں فارسی کے مندرجہ ذیل الفاظ ملے ہیں جن
سے ہمارا اندازہ ہے کہ کشمیری زبان میں نوے فی صد فارسی کے الفاظ
مستعمل ہیں جیسے کہ متذکرہ اشعار سے ہم نے اخذ کیا ہے - مثلاً
جوئے - دریا - درآب - نار - نقطہ - عین - غین - کسب - معنی - قصاب -
دل - دما دم - شادی - ہر دم - غم - تاج - ہرسر - شامتر - دیندار -
بے عار - ہراران - نالہ بلبل - در فغاں - آتشیں رو - تند خو - گل خندن
صدائے - سر - درد - نیستان - عرش - در - میدان - اس میں باقی جو الفاظ
ہیں وہ یا تو سنسکرت کے بگڑے ہوئے الفاظ ہیں یا پھر تورانی زبان کے -
اور اگر آپ اس زبان میں اٹھارھویں صدی کا کلام اٹھائیں گے تو اشعار
عربی سے معمور پائیں گے -

انگریزی زبان کا اثر کشمیری زبان پر

جو اثرات عربی زبان نے کشمیری زبان پر ڈالے یا فارسی زبان کے جو
اثرات کشمیری زبان پر پڑے ، ویسے ہی اثرات بعد میں انگریزی نے بھی
کشمیری زبان پر ڈالے - رحمان راہی کی نظم سونہ لانکھ پیٹھ (نو روز صبا)
ملاحظہ فرمائیے :

کیاہ ییہ مر گکھ یپ لیا میہہ تہہ مول ہراتھ اخرس ؟

کیاہ بہ یمہ تایور ادۂ بھیرت زنی ؟

کیاہ بہہ وچھنہ دلمھک گاشی ہتولاکن زانہہ ؟

کیاہ میہ رِتنہ تازانہتہ یتھ سونہ لانکیہ پیٹھ شا من ہٕنَن ؟
موتہ کس پنجرس چھنا اٰتہ وژہ رٕتھہ رُوزان دار زاعتہ ؟
ہائے اتھ سنگین قلدیشس سپدہ ناوالی والی شگاف !
ہائے کر گژہ اتھ طلسماتس لنیر !
کر گژھن ازنکی تِھ ابد کُھہ نکتہ حل !
ہاٹ کیٹمی مندی پیٹھی کر گژہ
موت پننی کار سازی منزا سیر !
زندگانی سپدہ کر حاصل کمال
کر چھ انسانس بتھ وون لازوال !

ترجمہ : شاعر سونہ لانکہ پر بیٹھ کر زمانے کی رسوم و قیود موت و حیات پر سوچتا ہے ۔ وہ اس جگہ سے جو زین العابدین عرف بڈشاہ کے وقت سے عیش و عشرت کی آماج گاہ رہی ہے بہت ہی متاثر ہو کر والہانہ جذبات میں سوچتا ہے اور پریشان ہو کر کہتا ہے کہ دیکھو کیسے کیسے لوگ اس جگہ سکون اور اطمینان کا سانس لیتے تھے لیکن موت نے ان کو اپنے بے رحم پنجے میں دبوچ لیا ۔ شاعر اس وقتی سکون کو بھول کر بے رحم موت کے بارے میں سوچنے لگتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ موت کا سیلاب میری زندگی کی بھی بیخ کنی کرے گا ؟ اور میں پھر واپس اس جگہ نہیں آؤں گا ؟ شاعر کہتا ہے اور پھر میں موت کے بعد اس سونہ لانکہ پر دوبارہ کبھی نہیں بیٹھ سکوں گا ۔ اگر میں اس جگہ پر نہیں بیٹھ سکوں تو کم از کم میری قبر کے قریب کوئی ایسی کھڑکی کھلی نہیں رہے گی جس سے میں سونہ لانکہ کے نظاروں سے لطف اندوز ہو سکوں ' شاعر کہتا ہے کاش اس موت کی اپنی دیوار میں شگاف پڑیں اور اس کے طلسم کا بھرم کھل سکے ! وہ چاہتا ہے کہ موت و حیات کے نکتے حل ہوں اور موت اُسی طرح پابند حیات ہو جس طرح ریشم کا کیڑا آپ ہی اپنے جال میں قید ہو جاتا ہے ۔ شاعر کی خواہش ہے کہ زندگی دائمی ہو اور انسان کبھی نہ مرتا اور اُس کی زندگی لازوال ہوتی تاکہ وہ اس مسحور کن جگہ سونہ لانکہ سے محظوظ اور لطف اندوز ہو سکتا ۔

پتھوی پرتو اسی علمک دلس پیو ،
نظــر موکلت گنیم تعبیر کرن گــو
ژہ تہ بوسوی وچھان اُمی پئیر کائنتی
بتھس لنگی اس تہ مولن تیج گنی دو
(محی الدین حاجنی)

ترجمہ : شاعر کہتا ہے علم عرفان کے دروازے جس دم مجھ پر کھل گئے میں کائنات کے راز سے واقف ہوا اور میری نگاہ سے غفلت اور جہالت کے پردے اُٹھ گئے ۔ غفلت اور بے علمی کے سمندر سے نکل گئے اور موت و حیات کے مسائل سے ہم واقف ہوئے ۔ اس طرح ابدی زندگی کا شرف ہمیں حاصل ہوا ۔

عبدالاحد آزاد اُردو نثر نگار ہیں ۔ ان کی کشمیری شاعری ملاحظہ فرمائیں اور دیکھ لیں کہ ان کا کلام اقبال سے کس قدر متاثر ہے ۔ اور ساتھ ساتھ اُردو کی ترکیب اور الفاظ کا استعمال کس قدر ان کے کلام میں موجود ہے :

”افسانہ جدا ساز تہ سامان جدا سون
میخانۂ جدا شیشہ تہ پیانہ جدا میون
خار پنن سوز تہ ساقی پنن دل
چھم ساز پنن سینہ تہ سنطورہ صدا میون

ترجمہ : میری باتیں اوروں کی باتوں سے جدا ہیں ۔ میرا ساز اور میرا سامان جدا ۔ میرا میخانہ جدا اور پیالہ جدا ۔ میرا خار ، سوز ، ساقی سب جدا ہیں اور دل بھی میرا اوروں سے جدا ہے ۔ میرا ساز اپنا ہے ۔ سینہ سنطور اور صدا بھی اپنی ہے ۔“[1]

موجودہ دور میں جو جنگ سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان جاری ہے اور جو تصور جمہوریت اور غلامی کے بارے میں ہے ، اس سے متعلق آزاد کے تصورات دیکھیے ۔ آزاد کی شاعری اقبال کی شاعری سے بہت زیادہ متاثر نظر آئے گی :

۱۔ ”شاعر انسانیت“ ، از پریم ناتھ بزاز ، دہلی ، ستمبر ۱۹۵۲ء ، ص ۲۷ ۔

"ہا بندہ ژہ شوبی نہ غلامی نہ گدائی
سرمایہ داری پھند تہ فریب چھایہ خدائی!

ترجمہ : اے انسان تجھے غلامی زیب نہیں دیتی ۔ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا تیری شان نہیں ۔ سرمایہ داری محض دھوکہ اور فریب ہے ۔ تو اس سے کیوں ڈرتا ہے اور اس کو کیوں نہیں ختم کرتا ۔ کیا یہ خدا کے قانون کی طرح اٹل ہے ؟

یا

سزاں یلہ زندگی ہنزن رگن منز بندگی ہند خون
کراں انسان انسان ہندن جگرن کباب آخر[2]

ترجمہ : جب انسان کی رگوں میں غلامی کا خون سرایت کر جاتا ہے تو وہ کمینگی پر اتر آتا ہے اور دوسرے انسان کے جگر کے کباب بنا کر کھا جاتا ہے ۔"

متذکرہ اشعار اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی زبان نے کشمیری زبان کو خیالات کی وسعت بخشی ، تراکیب اور بندشیں دیں ، انقلابی تصورات سے آگاہ کیا اور کشمیری ادبا اور شعرا نے اپنی ادبی اور شاعرانہ زندگی میں انگریزی ادب اور شاعری کو اپنا مسلک بنا کر اسے فروغ بخشا ۔

انگریزی زبان و ادب سے متاثر شعراء میں سے میں نے صرف عبدالرحمٰن راہی اور عبدالاحد آزاد کے کلام کو آپ کے سامنے رکھا ہے ۔ اس دور میں انگریزی ادب اور اس کے معاشرے سے ہماری زبان نے فکر اور تخیل کی بلندی حاصل کی ۔ کشمیری شاعری جو آج تک قافیہ و ردیف کی بندشوں میں جکڑی ہوئی تھی ، اب آزاد نظم کی صورت میں اور جدید بحروں میں لکھی جانے لگی ۔ عبدالرحمٰن راہی کی سوند لانکہ پٹھ والی آزاد نظم آپ کے سامنے اس کی آئینہ دار ہے ۔ جس وقت سے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت شروع ہوئی اسی وقت سے یہاں کی

۱۔ "شاعر انسانیت" از پریم ناتھ بزاز ، دہلی ، ستمبر ۱۹۵۲ء ، ص ۳۲ ۔
۲۔ ایضاً ، ص ۳۳ ۔

تہذیب و معاشرت میں ایک نیا انقلاب آنا شروع ہوا ۔ یہ انقلاب ہندوستان کی قومی زندگی کے ہر پہلو میں ایک نئی امنگ اور نئے ولولے کے ساتھ آیا ۔ چنانچہ کشمیر پر بھی اس انقلاب کے وہی اثرات رونما ہوئے جو ہند پر نمودار ہوئے تھے ۔ اس طرح کشمیری شعر و ادب میں ، فکر و ادب میں ، فکر و نظر میں ، خیالات اور احساسات میں ، جذبات و رجحانات میں یہ انقلاب مادیاتی انقلاب بھی تھا اور تخیل کی بلند پروازیوں کا انقلاب بھی ۔

کشمیر میں بجلی آئی ، مشینیں آئیں ۔ حقے کی جگہ سگریٹ استعمال ہونے لگا ۔ دیے کی جگہ لالٹین استعمال میں آنے لگی ۔ چکی کی جگہ مل اور فیکٹری وجود میں آئی ۔ چقماق کی جگہ دیا سلائی استعمال ہونے لگی ۔ سائیکل ٹیلیفون ، کار ، ریل ، ٹکٹ ، سینما ، ریڈیو ، ریکارڈ پلیئر ، کیتلی ، پمپ ، ریزر ، کوٹ ، سکول ، کالج ، ماسٹر ، غرض روزمرہ زندگی میں ہزاروں الفاظ داخل ہوئے اور اس معاشرے کا اثر محض لفظی اثرات پر ہی موقوف نہیں رہا بلکہ خیالات کو دیکھ لیجیے ۔ مشہور نظم "بجلی" جو دور جدید کی کشمیری شاعری کی ترجمانی کرتی ہے ۔ ملاحظہ ہو :

چھاوٗ بجلی گاش اوٗ لنتے اکھ مشینہ چھ ٹانہ کھول
بور دیوان دانہہ تور دیون چاول سونہہ شیشن چھ بتی ہیتی

چھاوٗ بجلی گاش آوٗ لنتے

ترجمہ : اے میری محبوبہ ! بجلی کی روشنی سے فیض یاب ہو اور دیکھو روشنی آئی ہے ۔ دیکھو اب مشین کا دور دورہ ہے ۔ آپ اس مشین میں دھان ڈالیں گے تو چاول نکل آئیں گے اور یہ بجلی کی کرامات ہیں ۔ دیکھو یہ بجلی کے بلب اس طرح لگتے ہیں جیسے سونے کے شیشے میں کلابتونی تار لگے ہوں ۔ اے میری محبوبہ ! بجلی سے فیض اٹھاؤ اور دیکھو کس طرح روشنی عالم میں آئی ہوئی ہے ۔

بہرحال اُردو زبان نے جو کچھ انگریزی معاشرے اور انگریزی ادب و شاعری سے لیا ، وہی کشمیری زبان نے بھی اس سے حاصل کیا ۔ اس سلسلے میں عبدالاحد آزاد کے بارے میں پریم ناتھ بزاز لکھتا ہے :

"آزاد نے انگریزی زبان کے شاعروں کی نسبت تھوڑی سی واقفیت حاصل کر لی تھی - انگریزی زبان کے شاعروں میں آزاد کا مقابلہ تین انگریز شاعروں سے کیا جا سکتا ہے - اول ٹینی سن ، دوم ورڈس ورتھ ، سوم شیلے سے -

ٹینی سن کی طرح آزاد بھی اخر عمر تک عمل پر زور دیتا رہا - بیدار ہو جاؤ - بیکار مت رہو ، آگے بڑھو - یہ ٹینی سن کی تعلیم تھی اور آزاد کی بھی -

کوانہ یکساں چھس ژھاران لار ن یوت ماران پان

ترجمہ : اپنے مقاصد و اتحاد یکسانیت اور انقلاب کو حاصل کرنے کے لیے میں جدھر بھی پہنچ سکتا ہوں ، دوڑتا ہوں -

ورڈس ورتھ قدرت کا پجاری تھا - آزاد پر اس کا اثر دیکھ لیں - پان ژادر (آبشار) کے چند بند ملاحظہ ہوں :

چھک ژہ بے تاب سیمابک پانٹھ	لک چسا رک حبابک پانٹھ
بکھ یوان بکھ بر برنے	روزی رو ماہ پان ژاد رنے
دورہ ڈیوٹھم چون پرتو	نور ژادر زن بر ہوا
غتہ جالرن چون جرجرنیے	روزی رو ماہ پان ژاد رنیے

ترجمہ : تو سیماب کی طرح بے تاب ہے یا بچپن کے ایک ولولے کی طرح تو تیری سے آتا ہے جس طرح چشمے سے ابھرتا ہوا پانی - او آبشار ، ایک لمحے کے لیے ٹھہر تو جا !

میں نے دور سے تیرا پرتو دیکھا کہ نور کی ایک چادر ہوا پر پھیلی ہوئی ہے یا جیسے موتی کی لبی جھالر جس میں نگینے اور ہیرے جڑے ہوئے ہوں - او آبشار ایک لمحے کے لیے تو ٹھہر جا !"[1]

انگریزوں کے دور تک کشمیری زبان کافی ترقی کر چکی تھی - چنانچہ انگریزی زبان کا سلسلہ جب سے شروع ہوا ایک فطری عمل کے تحت اس کے اثرات کار فرما ہوتے رہے - جو حیثیت اس زبان کو ہند میں رہی ، قریب قریب وہی عمل دخل کشمیر میں بھی رہا - اس طرح کشمیری زبان بھی اردو کی طرح اس کے ترقی پسند پہلو سے فیض یاب ہوتی رہی -

---

۱- "شاعر انسانیت" ، از پریم ناتھ بزاز ، ص ۱۸۱ ، نئی دہلی -

اردو زبان کا اثر کشمیری زبان پر

ہم نے کشمیری زبان کے سلسلے میں ان تمام زبانوں کا جائزہ لیا ہے جو ہندو عہد حکومت کے تنزل کے بعد کشمیری زبان پر اثر انداز ہوتی رہیں۔ ان میں سے عربی، فارسی، انگریزی زبانوں کے جو بھی اثرات اور حالات زمانے کے تحت اس زبان پر رہے وہ ہم زیر بحث لائے ہیں۔ اب اردو زبان کے بارے میں ہمیں جائزہ لینا ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ اس ہمہ گیر زبان کا کشمیری زبان پر کیا اثر رہا۔

تہذیبی تعلق کے سلسلے میں اب تک جن اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے وہ ایسے تھے جو اردو اور کشمیری زبان نے مشترک ذرائع سے قبول کیے، اس لیے وہ ان کے مابین وجہ اشتراک ہیں۔ ہم ان اثرات کا جائزہ لیتے ہیں جو اردو زبان اور کشمیری زبان میں مطابقت پیدا کرتے ہیں۔

پرانے تذکروں میں جس قدر حالات درج ہیں ان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ اردو اور کشمیری زبان کے شاعر آٹھویں اور نویں صدی عیسوی میں کشمیر میں موجود تھے۔ ان کا کلام تقریباً ایک سو سال کے عرصے میں کشمیری زبان کے ساتھ گھل مل گیا۔ چنانچہ فارسی کا زیادہ اثر ہونے کی وجہ سے ہمیں اس وقت کا بیشتر کلام مخلوط کشمیری اور فارسی زبان میں ہی ملتا ہے۔ ۱۸۵۸ء میں گلاب سنگھ کے مرنے کے بعد رنبیر سنگھ جانشین ہوا۔ اس عہد میں بہت سے علمی گھرانے پنجاب اور ہندوستان سے آکر ریاست میں آباد ہوئے جو دربار سے وابستہ ہو گئے چنانچہ ظاہر بات ہے کہ وہ لوگ جو باہر سے آکر جموں و کشمیر میں آباد ہوئے تھے، وہ نہ تو کشمیری زبان میں اپنا ما فی الضمیر بیان کرتے اور نہ ہی ڈوگری میں بات چیت کرتے ہوں گے۔ بلکہ اپنی مادری زبان میں گفتگو کرتے ہوں گے۔ اس سلسلے میں حبیب کیفوی لکھتے ہیں:

> "رنبیر سنگھ کے عہد میں بہت سے علمی گھرانے پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے حصوں سے آکر ریاست میں آباد ہوئے اور دربار سے وابستہ ہو گئے۔ وہ ریاست میں ظاہر ہے اپنا ما فی الضمیر ڈوگری یا کشمیری زبان میں بیان نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ اپنی مادری زبان اردو یا پنجابی میں گفتگو کرتے

ہوں گے ۔ ایمن آباد کے دیوان خاندان بھی ریاست پر چھا چکے تھے ۔ جس کے افراد حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھے اور بڑے علم دوست تھے ۔ ان کے حاشیہ نشین بڑے علم و فضل کے مالک تھے ۔ چنانچہ جلد ہی شہر میں مکتب اور پاٹ شالے کھولے گئے۔ جہاں پنجاب کے مکتبوں کے طرز پر فارسی اور اُردو کا نصاب جاری ہوا ۔ جہاں سرکاری حکم سے بچوں کو تعلیم دلوانے کا سلسلہ شروع ہوا ۔"[۱]

متذکرہ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ رنبیر سنگھ کا عہد ۱۸۵۸ء کا زمانہ تھا ، جب کشمیر میں اُردو زبان کا رواج شروع ہوا ، لیکن حالات اس کے برعکس تھے اس سے قبل مہاراجہ گلاب سنگھ کے وقت سے ہی اُردو کشمیر میں قدم رکھ چکی تھی ۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کے وقت میں فوجیں پنجاب اور ہندوستان کے مختلف حصوں میں فوج کشی کرتی تھیں تو واپسی پر قسم قسم کے تحائف کے ساتھ نئے نئے الفاظ بھی لاتی تھیں ۔ اس طرح اُردو زبان کا اثر و نفوذ مقامی بولیوں میں بڑھ چکا تھا ۔

فارسی زبان کے بارے میں جیسا کہ محمد عبداللہ قریشی صاحب لکھتے ہیں :

"یوں تو حکومت اسلامیہ کے ساتھ ہی فارسی زبان کشمیر میں دسترس حاصل کر چکی تھی مگر اس کی ترقی کا اصل دور سلطان قطب الدین ، سلطان سکندر اور سلطان زین العابدین عرف بڈ شاہ کے عہد میں شروع ہوا ۔"[۲]

سلطان زین العابدین کے دور میں جو کشمیر میں فارسی کا دور زرین سمجھنا چاہیے ، فارسی زبان کے الفاظ اس قدر اُردو شعر و ادب میں سما گئے کہ پہچانے بھی نہیں جا سکتے ۔ محمود آزاد لکھتے ہیں :

۱۔ "آئینۂ کشمیر" ، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی ۔ مضمون "کشمیر میں اُردو" ، از حبیب کیفوی ، لاہور ، ص ۲۸۲ ۔

۲۔ آئینۂ کشمیر" ، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی ۔ مضمون "کشمیر میں فارسی شاعری" ، از محمد عبداللہ قریشی ، ص ۲۱۸ ۔

''کرالہ پن کو لے لیجیے۔ یہ ایک خالص کشمیری لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''کمہار کا دھاگہ'' اس کو فارسی کے شعر میں دیکھ لیجیے۔ غنی کشمیری نے فارسی کے شعر میں کس طرح اس لفظ کو استعمال کیا ہے:

موکے میان تو شدہ کرال پن
کرد جدا کاسہ سرہا ز تن

مقصد شعر کا یوں ہے کہ اے میرے محبوب! تیری زلفوں کی حیثیت کرال 'پن یعنی کمہار کے دھاگے کی سی ہے، جس طرح وہ پن سے یعنی دھاگے سے ہزاروں برتن کے سر جدا کرتا ہے اسی طرح تم جانے تیری زلفوں نے کتنے ہی عشاق کے سر تن سے جدا کیے ہیں۔''[1]

فارسی چونکہ غیر ملکی زبان تھی اور اُردو یہاں کی ہی پیداوار تھی اس کی پیدائش میں بہت سی باتیں تھیں جو ہندوستان کی تقریباً تمام جدید ہند آریائی زبانوں میں یکساں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے یہ زبانیں آپس میں اجنبی نہیں سمجھی جاتی تھیں اور جب بھی یہ مغل عساکر کے ساتھ دلی سے نکل کر اطراف و جوانب میں پہنچیں تو ہر جگہ ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُردو ایک ایسی زبان تھی جو اپنی خوبیوں اور ہمہ گیری کی وجہ سے ہر جگہ ہم آہنگ نظر آنے لگی۔ ہر صوبہ اس کو اپنی طرف منسوب کرنے لگا۔ اُردو زبان کشمیر میں ہر جگہ اپنی سادگیٔ الفاظ کی وجہ سے سمجھی جاتی ہے اور بغیر کسی تعصب کے ہر فرقہ اور طبقہ اس زبان کو بولتا ہے۔ شمالی ہند بے شک اُردو کی پیدائشی جگہ ہے۔ تقریباً ہر صوبے میں اس کی تاریخ لکھی جا چکی ہے، مثلاً دکن میں اُردو، پنجاب میں اُردو، بہار میں اُردو۔ اس طرح کشمیر میں اُردو کی تاریخیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔

جدید تحقیقات کی رو سے اُردو کا سب سے پہلا صاحبِ دیوان شاعر سلطان قلی قطب شاہ تصور کیا جاتا ہے جس کا زمانۂ حکومت ۹۸۸ تا ۱۰۲۰ھ

۱۔ ''تاریخِ کشمیر''، از سید محمود آزاد، ص ۱۵۷۔

ہے یعنی اگرچہ اُردو شاعری آج سے ساڑھے تین سو سال سے شمالی ہند میں شروع ہو چکی تھی مگر کشمیر میں ہمیں ۱۸۵۰ء سے قبل اُردو شاعری نہیں ملتی ۔ اس کی وجہ فارسی ادب کا زور اور فارسی زبان کی قدر دانی ہی ہو سکتی ہے ۔ ہمیں ۱۸۸۰ء سے قبل اولین اُردو شاعر پنڈت شیو نرائن بھان بہ تخص عاجز ملتے ہیں ۔ ان کے بارے میں 'بہار گلشن کشمیر' کے مؤلف و مرتب پنڈت برج کشن کول بے خبر اور پنڈت جگ موہن لکھتے ہیں :

''پنڈت شیو نرائن بھان صاحب خلف اکبر پنڈت سروپ نرائن بھان صاحب عاصی پہلے اُردو شاعر ہیں ۔ آپ جموں میں ہیڈ ماسٹر اور اس کے بعد کشمیر میں انسپکٹر مدارس رہے ۔ کلام ملاحظہ ہو :

مجھ کو بھی تو اپنی بھکت دیجیے
دھرم اور کرم کی شکت دیجیے
بھگوان یہ بنتی تو سن لو
نرمل میری بدھی ایسی کر دو

گناہ بخشو میرے سیتا کی عظمت کے تصدق میں
گناہ بخشو میرے رادھا کی اُلفت کے تصدق میں

سراپا جرم ہوں افعال سے اپنے نادم ہوں
میری بخشش ہو جسمت کی محبت کے تصدق میں

''اس کے بعد دینا ناتھ چکن مست کشمیری اُردو کے بڑے شاعر گزرے ہیں ۔ آپ ۱۹۵۹ بکرمی میں یعنی انیسویں صدی عیسوی کے آخری ایام میں اننت ناگ میں پیدا ہوئے ۔ والد کا نام آنند رام تھا ۔ نظم ''کسی کے گیسو'' لکھی ہے :

یہ مشک ریز گیسو ، یہ عطر بیز گیسو
ابر بہار گیسو

کالے ہیں یہ بلا کے ، پھندے ہیں یہ قضا کے
مار خموش گیسو

مجنوں کی ان میں دہشت، لیلیٰ کی ان میں رنگت
ہیں عشق زار گیسو[1]

یوں تو کشمیری النسل بہت سے شاعر گزرے ہیں۔ ایسے شاعر اقبال اور چکبست بھی ہیں لیکن میں نے صرف ان شعراء کا تذکرہ کیا ہے جو کشمیر کی ریاست میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی شاعری کی۔ اس طرح انیسویں صدی کے اواخر سے آج تک کشمیری شاعر اردو میں شاعری بھی کرتے رہے اور نثر بھی لکھتے رہے۔ پندرھویں صدی سے لے کر آج تک کشمیر میں فارسی علم و ادب کو فروغ رہا۔ اس کے بعد کشمیر میں ڈوگروں کی حکومت میں ڈوگری اور بیرونی زبان شورسینی اپ بھرمش کا اثر و نفوذ اس قدر بڑھ گیا کہ آج یوں لگتا ہے کہ جیسے اُردو نے کشمیر میں ہی جنم لیا ہو اور صدیوں سے یہ زبان لکھی اور پڑھائی جا رہی ہو۔ فارسی زبان کو اُردو نے پیچھے دھکیل کر اس کے تمام رنگ و روپ اپنائے۔ جہاں اُردو زبان کشمیر میں ترقی کر رہی ہے اور وہاں کی سرکاری زبان ہے جو دفتروں اور درسگاہوں میں رائج ہے، وہاں کشمیری زبان بھی اس کے دوش بدوش آگے بڑھ رہی ہے اور اس کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ وہی تراکیب، وہی خیالات، وہی جدت اور تنوع جو اُردو میں نمایاں ہے، کشمیری زبان اپنے اندر پیدا کر رہی ہے۔ اُردو نے جہاں چراغ حسن حسرت اور اثر صہبائی جیسے شاعر پیدا کئے، وہاں رحمان راہی اور پریم ناتھ پریمی جیسے کشمیری زبان کے شاعر بھی پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۵ء کے بعد ریاست میں تعلیم کو فروغ حاصل ہونے لگا۔ کالج اور سکول کھلے۔ ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی اور ۱۹۴۶ء کی کشمیر کی تحریک "کشمیر چھوڑ دو" کے سلسلے میں تحریر و تقریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے نشر و اشاعت کے لیے راستے کھل گئے۔ جموں و سرینگر سے متعدد اخبار اور رسالے نکلنے لگے۔ ان میں پاسبان، رنبیر، چاند، مسلرد، البرق، ہدایت، صداقت، رہبر، جاوید، جمہور، خدمت، ہمت، وطن، صادق، حریت، سلام، خالد، نور، مجاہد اُردو زبان کے

۱- "بہار گلشن کشمیر"، مرتبہ و مؤلفہ پنڈت برج کشن کول بے خبر و پنڈت جگ موہن ناتھ شوق، ص ۲۸۳۔

معیاری اخبارات ہیں۔ انہی اخبرات کی دیکھا دیکھی کشمیری اخبار گاش کا اجراء بھی ہوا ۔ چنانچہ غلام احمد کشفی صاحب لکھتے ہیں :

"کشمیری زبان کی مسلسل تدریجی ترقی میں مشنری پادریوں اور سیاحوں کا بھی ہاتھ ہے ۔ ان کی وجہ سے کشمیری زبان میں انجیل کا ترجمہ ہوا۔ ڈکشنریاں لکھ کر شائع کی گئیں ۔ مشنریوں کو کشمیری زبان سکھانے کے لیے زبان کے تلفظ پر تحقیقاتی کتابیں لکھنی پڑیں اور کہاوتوں اور ضرب الامثال کی کتابیں شائع کی گئیں ۔"[۱]

بہرحال جتنی مشنری اداروں نے کشمیری زبان کی خدمت کی اس سے کہیں زیادہ اُردو زبان کو مشنریوں سے فروغ حاصل ہوا ۔ کیونکہ مشنریوں کے پادری کشمیری زبان اُردو میں ہی سیکھتے تھے ۔ علاوہ ازیں کشمیر میں اُردو میں یہ رسالے فردوس ، لالہ رخ ، گلریز ، گُلنگ پوش ، رتن ، تنظیم ، کے نام سے جاری ہوئے ۔

تقسیم سے پہلے پریم ناتھ آزاد ، پردیسی ، پروفیسر طالب ، پشپ، شہزور ، اعجاز ، قیصر ، قلندر ، حبیب کیفوی ، پنڈت رام کول ، کوبراج ، ڈاکٹر شری ناتھ ٹیکو شاستری ، محی لدین حاجنی ، عبدالاحد آزاد ، مدھشور ورما اُردو زبان کی خدمت کرتے رہے ۔ تقسیم کے بعد پروفیسر شرما ، مسٹر غلام رسول نازکی ، سیف الدین سوپوری ، غلام احمد کشفی ، چوہدری غلام عباس ، پروفیسر پیر زادہ غلام حسن شاہ ، جناب عبدالقادر صاحب صدر شعبہ اُردو فارسی سرینگر یونیورسٹی ، حکیم علی انصاری تنہا ، بشیمر ناج قادی ، پروفیسر رحمان راہی ، غلام احمد فاضل ایسے لوگ ہیں جو نثر ور شاعری میں اُردو زبان کی برابر خدمت کرتے رہے ہیں ۔ یہ اصحاب اُردو زبان کے دوش بدوش کشمیری زبان کی بھی خدمت کر رہے ہیں اور شاعری اور ادب کی کشمیری زبان اور ادب کے ساتھ مطابقت بھی پیدا کر رہے ہیں ۔

۱۔ رسالہ "آئینہ ادب" ، مرتبہ محمد عبداللہ قریشی میں غلام احمد کشفی کا مضمون "کشمیری زبان و ادب" ، ص ۲۰۸ ۔

تقسیم کے بعد ریڈیو سے جہاں اُردو کو بہت زیادہ فروغ ہوا ، وہاں کشمیری اصنافِ ادب کو بھی ترقی حاصل ہوئی ۔ چنانچہ آزاد نظمیں ، جدید نظمیں ، ڈرامے ، جیسے اُردو میں لکھے جا رہے ہیں ، وہاں اس کی دیکھا دیکھی کشمیری زبان بھی آگے بڑھ رہی ہے ۔

کشمیری زبان کا اثر اُردو زبان پر

گزشتہ اوراق میں ہماری بحث یہ رہی ہے کہ کشمیری زبان پر کون سی زبانیں اثر انداز ہوتی رہی ہیں ۔ چنانچہ دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ یہ ملک انقلابوں اور ہنگاموں کی آماجگاہ بنا رہا ہے ۔ کبھی پساچہ زبان تو کبھی سنسکرت ، کبھی عبرانی تو کبھی عربی ، کبھی فارسی تو کبھی اُردو اس ملک کی زبان جس کا نام کبھی سروگوچردیش یعنی عام لوگوں کی زبان تھا ، پر اثر انداز ہوتی رہی ہیں :

دنیا میں کئی بار تغیر ہوا لیکن
ساقی تیرے مے خانے کا انداز وہی ہے

غیر ملکی زبانوں کی اثر اندازی اور دخل اندازی کی وجہ سے اگرچہ اس زبان کو ہزاروں مشکلات اور ہزیمتوں کا سامنا کرتے ہوئے ہزاروں رنگ بدلنے پڑے ، پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اس زبان کو جو کچھ اس سرزمین سے ملا ہے اسے نہ کوئی چھین سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی اثر انداز ہو سکتا ہے ، وہ ہے اس زبان کے ملک کی خوب صورتی جس کے متعلق ڈاکٹر تارا لکھتے ہیں :

"Kashmir, verily an emerald of verdure enclosed in a radiant amphitheatre of virgin snow, is such a beautiful country, blest with a fertile soil, glorious climate, grand mountains fine rivers and lovely lakes, and with such charming flowers and delicious fruits, singing birds and sweet odours, that once enjoyed a great name as the seat of the original paradise of the human race.

It contains all the essential data for a study of early man in Southern India."[1]

بس اس ملک کی خوبصورتی نے شاعر اور مصور کو اپنے فن کے لیے محتاج نہ رکھا۔ جو چیزیں دہلی اور پنجاب کے شاعر کو میسر نہ تھیں وہ اسے کشمیر میں حاصل ہوئیں۔ ظاہر بات ہے ایک شاعر گنگا اور جمنا کے کنارے سے اٹھ کر ایران تو نہیں جا سکتا تھا، وہ کشمیر میں پہنچا۔ مناظرِ قدرت کی عکاسی کرنا تھی تو اس نے پہلگام اور امرناتھ کا رخ کیا جو کچھ نظر آیا اسے لاہور کے شالیمار باغ میں شعر کی صورت میں موزوں کیا۔ گل و بلبل، گل و سنبل، فاختہ، ہُد ہُد، زلف، کاکل، گلاب، منظور، اور، کہان، شمشیر، سبزہ زار، چمن زار، جنگل، کوہ، جہل، گلِ لالہ، گلِ یاسمین، نرگس، بنفشہ، بادامِ چشم، رنگِ سیب، یہ سارے الفاظ ہیں جو اردو زبان میں یہاں آ گئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ الفاظ اردو میں تھے ہی نہیں بلکہ میرا مقصد ہے کہ کشمیر میں ان الفاظ کو نئی زندگی مل گئی، جیسے محب الحسن صاحب لکھتے ہیں:

"There was general appreciation of arts, letters and music by the people of the valley. The Kashmiries were extremely witty and intelligent, they were very fond of music and possessed great artistic sense. The Sultans were patrons of art. Their courts were adorned with scholars, musicians and painters. Srinagar was embellished with magnificent palaces, mosques, monasteries, and gardens."[2]

کشمیر کے لوگ دور دور تک گئے۔ یہ سفر موسموں کی ناسازگاری اور روزگار کی تلاش کی وجہ سے ہوئے۔ شال دوشالے اور میووں کی فروخت کے لیے جہاں بھی گئے وہاں ان کی زبان کے اثرات اس علاقے پر پڑے۔

۱- *Studies on the Ice Age in India and Associated Human Culture*, by Dr. H.D.E. Terra and T.T. Pater Son, Washington D.C., 1939, p. 2.

۲- *Kashmir under the Sultans*, by Mohibul-Hassan, p. 253.

کشفی صاحب لکھتے ہیں :

''زولچو خان اور بعض دوسرے فرمانرواؤں کے ظلم کی وجہ سے اور کچھ قحطوں اور سیلابوں نے لوگوں کے پاؤں اکھاڑ دیے۔ وہ بے سر و سامانی کے عالم میں گھروں سے چل پڑے اور پنجاب ، یو ۔ پی ، سی ۔ پی اور اور بہار کے میدانوں میں پھیل گئے ، لیکن اس عالم میں بھی متاع زبان کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا ۔ اس طرح کشمیری زبان نے ان دور افتادہ علاقوں میں بھی جھنڈے گاڑ دیے ۔''[1]

کشفی صاحب کے ان الفاظ کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ کشمیری زبان کسی نہ کسی طرح اُردو بولنے والے علاقوں پر بھی اثر انداز ہوئی ۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد کشمیر میں اُردو اور کشمیری زبان کا کافی ربط اور تعلق رہا اس وابستگی کی وجہ سے کشمیری زبان کے کافی الفاظ اُردو میں خلط ملط ہو گئے ۔ مثلاً کانگڑی ، نون چائے ، کھرا وہر (لکڑی کی جوتی) ، پلھور (گھاس کی جوتی) ، شین (برف) ، کنک (گندم) ، لشہ نار (تیز جلنے والی لکڑی) ، زعفران ، مرغزار وغیرہ ۔ جب دو زبانوں کے روابط آپس میں بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں تو ان کے روابط اور وابستگی مستحکم اور پائیدار ہوتی ہے ۔ کیونکہ یہ وابستگی فطری تقاضوں اور فطری دلچسپی پر مبنی ہوتی ہے ۔ یہ میل جول اُردو اور کشمیری زبان بولنے والے لوگوں کے درمیان پیدا ہوا ہے ۔ یہ جدید دور کے تقاضوں کے تحت عوامی میل جول کی جگہوں یعنی فیکٹریوں ، کارخانوں اور دفتروں پر موقوف ہے ۔ کشمیری زبان کے اثرات جو اُردو زبان کے اندر سمو گئے ہیں وہ اب جزو زبان بن کر رہ گئے ہیں اور آئندہ یہ سلسلہ ارتقاء پذیر ہوتا رہے گا ۔ چنانچہ کشمیری مہاجر ، دوکاندار ، خوانچہ فروش اور پھیری والے جب گاہک کو پکارتے ہیں تو آواز وہ اُردو میں ہی دیتے ہیں ۔ اگرچہ وہ چیزوں کے نام کشمیری زبان ہی میں لیں گے ۔ پیاز کو گنڈہ کہیں گے ۔ بادام کو بادم اور انگور کو دچھ سے پکاریں گے ۔ وہ ان چیزوں کو کشمیری نام سے صرف کشمیری کو دیکھ کر نہیں پکارتے

۱۔ ''کانشر زبان'' ، از میر غلام احمد کشفی ، ص ۱۲ ۔

بلکہ ان کا خطاب زیادہ تر اُردو بولنے والے ہی سے ہوتا ہے ۔ شاعروں اور ادیبوں میں اقبال ، چکبست ، سرشار کو لیجیے ۔ کہیں نہ کہیں کشمیری الفاظ ان کی نگارشات میں ضرور ملیں گے ۔ اسی طرح کرشن چندر کو دیکھیے ان کے افسانوں میں اکثر کشمیری رسم و رواج اور مناظر ملتے ہیں ۔ سعادت حسن منٹو کو دیکھ لیجیے ، انھوں نے جو بھی کہاوتیں استعمال کی ہیں ، ان میں سے اکثر کشمیری کہاوتیں اُردو میں ترجمہ ہوئی ہیں ۔

ویسے کشمیر کے بیشتر الفاظ جو اُردو میں مستعمل ہیں ، اصلی حرکات و علل کے پیش نظر کشمیری بن جاتے ہیں ۔ کشمیری زبان پر ابتداء میں کون سا رنگ تھا ، اس سے ہمیں بحث نہیں مگر یہ تو ایک مسلمہ بات ہے کہ ساوار کلاسیکی کشمیری لفظ ہے اور اب اُردو میں کشمیری بولنے والوں کی وجہ سے اس طرح مل گیا ہے کہ اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ لفظ اُردو بولنے والوں نے کشمیری زبان سے لیا ہے ۔

● ● ●

دوسرا باب

حروف و حرکات کا اشتراک و اختلاف

اردو اور کشمیری زبان کے حروف تہجی پر اجمالی نظر :

اس سے قبل ہم نے کشمیری زبان کی ماہیت اور ارتقا کے بارے میں بحث کی ہے۔ ہم نے اردو اور کشمیری کے نسلی اور خاندانی تعلقات کا جائزہ لیا ہے۔ یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ دونوں زبانیں کن مراحل سے گزری ہیں۔

اس وقت اس موضوع کے تحت اردو اور کشمیری حروف تہجی کے بارے میں بحث کرنا مطلوب ہے۔ اردو ایک ایسی زبان ہے جو تمام دنیا کی زبانوں کو اپنے اندر سمونے کے لیے دامن پھیلائے بیٹھی ہے۔ لہٰذا اس کا صوتیاتی نظام بھی وسیع ہے۔ اس نے عربی اور فارسی کے حروف اپنے اندر اس طرح جذب کیے ہیں کہ ان کی شناخت مشکل ہوگئی ہے۔ یہی حال کشمیری زبان کا ہے۔ دونوں زبانیں سنسکرت، عربی، فارسی زبانوں سے متاثر ہیں اور ان زبانوں کی آوازیں ان دونوں زبانوں میں موجود ہیں۔ بولتے وقت منہ کے مختلف حصوں میں ہوا کے ٹکرانے سے جو آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان حروف کے مجموعے کا نام الف بے تے ہے یعنی حروفِ تہجی۔ منشی چرنجی لال لکھتے ہیں :

> ''حروفوں سے لفظ بنتے ہیں اور لفظوں سے زبان بنتی ہے۔ فلولوجی یعنی علمِ زبان وہ علم ہے جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ زبان کیا چیز ہے۔ علمِ زبان، جاننے والے الفاظ ہی سے جن سے زبان بنتی ہے، بحث نہیں کرتا اور نہ صرف ان کے معنی ہی جاننا چاہتا ہے بلکہ ان کی تواریخ دریافت کرتا ہے۔ الفاظ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے یہ معلوم کرتا ہے کہ کون سے حصے سے کون سا

لفظ بنتا ہے یا بنا ہے اور وہ ٹکڑے آپس میں ایک دوسرے سے کیا نسبت رکھتے ہیں ۔۱۴

اس باب میں سر دست حروف سے نہیں بلکہ مخصوص اور مقرر کردہ نشانیوں اور علامتوں سے واقف ہونا ضروری ہے ۔ اُردو میں جتنے حروف تہجی ہیں ، کشمیری زبان میں بھی کم و بیش اتنے ہی حروفِ تہجی موجود ہیں ۔ جو چند آوازیں اس کے علاوہ کشمیری زبان میں موجود ہیں وہ ٹی آر ویڈ اور ارلسٹ ایف نیو کے حوالے سے منسلکہ جدولوں میں ملاحظہ فرمائیں ۔ حروفِ تہجی کے ساتھ کشمیری زبان میں ان حروف کی صوتیاتی مثالیں دیکھیے :

THE ALPHABET
CONSONANTS

Letters		*Pronunciation*	*Examples*
E	e	Arabic ع, a peculiar gutteral sound	Represented by an, before its vowel; as, 'aql, *wisdom*; ilm, *science*; 'umr, *age*
B	b	As in English	Bar, *a door*
Ch	ch	Persian چ, as in "church"	Chobur, *young*
D	d	Sanskrit द more dental than the English *d*	Dod, *pain*
Ḍ	ḍ	Sanskrit ड tongue well turned up towards roof of mouth when pronouncing it	Ḍora, *a rope*
F	f	As in English	Farsh, *a carpet*

۱۴۔ رسالہ "ہندوستانی فلولوجی" ، از منشی چرنجی لال ، طبع اول ، پنجاب یونیورسٹی ، ۱۸۸۶ء ، مقدمہ ، ص ۲ ۔

Letters		Pronunciation	Examples
G	g	As in English (always hard)	Gagur, *a rat*
Gh	gh	Arabic غ, a strong guttural	Ghusal, *a bath*
H	h	As in English	Host, *an elephant*
Ḥ	ḥ	Arabic ح, a strong aspirate, uttered by compressing lower muscles of throat	Raḥim, *merciful*
J	j	As in English	Jan, *good*
K	k	As in English	Kul, *a tree*
Kh	kh	Arabic خ, a strong guttural	Khuda, *God*
L	l	As in English	Lar, *a house*
M	m	As in English	Mol, *father*
N	n	As in English	Nun, *salt*
Ṇ	ṇ	*n* nasal	Nam, *mortar*
P	p	As in English	Posh, *a flower*
Q	q	Arabic ق, pronounced from lower muscles of throat	Banduq, *a gun*
R	r	Pronounced very distinctly	Run, *husband*
Ṛ	ṛ	Urdu ڑ, the tip of tongue turned well up towards roof of mouth	Muṛ, *myrrh*
S	s	As in English	Son, *gold*
Ṣ	ṣ	Arabic ص, much like English *sw*	Qaṣd, *intention*
S̤	s̤	Arabic ث, much like English *s*, with a little of *th* in it	S̤awab, *future reward of virtue*

Letters		*Pronunciation*	*Examples*
Sh	sh	Arabic ش , as in English	Shur, *a child*
T	t	Sanskrit त very soft and dental	Tot, *beloved*
Ṭ	ṭ	Sanskrit ट tongue well turned up towards roof of mouth	Ṭhokar, *a blow*
TS	ts	Sanskrit च *ch*, but pronounced *ts* in Kashmiri	Tsur, *a thief*
T̤	t̤	Arabic ط , harsher than *t*	Khat̤, *a letter*
V	v	As in English	Vir, *a willow*
W	w	A little more of the sound of the *v* in it than in English	Wonun, *to weave*
Y	y	As in English	Yār, *a friend*
Z	z	As in English	Zun, *the moon*
Ẓ	ẓ	Arabic ض , a mixture of *d*, *th*, and *w*	Khizar, *name of a man*
Z̤	z̤	Arabic ظ , much like *tz*	Hifz̤, *memory*
Z̲	z̲	Arabic ذ , much as *z*	Kāghaz, *paper*
Zh	zh	Persian ژ , like *z* in "azure"	Pazhmurda, *faded*[1]

A Grammer of the Kashmiri Language, by T.R. Vede, p. 5. -۱

Letters		Pronunciation	Examples
A	a	Short form as in "adrift"	Bar, *a door*
Ā	ā	Long form as in "father"	Kath, *wood*
A	ä	Peculiar; a short sound from the throat	Zat, *a rag*
E	e	Short as in "met", "let"	Mets, *earth*
Ē	e	Long as in "mare"	Her, *a ladder*
I	i	Short as in "pin", "bill"	Hil, *water-grass*
I	ī	Long as in "police"	Mil, *ink*
O	o	Short as in "hot",	Mol, *price*
O	ô	Long as in "mole"	Mol, *father*
O	o	Modified like the German ö	Dor, *beard*
U	u	Short as in "pull"	Kuh, *who?*
U	ū	Long as in "rule",	Tsur, *a thief*
U	ü	Two forms, one like the German ü in "muhe"	Kuru, *she was made*
U	ú	The other a peculiar lengthened variety	Sutin, *with, by, means, of*
AI	ai	As in English "aisle" or like abroad ö	Aith or Oth, *eigth*
AU	au	Like "ou" in "sound"	Gauv, *he went* [1]

[1] *Kashmiri Made Easy*, by Earnest F. Neve, p. 1.

کشمیری زبان کے حروفِ تہجی کے سلسلے میں ویلڈ کے علاوہ گریرسن اور اشورکول کی آرء کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے ۔ سب سے پہلے ہم کشمیری زبان کے حروفِ تہجی کو لیتے ہیں ۔ اس زبان اور اس کے رسم الخط کے ساتھ ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلم اہلِ علم حضرات اس زبان کی شکل و صورت فارسی اور عربی رسم الخط میں دیکھنا چاہتے ہیں ۔ دوسری طرف اہلِ ہنود جو اس زبان کو ابتداء ہی سے بولتے چلے آرہے ہیں ، اس کے رسم الخط کو شاردا اور دیوناگری رسم الخط میں لکھنا یا دیکھنا چاہتے ہیں ۔ سب سے مشکل مسئلہ مصوتوں یا حروفِ علت (vowels) کا ہے اور کشمیری زبان میں حرکات و سکنات اور مصوتے بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں ۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کشمیری زبان کو فارسی رسم الخط میں استحکام ہے اور فارسی رسم الخط اور حروفِ تہجی اس کے لیے ادبی اور معیاری ثابت ہو سکتے ہیں ۔ کشمیری زبان اور اس کے حروفِ تہجی کے بارے میں جو کچھ گریرسن نے لکھا ہے ، ہم اس کو مقدم سمجھتے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

> "Kashmiri use three alphabets for writing their language. Hindus as a rule employ either the Sarada or the Nagari character, and Musalmans the Persian. The spelling of Kashmiri words written in the Persian characters has the advantage of being fairly constant, but the alphabet is quite unsuited for illustrating the complicated vowel sounds of the language. I have therefore decided not to use it except in the case of words borrowed from the Persian. Even such words when forming part of the Hindu vocabulary, and evidenced as such by being included in the Pandit's slips, are also written in Nagari. As for the Sarada character, no types are available, nor, as a rule, are European students familiar with it, and I have therefore written all words not purely Musalman in Nagari. But in this case another difficulty has arisen. No two Hindus spell Kashmiri alike in that form of script.

The following is the order of the vowels, when appearing in different words of which the consonantal skeleton is the same :

a, ӑ, ȧ, a̤, ā, ā̤ : ai : au : ĕ, ĕ, ẹ̆, ē̆, ē : ĭ, i, ī :

o, ŏ, ọ̆, ŏ̆, o, ō, ō̤, ö : u, u, ū, ü, ü, ǖ.

Anunasika is represented by ˜, and does not affect the order of words. *Anusvara* is represented by m or n, according to pronunciation. The Sanskrit vowels *ṛa* ऋ and *ṛ̌e* ॠ are arranged among consonants under *r*, with which in writing they are quite commonly confounded.

The following is the order of the consonants :

b, c (ch) d and ḍ, f, g, h, j, k (kh), l, m, n, ñ, p (ph), r, s (sh), t (th) and ṭ (ṭh) ts (tsh), v, (or w), y, z.

But the following points must be noted. The aspirates ch, kh, ph, th and ṭh and also the sibilant sh, appear in their English alphabetical order. Thus ch comes between cg and cj, and sh, between sg and sj, (vowels being neglected as usual).

The letter n represents the Arabic ن and the Nagari न It also represents (in Kashmiri words) the Nagari ङ ञ and ण when these are compounded with another consonant of the same class. Thus ङ्ग nga, ञ्ज

nca, ण्ट nta The letters ङ and ञ occur in Kashmiri only in such circumstances. They never, except inpandits' 'learned' spelling, stand alone In quoting Sanskrit words the usual transliteration (na, ña, and ṇa) is, of course, observed. When the Nagari letter ञ stands alone in a Kashmiri word it nearly the sound of ny and is represented in Persian character by ڽ. In this dictionary it is represented by ñ, as in ब्यञ्न bene. This n is not classed for purposes of alphabetical order with n, but comes after it as a distinct letter. This is rendered necessary by the fact that many people actually represent ñ by ny, and to class it with n would cause great confusion On the other hand, for the purpose of alphabetical order, d and ḍ are classed the same letter, and so are t (including th) and ṭ (including ṭh). The letter v and w are for the purpose of alphabetical order treated as the same letter.

The letter sh represents the Persian ش, and also two distinct Nagari (or Sarada) letters viz श and ष .Of the two latter, ष is merely a grammarian's figment, used by some pandits in writing words derived from Sanskrit words containing it. Thus such persons write posh, a flower, पोष not पोश because it is derived from पुष्पं in Kashmiri श and ष are both pronounced

sh, as in, 'Shine' and there is no danger in representing them both in the roman character by, sh, as the Nagari spelling is also given in every case To write s and ṣ would only puzzle those who read text edited on the usual system of representing the sound by sh In transliterating Sanskrit words I of course retain the customary ś and ṣ. The character **ts** is an innovation. It represents the affricative sound of c represented in Nagari by च and in Persian character by چ, which is very common in Kashmir, and other Languages of North-Western India.[1]

گریرسن نے متذکرہ حوالے میں کشمیری زبان کے ۳۰ مصوتے بتائے ہیں جس سے یہ زبان مشکل بنتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ٹی آر ویڈ (T. R. Vede) نے جو تعداد (تیرہ) بتائی ہے وہ درست ہے کیونکہ اس کی توثیق
۲
محی الدین حاجنی بھی کرتے ہیں ۔ " اَ ا اُ آ اَ اُ اِ ۷ ۸ ژ ای اے اِق اِو "

لیکن جب عبدالاحد آزاد کی رائے سامنے آتی ہے تو یہ تمام آراء ماند پڑ جاتی ہیں کیونکہ آزاد کی رائے کشمیری زبان کے بارے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ مصوتوں کی تعداد اس طرح بنتی ہے ۔ جیسے "اَ آ اُ اُ ا ی ژ اُ اژ اِق او اِع " ۳ ویڈ کی توثیق پروفیسر محی الدین حاجنی کرتے ہیں لیکن اس سلسلے میں عبدالاحد آزاد کی رائے اور بھی مستحکم ہو جاتی ہے ، جب ہم ارنسٹ ایف نیو (Ernest F. Neve)

۱- *A Dictionary of Kashmiri Language*, compiled partly from materials left from late Pt. Isvara Kauls, by George A Grierson, p. 10.

۲- "کانشر شاعری" ، از محی الدین حاجنی ، ص ۳ ۔

۳- "کشمیری ادب اور شاعری" ، از عبدالاحد آزاد ، حصہ اول ، ص ۳۲ ۔

کی رائے دیکھتے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

> "The vowels are a, e, i, o, u, and the dipthongs ai and au Each of the vowels has three : forms a very short, a short, and a long form "[1]

اس طرح آزاد کی تعداد درست ثابت ہوئی ۔ یہاں مصوتوں کا ذکر ہم نے اس لیے چھیڑا ہے کہ حروفِ تہجی سے ان کا گہرا تعلق ہے اور ان مصوتوں کی بدولت ہی ہم کشمیری زبان کو بہتر طریقے سے لکھ پڑھ سکتے ہیں ۔ کشمیری زبان کے مصوتوں کے بعد اس زبان کے مصمتے آ جاتے ہیں ۔ یہ تقریباً وہی ہیں جو اردو زبان میں پائے جاتے ہیں ۔

ہم نے کشمیری زبان کے تمام ماہرینِ لسانیات سامنے رکھے ہیں یعنی اشور کول ، گریرسن ، ٹی آر ویڈ ، پروفیسر محی الدین حاجنی ، ارنسٹ ایف نیو ، عبدالاحد آزاد اور اس کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کشمیری زبان میں اگر Ts ژ اور Tsh ژھ کو فارسی ژ اور ژھ میں بدستور استعمال میں لایا جائے ، ڹ کو ن کی آور اور شکل میں ہی استعمال میں لایا جائے تو تعداد وہی اردو کی یعنی ۳۵ ہی رہے گی اور یہی درست ہے ۔ چنانچہ کشمیری زبان دان کشمیری زبان کو اردو رسم الخط میں ہی لکھتے ہیں ۔ لہٰذا اردو کے حروفِ تہجی اور کشمیری زبان کے حروفِ تہجی شکل و شباہت کی رو سے ۳۵ ہیں ۔ پروفیسر حاجنی نے یہ مصمتے بتائے ہیں :

' ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ

ع غ ف ق ہ کھ ک گ ل م ن و ہ ھ ۂ ی ۔"[2]

لیکن یہ تعداد صحیح نہیں ہے کیونکہ مخصوص مصمتوں ژ اور ژھ اور ڹ کا تو حاجنی صاحب نے ذکر ہی نہیں کیا ہے ۔ جب کہ گریرسن نے کشمیری زبان کے مخصوص حروف ڹ ژ اور ژھ بتائے ہیں ۔

کشمیری زبان کے بعد آئیے اب ہم اردو کی طرف آتے ہیں ۔ اردو زبان کے بارے میں منشی چرنجی لال دہلوی مصنف رسالہ

۱- *Kashmiri Made Easy*, by Earnest F. Neve, p. I.

۲- "کانشر شاعری" ، از پروفیسر حاجنی ، ص ۱ ۔

"ہندوستانی فیلولوجی" (علم اللسان) مؤلف اُردو زبان کی تاریخ و ہندوستانی مخزن المحاورات لکھتے ہیں :

"اُردو زبان کی الف بے پے تے میں (ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی) پینتیس حروف ہیں ۔ اس میں اب ۳۵ حروف داخل ہیں جن میں سے چار (پ چ ژ گ) خاص عجمی ہیں اور آٹھ (ث ح ص ض ط ظ ع ق) خاص تازی ہیں اور تین (ٹ ڈ ڑ) خاص ہندی یا ناگری ہیں اور باقی کے حروف ایسے جو فارسی عربی دونوں میں آتے ہیں ۔"[1]

ہمیں اُردو کے حروفِ تہجی کی تعداد ۳۵ معلوم ہوئی لیکن منشی چرنجی لال نے تعداد ۳۵ بتائی ہے ۔

انشاء اللہ خاں انشاء لکھتے ہیں :

"اس کے حروفِ تہجی کی تعداد زیادہ ہے ۔ فصحاء اور محققوں کے نزدیک یہ تعداد ۵۰ ہے ۔ عوام اور تحقیق سے بے واسطہ لوگ ۹۵ قرار دیتے ہیں ۔"[2]

انشاء اللہ خاں نے یہ تعداد مخلوط اور مرکب آوازوں کے تمام امکانات کو سامنے رکھ کر لکھی ہے ورنہ عام متداول فہرستوں میں حروف مخلوط بہ ہائے ہوز (بھ، پھ) کو بھی شامل نہیں کرتے جیسا کہ لغات میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے ۔ ہم اعتدال کے ساتھ چلنے کے متمنی ہیں ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :

"اُردو کی وہ بنیادی آوازیں جو معنی کے فرق کو قائم رکھنے میں مدد دیتی ہیں ، یہ ہیں :

َ ا ِ ی ُ او ٖ ے ٰ و ً و

۱۔ رسالہ "ہندوستانی فیلولوجی" ، از منشی چرنجی لال ، مقدمہ ص ۳ ۔
۲۔ "دریائے لطافت" ، از انشاء اللہ خاں انشاء ، اُردو ترجمہ ، ص ۸ ۔

مصمتے = پ ت ٹ چ ک ق ب د ڈ ج گ بھ تھ ٹھ چھ کھ بھ
دھ ڈھ جھ گھ م ن ف س ش خ ہ و ز ژ غ ل ی
ر ڑ ۔''[1]

مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں :

''اردو زبان میں کل حروفِ تہجی ۵۰ ہوتے ہیں ۔''[2]

لیکن رھ ، ڑھ ، لھ ، مھ ، نھ پانچ حروف نکل کر باقی درست تعداد ۴۵ ہی بنتی ہے ۔

منشی چرنجی لال بڑی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں :

''اردو کی کامل الف بے تے یہ ہے : ا ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ذ ر ڑھ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک کھ گ گھ ل م ن و ہ ی ۔ پس ان حروف سے لفظ بنتے ہیں اور لفظوں سے زبان پیدا ہوتی ہے ۔''[3]

ہر زبان کے اصوات کے اپنے اصول ہوتے ہیں اور زبان کا لسانی تجزیہ کرکے انہیں معلوم کیا جا سکتا ہے ۔ تعلیم زبان کے ابتدائی اسباق اگر ان اصولوں کی روشنی میں تیار کرائے جائیں تو اسے تمام صوتیاتی جوڑوں کی مشق کرنے سے تلفظ پر عبور حاصل کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے اور آسانی بھی پیدا ہو سکتی ہے ۔

مولوی عبدالحق کے مطابق سادہ آوازوں کو تحریری علامتوں میں لانے کا نام حروف ہے ۔ ہجا میں حروف کی آواز اور ان کی حرکات و سکنات سے بحث کی جاتی ہے ۔ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی لکھتے ہیں :

''وہ تحریری شکلیں جو حدِ امکان تک آواز کی پوری نمائندگی کریں اور ان میں مزید اختصار کی گنجائش نہ ہو ، انہی کے مجموعے کو حروفِ تہجی کہتے ہیں ۔''[4]

۱۔ ''اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو'' ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، ص ۲۵ ۔
۲۔ ''قواعدِ اردو'' ، از مولوی عبدالحق ، ص ۲۸ ۔
۳۔ ''ہندوستانی فلولوجی'' ، از منشی چرنجی لال ، مقدمہ ص ۳ ۔
۴۔ ''کیفیہ'' ، از برج موہن دتاتریہ کیفی ، ص ۹۲ ۔

بس وہ آوازیں جو معنوی طور سے ممتاز ہوں، فونیم (phoneme) کہلاتی ہیں۔

پروفیسر مرزا مقبول بیگ بدخشانی اُردو حروفِ تہجی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اُردو حروفِ تہجی ایہہ نیں ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ء ی ے بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ۔ گنتی وچ ایہہ حروفِ تہجی صرف ۵۰ نیں۔ ایناں وچ ہمزہ نوں تہجی وچ شامل کرنا ٹھیک نہیں۔ ہمزہ کوئی الگ حرف نہیں۔ اے صرف ای، و دے نال اوندی اے۔''[۱]

ان حروف میں رھ ڑھ لھ مھ نھ خاص اُردو کی ہیں۔ جیسے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

''اُردو میں رھ زھ لھ مھ کھ نھ کی آوازیں بھی ہیں، ہندی میں ان آوازوں کے لیے کوئی حرف نہیں۔ مثالیں ان کی یہ ہیں: تیرھواں، کولھو، تمھارا، ننھا۔ اس حساب سے اُردو زبان میں کل حروفِ تہجی ۵۰ ہوتے ہیں۔''[۲]

مذکرہ دلائل اور حوالوں کی رو سے اُردو، کشمیری، ہندی، عربی، فارسی الف ب تے اس طرح بنتی ہے:

اُردو: ا ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ ر ڑ ڑھ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک کھ گ گھ ل م ن و ہ ی ے۔ تعداد ۴۵۔

فارسی: ا ب ت ث ج ح خ ذ ذ ر ز ژ س ش ع ف ک گ ل م ن و ہ ی۔ تعداد ۲۴۔

۱۔ ''قواعد پنجابی''، از مرزا مقبول بیگ بدخشانی، ص ۱۹۔
۲۔ ''قواعد اُردو'' از عبدالحق، ص ۳۸۔

عربی: ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ی ے۔ تعداد ۲۸ -

ہندی:

अ आ इ ई उ ऊ ए ऐ ओ औ अं अः

क ख ग घ ङ च छ ज झ ञ

ट ठ ड ढ ण त थ द ध न

प फ ब भ म य र ल व

श ष स ह

کشمیری: ا ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ ذ ر ڑ ژ ژھ ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک کھ گ گھ ل م ن و ہ ی ے ں ژ ژھ یعنی Ts اور Tsh۔

لیکن گر ں کو ن ہی گردانا جائے اور ژ، ژھ کو فارسی ژ ہی سے استعمال کیا جائے تو تعداد ۴۵ بنتی ہے۔

ژ کو جیسے کہ ٹی آر ویڈ لکھتے ہے، اس طرح تلفظ کریں گے:

"Ch (Ts) Tsath. disciple Sanskrit, ch, but pronounced Ts in Kashmiri."[1]

اور محی الدین حاجنی اس کا تلفظ اس طرح بتاتے ہیں:

"ژ- ژم - ژالن - ژونگ - ژھوٹھ - ژ ھل -"[2]

۱- "کشمیری گرامر"، از ٹی آر ویڈ، ص ۷ -

۲- "کانشر شاعری"، از پروفیسر محی الدین حاجنی، ص ۱ -

اس لفظ کے بارے میں گریرسن نے کہا ہے ، اس کو کشمیری زبان میں چ کی شکل میں یعنی چ کو تین نقطوں سے پُر کرنے کی جگہ چار نقطوں سے پُر کیا جاتا ہے جیسے وہ لکھتے ہیں :

> "The letter Ts, as its form indicates, is pronounced like English Ts in catsup It is represented in the Persian character by ڇ. Its aspirate is Tsh, which must be pronounced as ts+h (as in cat's head) not as T+sh (as in cat—shark)."[1]

گریرسن نے جو شکل Ts اور Tsh کی بتائی ہے ، وہ چ ہے لیکن موجودہ ماہر لسانیات حاجنی صاحب نے مندرجہ بالا لفظ ژم (چمڑا) ژونگ (دیا) میں استعمال کیا ہے تو اس کی شکل فارسی ژ کی ہی بتائی ہے اور شکل و شباہت میں یہ حرف اسی طرح لکھا جاتا ہے ۔ خود عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

> جیسے عربی کے حروف ہجی اور فارسی کا ر کشمیری رسم الخط میں بہت حد تک استعمال کیا جا رہا ہے ۔ کیونکہ لوگ حروف کی آوازوں کو سمجھنے کے اہل نہیں ہیں ۔"[2]

پس کشمیری زبان کی ابجد یا حروف تہجی وہی بنتی ہے جو اُردو کی ہے ۔ جس طرح اُردو زبان مختلف زبانوں کی مدد سے پروان چڑھی ہے ، یہی حالت اس زبان کی ہے اور اس کے حروف جب ہم دیکھتے ہیں تو وہی نظر آتے ہیں جو اُردو میں ہیں ۔ فرق صرف تلفظات کا ہے جیسے کہ میں نے عرض کی ہے ژ کی شکل وہی فارسی زبان والی ہے لیکن تلفظ کشمیری زبان میں موقع اور حالت کے تحت مختلف بنتا ہے ۔

۱- *A Manual of the Kashmiri Language*, by George A. Grierson, Vol. I, p. 14.

۲- ''کشمیری زبان اور شاعری'' ، از عبدالاحد آزاد ، ص ۳۳ ۔

عربی اور فارسی زبان کے حروف :

کشمیری زبان پر شاردا اور دیوناگری رسم الخط بدلنے کے بعد فارسی اور عربی رسم الخط اختیار کرنے سے ظاہر ہے اس پر عربی اور فارسی زبان کے اثرات پڑے اور اس طرح اس زبان نے عربی اور فارسی زبان کے حروف تہجی کو بھی اپنا لیا۔ اس آسانی کے لیے کہ کشمیری زبان میں حروف کے تلفظات کیا ہیں، ہم رومن ہیئت (roman character) میں حروف تہجی لکھتے ہیں تاکہ تلفظات کا مخصوص طریقہ واضح ہو سکے جو مختلف عربی اور فارسی حروف یا سنسکرت حروف کا بنتا ہے۔ اس سلسلے میں ریورنڈ ٹی آر ویڈ کے حوالے ملاحظہ ہوں :

"E Arabic as in Aql, *wisdom*, B Arabic as in bar (بر), ch Persian church D, Sanskrit as in Dard (درد), ḍ Sanskrit as in Dore (ڈور) rope, F Persian as in Farash (فرش), G Persian as in Gul (Flower), H Arabic as in Hindu, J Arabic as in Jawan, (جوان) K Arabic as in Kan (کان), L Arabic as in Loge (لوگ), M Arabic as in Mohammad (محمد), N Arabic Nun (نون) salt, N nasal Arabic as in Niam, P Persian as in Posh (پوش), Q Arabic as in Banduq (بندوق), R Arabic as in Reb (رب), Ṛ urdu (اردو), Mar (مڑ), S Arabic as in Sona (سونا), S (صنم), Arabic as in Qusad (قصد), Ṣ (ث) Arabic as in Sawab (ثواب), Sa Arabic as in Sharif (شریف), T Sanskrit as in Tape record (ٹیپ ریکارڈ), T (ٹھ) Sanskrit as in Thoker (ٹھوکر), Ts Sanskrit ch but pronounced Ts in Kashmiri as in Tsur (ژور) a Thief, T Arabic (ط) as in Khat (خط) a letter, V Arabic as in Waham (وہم), V and W one and the same, Y Arabic as in yar, Z (ذ ز ظ ض) as in (کاعد), Arabic, Z Arabic (حافظ) as in Khiser (خضر) Arabic as in Hafiz, Z Arabic as in Kagaz. Zh, Persian (ژ) as in pazhmurda *faded*."[1]

۱- *A Grammer of the Kashmiri Language* by T. R. Vade, p. 5-7.

متذکرہ حروف میں عربی ، فارسی ، کشمیری ، سنسکرت سب ہی الفاظ شامل ہیں ۔ اب ان میں عربی اور فارسی کے کون سے حروف ہیں ، ان کے بارے میں ٹی آر ویڈ لکھے ہیں :

"H (ہ) Q (ق) S (ص) S (ث) T (ط) Z (ض) Z (ظ) are peculiar to Arabic Z to Persian (ژ) Ts to (ژ) Kashmiri Gh (غ) Kh (خ) Z (ذ) Z (ط) to Arabic and Persian T (ط) D (ڈ) R (ر) (ڑ) are Indian. P (پ) Ch (چ) and G (گ) are Persian and Indian but not Arabic and the remaining letters are common."[1]

اُردو زبان اور کشمیری زبان کے حروف تہجی کی تعداد یکساں ہے ۔ جیسا کہ "ہفت زبانی لغت" کے مرتبین بھی لکھتے ہیں :

"کشمیری زبان کے حروف تہجی ایک ہیں ۔ رسم الخط بھی ایک ہے ۔ الفاظ بھی زیادہ تر مشترک ہیں ۔"[۲]

پس کشمیری زبان میں جو عربی اور فارسی کے حروف تہجی ہیں وہی اُردو میں ہیں ۔ ٹی آر ویڈ صاحب کی فاضلانہ تحقیق کے تحت اس زبان میں (کشمیری زبان میں) ح ق ص ث ط ض ظ ع مخصوص عربی حروف ہیں ۔ اس کے بعد غ خ و ز عربی ہیں ۔ ژ پ بھ چ اور گ فارسی اور ہندی کے ہیں اور بھ ٹھ ڑ ڑھ کھ گھ ہندی الفاظ ہیں اور Ts تلفظ ر کشمیری ۔ باقی ماندہ حروف عام ہیں ۔ بقول مولانا محمد حسین آزاد :

"عرب اور فارس کے منہ ور گلے میں تھ ٹ ٹھ دھ ڑ کھ گھ وغیرہ آوازیں نہیں اور خاک ہندوستان کی زبانوں میں خ ذ ز ص ض ط ظ ع غ ف ق کی آواز نہیں ۔ جب کوئی ایسا حرف ہندی یا سنسکرت میں آ جاتا ہے تو حرف مذکور دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے ۔"[۳]

۱۔ *A Grammer of the Kashmiri Language* by T.R. Vede, p. 7.

۲۔ "ہفت زبانی لغت" ، مرتبین اشفاق احمد ، محمد اکرام چغتائی ، فضل قادر فضلی ، ص ۳ ۔

۳۔ "سخندان فارس" ، از محمد حسین آزاد ، ص ۴۹ ، ۵۰ ۔

پس متذکرہ دلائل کی رو سے ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ی تمام حروف عربی ہیں اور فارسی کے خاص حروف پ ژ چ گ خاص حروف عجمی کہلائے جاتے ہیں جیسے کہ منشی چرنجی لال کہتے ہیں :

''فارسی کے الف بے ت میں ا ب پ ت ج چ خ د ذ ر ز ژ س ش غ ف ک گ ل م ن و ہ ے میں ۳۲ حروف ہیں ۔ ان میں سے چار حروف پ چ ژ گ خاص عجمی حروف ہیں جن الفاظ میں یہ حروف پائے جاتے ہیں وہ خاص فارسی کے الفاظ سمجھے جاتے ہیں ۔[1]''

بس ۴۵ کشمیری زبان کے حروف تہجی میں ۲۸ عربی یعنی جو عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں ملتے ہیں اور ۴ خاص فارسی جیسے کہ منشی چرنجی لال نے متعین کیے ہیں ۔ کشمیری زبان کے حروف تہجی کی تعداد ۳۲ بنتی ہے ۔ ان میں خاص ۲ عجمی حروف ژ اور ڈ کا اضافہ کرنے سے اور ۱۱ ہائے مخلوط جو ہندی میں مروج ہیں کے مزید اضافے سے تعداد اُردو کے برابر ۴۵ حروف تہجی بنتی ہے ۔

ہم نے کشمیری حروف تہجی چ Ts کو فارسی حرف تہجی ژ کی ہی صورت میں رکھا ہے اگرچہ گریرسن نے اس حرف ج کو تین نقطوں کی بجائے چار نقاط سے پر کرکے حروف تہجی میں اضافہ کیا ہے لیکن دیکھنے میں یہی آیا ہے در تمام ماہرین لسانیات کشمیری زبان ژ کو ژ کی ہی صورت میں لکھتے ہیں ۔ اس کے بارے میں عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں :

''حروف تہجی اور فارسی کا ر کشمیری رسم الخط میں بہت حد تک استعمال کیا جاتا ہے ، کیونکہ لوگ حرفوں کی آوازوں کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے ۔[2]''

بہرحال اگر عام لوگ کشمیری حروف تہجی کے تعلقات سے واقف نہ

۱۔ ''ہندوستانی فلولوجی'' ، از منشی چرنجی لال ، مقدمہ ص ۴ ۔

۲۔ ''کشمیری زبان اور شاعری'' ، از عبدالاحد آزاد ، حصہ اول ، ص ۳۳ ۔

بھی ہوں جیسے کہ تمام زبانوں میں عام لوگ ان زبانوں کے تلفظات سے آشنا نہیں ہوتے پھر بھی اہل ادب اور ماہر لسانیات نے ژ کو ژ کی شکل میں ہی لکھا ہے ۔ پروفیسر محی الدین حاجنی کو دیکھیے ژ کو کس طرح اور کس شکل میں استعمال میں لاتے ہیں :

''ژل ، ژم ، ژور ، ژونگ بمعنی چمڑی ، چلنا ، چور ، دیا۔''[1]

فی الحال ہمیں کشمیری زبان کے اصلی حروف تہجی کے تذکرے سے غرض نہیں ۔ مقصود ہمیں عربی اور فارسی زبان کے حروف تہجی سے ہے جو کشمیری زبان میں مستعمل ہیں ۔ یہ حروف تہجی مندرجہ ذیل ہیں :

''ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ی اور فارسی کے خاص حروف جو عربی زبان میں نہیں آ سکتے اور کشمیری زبان میں مستعمل ہیں یعنی پ چ ژ گ ہیں ۔

مشترک ہندی حروف :

قدیم ہندوی بولیاں جو پراکرت یا عوام کی بولیوں کے نام سے مشہور ہیں اُردو یا ہندی کی اصل ہیں ۔ اصل ہندی یا اُردو جداگانہ زبانیں نہیں بلکہ ایک ہی زبان کے دو نام ہیں ۔ ہندی یا اُردو کا تعلق سنسکرت سے ویسا ہی ہے جیسا کہ یورپ کی موجودہ رومنی السنہ کا لاطینی سے ۔ سنسکرت کا تعلق جن زبانوں سے ہے یا جو زبانیں اس سے متاثر ہیں ان کی تفصیل یہ ہے ۔

سندھی ، پشتو ، گجراتی ، مرہٹی ، ہندوی ، اُڑیا ، کشمیری اور بنگالی وغیرہ ۔ ان سب میں ہندوی بہ لحاظ قدامت اور اہمیت کے سب سے زیادہ فوقیت رکھتی ہے ۔ یہ ابتداء ہی سے دوسری زبانوں سے متاثر ہوتی رہی ۔ مسلمان جو شمال کی طرف سے اس ملک میں آنے شروع ہوئے ہندوی کو اپنی زبان سے متاثر کیے بغیر نہ رہے اور یہ اثرات جس صورت میں مترتب ہوئے آج اُردو یا جدید ہندی کی شکل میں دیکھا جا سکتا ہے ۔

۱۔ ''کاشر شاعری'' ، از محی الدین حاجنی ، ص ۱ ۔

اس وقت ہم نے مشترک ہندی حروف کے بارے میں بحث چھیڑی ہے ۔ یہ بات عیاں ہے کہ اُردو اور کشمیری زبان کا رسم الخط ایک ہے ۔ دونوں زبانوں کے حروف تہجی بھی یکساں ہیں ۔ اُردو میں جو عربی ور فارسی کے حروف مستعمل ہیں وہی کشمیری زبان میں بھی مروج ہیں ۔ بس کشمیری ز،ن جو سنسکرت سے متاثر ہے وہی ہندی کے حروف اپنے اندر سمو چکی ہے جو اُردو میں جذب ہوئے ہیں ۔ ہندی کے خاص حروف مولانا زین العابدین کے حوالے کے مطابق اس طرح ہیں :

"ہندی کے خاص حروف یہ ہیں ٹ ڈ ڑ جو عربی یا فارسی زبانوں کے حروف میں شمار نہیں ہو سکتے اور حرف ڑ ہندی کے کسی لفظ کے شروع میں نہیں بولا جاتا ۔ باقی پندرہ حروف ملو ن آواز والے بھی ہندی کے لیے خاص ہیں ۔ عربی میں تو آتے ہی نہیں ۔ اور فارسی میں اکا دکا ، شاذ و نادر ہی اگر آ گئے ۔ ویسے نہ آنے کے برابر ہیں ۔"[1]

اس طرح چرنجی لال ، گوپی چند نارنگ اور مولوی عبدالحق نے جن عربی الفاظ کی نشاندہی کی ہے یعنی ث ح ذ ص ض ط ظ ع ق جو خاص عربی حروف ہیں ، ہندی یا فارسی لفظوں میں نہیں آتے ۔ فارسی اور عربی کے مشترک حروف ز خ یہ دونوں ہندی میں نہیں آتے ۔ فارسی کا خاص حرف ژ ہے جو عربی یا ہندی میں نہیں آتا ۔ فارسی اور ہندی کے مشترک حروف پ چ گ ڈ ڈ ژ ٹ ایسے حروف ہیں جو عربی میں نہیں آتے ور باقی ہندی کے حروف پ چ ک ڑ ژ ٹ کشمیری اور اُردو زبان میں برابر مشترکہ طور پر مستعمل ہیں ۔ ہندی میں جتنے حروف ہیں یا جو بھی حروف تہجی اس زبان میں مستعمل ہیں سب ہی کشمیری زبان میں مروج ہیں جس طرح منشی چرنجی لال نے کسی زمانے میں اپنی رائے دی تھی کہ کچھ حروف کے ساتھ (ھ) کو ملا کر حروف کا درجہ دے کر ہندی زبان کو لکھنے پڑھنے کے لائق بنایا جائے ۔ چنانچہ آج ہمیں اُردو زبان یا ہندی زبان ان حروف سے ملبوس ملتی ہے جن کے بارے میں وہ لکھتے ہیں اور دونوں زبانوں میں کشمیری اور اُردو کی لکھت پڑھت آسان ہو چکی ہے ۔

۱۔ "آئین اُردو" از مولوی محمد زین العابدین ، ص ۲۲ ، میرٹھ نامی پریس ۱۹۲۶ء ۔

چرنجی لال رقم طراز ہیں :

''اردو کی الف بے تے میں ۳۵ حروف ہیں جن میں آٹھ ث ح ص ض ط ظ ع ق خاص تازی اور تین ٹ ڈ ڑ خاص ہندی یا ناگری ہیں اور باقی کے حروف ایسے ہیں جو فارسی عربی دونوں میں آتے ہیں اور اگرچہ اردو الف بے تے کے اور ہندی کی چند اور آوازیں بھی جن کو اردو والے دو حرف ملا کر اپنے ہاں لکھتے ہیں اور تلفظ ایک ہی حرف کا کرتے ہیں لکھے جانے لگے ۔ اگر ان کو اردو الف بے تے کے اندر داخل کر دیا جائے اور ان کا نام ایک تلفظ کے موافق رکھا جائے اور ان کو ان کی ہر ہلکی آواز کے بعد جگہ دی جائے تو طالب علموں کو ہندی الفاظ کے ہجے کرنے اور ان کے لکھنے میں بڑی آسانی ہو جائے ۔ جس طرح حروف ت د ر کے اوپر حرف صرف ط بڑھانے سے یہ تین نئی ہندی آوازیں ٹ ڈ ڑ بنی ہیں اسی طرح اب بھی ب پ ت ٹ ج چ د ڈ ڑ ک گ حروف کے ساتھ دو چشمی ھ لگا کر گیارہ نئے حروف بنا کر اردو میں داخل کرکے ہندی آوازوں کو پڑھنے میں آسانی ہوگی ۔''[1]

ہی مُتذکرہ دلائل اور بحث کے پس منظر میں ٹ ڈ ڑ بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ ۔ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ ایسے حروف ہیں جو ہندی کی آوازیں ہیں اور دونوں زبانوں میں مشترک ہیں ۔

کشمیری حروف کی تشکیل :

تحریر کا ارتقاء عجیب و غریب ہے ۔ اول اول انسان نے بول چال کے لیے اشاروں سے کام لیا ۔ اس کے بعد کچھ ایسی آوازیں اور علامتیں مقرر کیں جس کے ذریعے سے وہ ایک دوسرے کی باتیں سمجھ سکے ۔ حالات اور ضرورت نے مدت کے بعد تصویروں کے ذریعے اظہارِ خیالات کی تدبیر سمجھائی لیکن ان تصویروں سے غلطی یا غلط فہمی کا بڑا اندیشہ لگا ۔ ایک وقت ایسا آیا کہ تصویر آواز کی قائم مقام ہوگئی ۔ جب ہم کسی عبارت کو پڑھتے ہیں تو اس کے الفاظ کے ایک حرف کو دیکھ کر نہیں پڑھتے جیسے ہم کسی تصویر کو دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں بلکہ ہمیں پورے

۱۔ ''ہندوستانی فائولوجی'' ، از منشی چرنجی لال ، مقدمہ ص ۹ ۔

لفظ کو فوراً پڑھنے سے لفظ کی حالت کا علم ہوتا ہے ۔ جس طرح ہر ملک کے لوگوں کی طبیعت جدا جدا ہے ۔ بعض آوازیں موافق اور بعض متنفر معلوم ہوتی ہیں ۔ مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

''ح ک ہندوستان کی زبانوں میں خ ذ ز ص ض ط ظ ع غ ف ق ک آ ویں نہیں ۔ جب کوئی ایسے حروف والا لفظ سنسکرت یا کسی ہندی زبان میں آتا ہے تو حرف مذکور دوسرے حرف سے بدلا جاتا ہے ۔ جیسے چست چفت میں ، لبلب لالم اور زکش رحت میں ۔''[۱]

کشمیری زبان کے تلفظ کی باریکیوں اور شیرینی کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے ۔ ماہر لسانیات کشمیری زبان عبدالاحد آزاد لکھتا ہے :

''دوسری زبانوں کے مقابلے میں کشمیری زبان کی ایک ور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں گھ جھ ڈھ دھ بھ تھ نہیں ملتے بلکہ اس میں ژ چ ٹ ٹھ ڈ کے لیے چ چھ ژ ت تھ د جیسی ملائم آوازیں موجود ہیں جو زبان کی بول چال کو حروف ہجا کی ملائم آوازوں سے معمور کرکے اس میں شیرینی اور سریلا پن پیدا کر دیتے ہیں ۔ کشمیری زبان کے لیے ایک باقاعدہ اور متفقہ رسم الخط تجویز کرنے کی تحریک سب سے پہلے انگریزوں نے ۱۸۹۸ء میں بنگال ایشیاٹک سوسائٹی قائم کرکے ڈالی ۔ اس تحریک کے بانی رکن سر جارج گریرسن تھے ۔ اور چند ہندو پنڈت دانشوروں نے کشمیری حروف تہجی کا ایک نقشہ اور رسم الخط تجویز کیا ۔ یہ رسم الخط ہندوؤں خاص طور پر پنڈتوں اور انگریزوں کے چند افسروں کی مشترکہ کوششوں سے معرض وجود میں آیا ۔ کشمیری مسلمان جن کا طرز تحریر فارسی رسم الخط میں رہا ہے ، ان کے ذخیرۂ الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ کشمیری کم مگر فارسی الفاظ سے زیادہ تعلق رکھتے تھے ۔ گریرسن لکھتا ہے کہ ہر کشمیری جب تک کہ وہ فارسی زبان سے واقف نہ ہو کشمیری زبان نہیں جان سکتا ۔''[۲]

۱۔ ''سخن دان فارس'' ، از محمد حسین آزاد ، ص ۴۹ - ۵۰ -

۲۔ ''کشمیری زبان اور شاعری'' ، از عبدالاحد آزاد حصہ اول ، ص ۳۴ -

کشمیری زبان لکھنے کے لیے کشمیری ہندو شاردا رسم الخط یا ناگری رسم الخط اختیار کرتے رہے۔ اس کے برعکس مسلمان لوگ فارسی رسم الخط ہی میں لکھتے پڑھتے رہے ہیں۔

جہاں تک شاردا رسم الخط کا تعلق ہے اس کی کوئی صورت ہمارے پاس موجود نہیں اور نہ ہی قانونِ فطرت کے تحت یورپین طالب علم اس سے واقف یا آشنا ہو سکتا ہے۔ مصمتے یا حروف قائم میں چند تبدیلیاں وقوع پذیر ہونا ناگزیر ہے۔ اس لیے پیچیدگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت ہی تجربے کے بعد گریرسن نے فیصلہ کیا کہ وہ رومن رسم الخط کے ذریعے سے کشمیری زبان کو لکھے اور انگریزی مصمتوں (consonants) کے تحت کشمیری زبان کے حروف کو ترتیب دی۔ جہاں تک حروفِ علت یا مصوتوں کا تعلق ہے ان کی ترتیب کشمیری زبان کی لغات میں شامل نہیں کی گئی۔ لفظ چاہے کم، کُم کیُم، کیم، کُمٕ ہو، اس کی ترتیب ک سے ہی ہوگی اور انگریزی K سے یعنی انگریزی رومن رسم الخط میں K ہی میں ہر صورت میں ہوگی۔ ایسی صورت میں جب کئی الفاظ ایک ہی قسم کے ہوں اور تلفظ کا ہی فرق ہو، مصوتوں کو ملحوظِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے حروفِ تہجی میں پہلے مصوتے اور اس کے بعد مصمتوں کی ترتیب عمل میں لائی گئی ہے۔ بعد ازاں اسی لحاظ سے انگریزی حروفِ تہجی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس کے بعد گریرسن حروفِ علت یا مصوتوں کی تعداد بالترتیب بتاتے ہیں:

"حروفِ قائم یا مصمتوں کی ترتیب کشمیری زبان کی اس طرح بتائی ہے:

b, c, ch, d, f, g, h, j, k, kh, l, m, n, n, p, ph, q, r, s, sh, t, th, and the ts, tsh, v (or w) y, z.

لیکن مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے۔ بندشی سادہ ہکار والے حروف یعنی تھ تھ چھ کھ پھ ضمیری حروف ش اپنے انگریزی حروف قائم کی ترتیب میں رومن رسم الخط کے مطابق لائے جائیں۔ اس طرح حرف Ch یعنی چ Cg چگ Gj چگھ اور ش Sh ش ک اور ش کھ شکھ کے مابین استعمال میں نہیں آتے۔ جس طرح چھ کھ پھ ش اور تھ ٹھ چھ انفرادی طور پر الگ الگ

فارسی حروف یا ناگری رسم الخط میں استعمال ہوتے ہیں ،
اس طرح انگریزی یعنی رومن رسم الخط میں Sh, Th, Ths, Ph,
Kh, Ch یہ حروف مستعمل نہیں ہو سکتے جب کہ ان کا انفرادی

حروف میں ادغام کیا گیا ہے ۔ انگریزی حرف N ناگری ऩ

اور عربی ''نون'' کو ظاہر کرتا ہے اور کشمیری لفظ 'نون' کو
بھی ظاہر کرتا ہے ۔ کشمیری زبان میں ny اور Nasal یعنی
'نون غنہ' بھی موجود ہے ۔ Ts ژ اور Tsh ژھ ایک لسانی
تجدید ہے ۔ یہ ضرورت کے مطابق بنائے جاتے ہیں اور گریرسن
کی تجدید ہے ، یہ ناگری میں چھ اور کشمیری زبان میں اور
رسم الخط میں ژ کو ظاہر کرتی ہے ۔ (یہ حرف) کشمیری زبان
میں ہے اور اس کے علاوہ صوبہ سرحد میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔
کشمیری زبان کے یہ حروف ny نر ، چ (ژ) Ts اور Tsh ژھ
خاص ہیں جو صرف کشمیری زبان کی اپنی تجدید ہے اور ان کو
کشمیری حروف پکارا بھی جا سکتا ہے ۔''[۱]

متذکرہ بحث کے پیش نظر اُردو اور کشمیری کے مابین چند حروف
اور مصوتوں کا فرق ضرور ہے ۔ لیکن اُردو اور کشمیری زبان کے درمیان
ہندی الاصل مشترک حروف کا یہ جزوی اختلاف ان کی صورت اور شکل
کا ہے ۔ یہ صورت اور شکل کا فرق یا تمیز چند نقاط کے رد و بدل سے
پیدا ہو گیا ہے ۔ وگرنہ جہاں تک صوتی صرفی و نحوی یا ماخذوں کا تعلق
ہے وہ دونوں زبانوں کا اگر بالکل یکساں نہیں ہے تو بالکل جداگانہ بھی
نہیں اور خاص زیادہ فرق بھی نہیں ۔ ہندی آوازیں دونوں زبانوں نے
اپنائی ہیں اور جہاں تک ان آوازوں کے ہندی الاصل ہونے کا معاملہ ہے وہ
صوتی بھرم باقی رہ جاتا ہے ۔

کشمیری زبان میں یعنی اس کے رسم الخط میں ن ny ، ژ Ts اور
ژھ Tsh چند الفاظ Grammarian نے جن میں گریرسن کا زیادہ ہاتھ ہے ،

۱۔ *A Dictionary of Kashmiri Language*, by G.A. Grierson and Ishvire Koul, page translated into Urdu vii, viii and ix.

وضع کیے ہیں اور یہ اضافہ ان لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے کیا تھا۔ شاید ان کو علم تھا کہ انھوں نے ہمیشہ برِصغیر میں حکومت کرنی ہے اور یورپین طلباء کی سہولت کے لیے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہو۔ وگرنہ عام طور پر کشمیری ماہرِ لسانیات ژ اور ژھ ان دو حروف Tsh, Ts کی جگہ استعمال میں لاتے ہیں اور ن ny کو ن سے ہی پورا کرتے ہیں۔

چند زائد نقطے ایجاد کرکے انھیں دیسی آوازوں کے لیے بنانے کا طریقہ سب سے پہلے فارسی کی دیکھا دیکھی اور اس کی پیروی میں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ لکھتے ہیں:

''اہلِ ایران نے جب اپنی ضرورت کے مطابق عربی رسم الخط سے استفادہ کرنا چاہا تو انھوں نے بھی عربی حروف پر چند نقطوں کا اضافہ کرکے اپنی آوازوں کی کمی کو پورا کرکے نئے حروف ایجاد کیے جیسے 'ب' سے 'پ' بنایا۔ اس طرح 'ب' ہی کے نیچے دو نقطوں کا اضافہ کرکے نیا حرف بنا۔ اور اسی طرح 'ج' سے 'چ' اور 'ر' پر تین نقطوں کا اضافہ کرکے 'ژ' بنایا۔''[1]

اُردو جب پہلے پہل فارسی یا عربی رسم الخط میں لکھی گئی تو یہی طریقہ اختیار کیا گیا۔ یعنی ضرورت کے مطابق اضافہ یا ایزاد حروف میں کیا جیسے کہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں لکھتے ہیں:

''پہلے اُردو میں یائے معروف اور مجہول کے درمیان کوئی امتیاز نہ تھا۔ مخطوطی اور غیر مخطوطی میں بھی کوئی فرق نہ تھا۔''[2]

اس طرح اب کشمیری زبان کے Grammarian نے بھی ایسی کوشش کی ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب ژ اور ن سے کام نکل سکتا ہے اور تمام دیسی کشمیری ماہرینِ لسانیات ایسا کرتے آئے ہیں تو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہم Ts یعنی چ اور Tsh یعنی چھ۔ اور ny نِ کا اضافہ کریں جب ہم اُردو اور کشمیری زبان ایک ہی رسم الخط میں

۱۔ ''جامع القواعد''، از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ص ۱۵۸، مضمون ''اُردو املا کی تاریخ''، ص ۷۔

۲۔ ''جامع القواعد''، از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ص ۱۸۵، مضمون ''علمی نقوش''، ص ۱۷-۱۸۔

لکھتے ہیں اور ان کے حروف بھی ایک ہی جیسے ہیں ، تعداد بھی ایک ہی ہے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان دونوں زبانوں کے حروف علیحدہ ہیں بلکہ سب حروف کی شکل و شباہت ، صورت ، وجاہت ایک جیسی ہے اگر کچھ فرق پیدا کیا گیا ہے تو وہ فرق صرف چند لفاظ کا ہی ہوگا جو کوئی بہت بڑا فرق نہیں ہے ۔

حرکات و علل :

جہاں تک حروفِ علت (ا و ی) اور حرکات مثلاً زبر زیر پیش (بِبَبُ) تنوین (بًبٌ) جزم (ْ) مد و شد (ٓ ّ) کا تعلق ہے اُردو اور کشمیری زبان میں فرق ضرور ہے اور اُردو میں فارسی اور عربی میں یہ یکساں طور پر مستعمل ہیں جیسے کہ گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :

”اُردو کی وہ بنیادی آوازیں جو معنی کے فرق کو قائم رکھنے میں مدد دیتی ہیں ، مندرجہ ذیل مصوتے ہیں :

”َ ا ِ ی ُ او ے ِ ے ُ و َ و ۔“[1]

منشی چرنجی لال نے سُروں کی یعنی حروفِ علت یا مصوتوں کی تعریف اس طرح کی ہے کہ :

”سنسکرت ، ناگری ، فارسی ، عربی ، انگریزی اور اُردو زبانوں میں اصلی تین سُر ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک سُر کے لمبے ہونے یا ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے بقدرِ ضرورت اور سُر بنتے ہیں ۔ چنانچہ سنسکرت یا ناگری میں اصل اور مفرد تین سُر ہیں (اَ اِ اُ) ان کو جوڑنے سے تین لمبے سُر (آ) ، (اِی) (اُو) بنے ہیں ۔ سُروں کی تین قسمیں ہیں ۔ ایک ہرسو سُر (اَ اِ اُ رِ لِ) دوسرے دیرگھ سُر (آ اِی اُو) تیسرے مرکب سُر ہیں (اے آے) ، (اا) ، (او) تفصیل یوں ہے :

اصلی چھوٹے سُر	ہم مخرج لمبے سُر
اَ اِ اُ رِ لِ	آ اِی اُو رِی رِی

۱۔ ”اُردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو“ ، از گوپی چند نارنگ ، ص ۲۵ ۔

ہم جنس آدھے سُر	وِردھی	گُنّ
ی و ر"[۱]	آ آے آو آر	آ اے او ار

شرف الدین اصلاحی کے حوالے سے اُردو زبان کے مصوتوں کی ترتیب و تعداد اس طرح ہے :

"(۱) زبر سب (۲) الف سا (۳) زیر، سِر (۴) یائے معروف تیر (۵) یائے مجہول ے سَیر بر وزن زیر آسودہ شکم سیر (۶) یائے ما قبل مفتوح ۔ ے سیر بر وزن خَیر سَیر و سَیاحت (۷) پیش بر وزن سُر کُر (۸) واؤ معروف و سُو مُو (۹) واؤ مجہول سُو جُو کُو دُو (۱۰) واؤ ما قبل مفتوح دُو سُو ۔ ۔ ۱ دو لَو ۔"[۲]

اُردو میں مصمتوں کی یہ تعداد درست معلوم نہیں ہوتی ۔ کیونکہ منشی چرنجی لال کی تفصیل بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے ابہام پیدا کر سکتی ہے اور شرف الدین اصلاحی حرکات و علل اکہرے دوہرے ۱۰ بتاتے ہیں جب کہ ان کی تعداد مفرد اور مرکب ملا کر گیارہ بنتی ہے ۔ جیسے کہ ڈاکٹر ناموس واضح کرتے ہیں :

"اُردو کے مفرد واول ۹ عدد چھوٹے ۔

چھوٹے واول ـَـ ـِـ ـُـ

لمبے واول مجہول ا ی و

لمبے واول معروف ی و

بہت لمب واول آ اور مرکب واول جن کی تعداد ۲ ہے ۔

مثال : ـَـ مَیلا ـَـ و چوڑا اس طرح سے اُردو کے ۹ مفرد + ۲ مرکب گیارہ واول ہوئے ۔"[۳]

بس اُردو کی حرکات و علل گیارہ ہیں ۔ کشمیری کی پندرہ ہیں ۔ میں

۱۔ رسالہ "ہندوستانی فیلولوجی"، از منشی چرنجی لال، باب اول، ص ۱ ۔

۲۔ "اُردو سندھی کے لسانی روابط"، از شرف الدین اصلاحی، ص ۱۲۷ ۔

۳۔ "گلگت اور شنا زبان"، از ڈاکٹر شجاع ناموس، ص ۱۳۲ ۔

سمجھتا ہوں کہ اُردو میں ان حرکات و علل کا تعین گیارہ درست ہے۔ اُردو میں یہ حرکات و سکنات مستقل حروف کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ تلفظات کو برقرار رکھنے کے لیے ان کا تعین کیا گیا ہے۔

بقول پروفیسر معین الدین:

''حروفِ علت بذاتِ خود مستقل آوازیں نہیں ہیں بلکہ محض اصوات کے لب و لہجے اتار چڑھاؤ میں مدد دیتے ہیں۔''[۱]

گوپی چند نارنگ، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی وغیرہ کی آراء پیش کرنے کے بعد ہم نے ڈاکٹر ناموس سے اتفاق کیا ہے اور اُردو کی حرکت و علل کی تعداد گیارہ متعین کی ہے۔ ہم چرنجی لال کی طویل فہرست کے قائل نہیں ہو سکے اور باقی اصحاب نے اپنی تعداد کو مبہم طریقے سے پیش کیا ہے جب کہ ڈاکٹر ناموس نے مفرد اور مرکب حروفِ علت اور سکنات و حرکات کو مدلل طریقے سے پیش کیا ہے، جو علمی لحاظ سے اُردو میں ضرورت کے لحاظ سے کافی بھی ہیں اور جامع بھی۔

جہاں تک کشمیری حروفِ علت، حرکات و سکنات کا تقاضا ہے ان کا تذکرہ کرنا اہم ہے کیوں کہ بقول سدھیشور ورما:

''کشمیری زبان کی خصوصیت اس کا نہایت پیچیدہ اور لطیف نظام حروفِ علت ہے۔ اس میں ایسے باریک حروفِ علت موجود ہیں جن کے وجود کو صرف بولنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔ سننے والے کو وہ سنائی ہی نہیں دیتے۔ اگر سنائی دیتے بھی ہیں تو سخت کوشش اور توجہ کے بعد۔ اس کے علاوہ صوتیاتی شکلیں ایسی پُر اسرار ہیں کہ ان کی صوتی علامات بھی نہایت مشکل ہیں۔ مثلاً کشمیری اَس، اَس (ہم تھے)۔ اس میں تین حروف علت ہیں اور تینوں کو علامات میں ظاہر کرنا نہایت مشکل ہے۔ دوسرا حروفِ علت یعنی (س) کے بعد زیر ایسا باریک بولا جاتا ہے کہ عام طور پر بولنے والا ہی اس کو محسوس کر سکتا ہے۔''[۲]

۱۔ ''لسانی مطالعے''، از پروفیسر معین امین درانی، ص ۵۵۔
۲۔ ''آریائی زبانیں''، از سدھیشور ورما، ص ۹۱۔

پس انہی وجوہات کی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق السنہ کے ماہر گریرسن صاحب نے حروفِ علت و حرکات و سکنات کی تعداد ۳۰ ظاہر کی ہے۔

"کشمیری میں حرکت و علل : (۱) چِہ ۔ (۲) اَندَرْ ۔ (۳) اَبل ۔
(۴) اَدْوَنْ ۔ (۵) اسْ ۔ (۶) آبْ ۔ (۷) مِیل ۔ (۸) گُور (Gour) ۔
(۹) بتراوُن ۔ (۱۰) بِیہ ۔ (۱۱) تِچھْ ۔ (۱۲) تَرَہْ (Teth) ۔
(۱۳) بیل ۔ (۱۴) اِس ۔ (۱۵) نِشْہ ۔ (۱۶) شِیْن ۔ (۱۷) وَنْ ۔
(۱۸) دُود ۔ (۱۹) گُنْ ۔ (۲۰) چھُپْ ۔ (۲۱) کُنْ ۔
(۲۲) ژوپ (Tsop) ۔ (۲۳) اُوشْ ۔ (۲۴) اس ۔ (۲۵) دوُکُر ۔
(۲۶) کُہہ (Kuh) ۔ (۲۷) ژور (Tsur) چُور ۔ (۲۸) کُرُ ۔
(۲۹) اَن ۔ (۳۰) سات ۔"[۱]

یہ وہ تیس آوازیں ہیں جو کشمیری زبان کی حرکات و علل سے بنی ہیں ، جو گریرسن نے اشور کول کی دستاویزات سے پیش کی ہیں ۔

ٹی آر ویلڈ نے جو مصوتے بتائے ہیں ، وہی گریرسن نے لکھے ہیں ، اور ان مصوتوں کی تعداد بالکل وہی ہے جو ای ایف رنیو پیش کرتے ہیں ۔

ای ایف رنیو مصوتوں کی ترتیب اور تلفظات مختلف الفاظ میں پیش کرتے ہیں جس سے لفظ کے نہ صرف معنی بدل جاتے ہیں بلکہ تلفظ میں ایک انقلاب آفریں تغیر بھی پیدا ہوتا ہے ۔

۱- *A Dictionary of Kashmiri Language*, by Grierson, p. 10.

Letters	Pronunciations	Examples
a	"adrift"	Bar, *a door*
â	"father"	Ar, *mercy*
ä	a sound from the throat	Zat, *a rag*
e	met, let	Bene, *sister*
ē	as in mare	Tser, *delay*
i	Pin,	Hil, *water grass*
i	Police	Shin, *snow*
o	in hot	Mol, *price*
ô	long as in	Mole, *father*
ö	modified as in German o	Dor, *beard*
u	as in pull	Kuh, *who*
ū	as in rule	Tsur, *a thief*
u	as in "muhe"	Kuru, *she was made*
û		Sutin, *with*
ai	as in "aisle"	Aith, *eight*
au	like ou in sound	Gauv, *he went* [1]

مصوتوں کی جو تعداد ، ٹی آر ویڈ اور ای ایف نیو بتاتے ہیں پروفیسر محی الدین حاجنی کم و بیش اسی تعدد پر اتفاق کرتے ہیں ۔ پروفیسر حاجنی مصوتوں کو اس ترتیب سے پیش کرتے ہیں ۔ ''اَ اِ اُ آ اٗ اٖ ؤ (ای ، ا او اوہ)''[2] لیکن ماہر لسانیات کشمیری زبان عبدالاحد آزاد مصوتوں کی تعداد پندرہ بتاتے ہیں وہ لکھتے ہیں کشمیری زبان کے حروفِ تہجی ہندوستان کی موجودہ زبانوں سے بہت مختلف ہیں ۔ ان میں حروفِ علت کی بہتات ہے ۔ ماہرینِ زبان نے جو کم سے کم معیار

۱۔ *Kashmiri Made Easy*, by E F. Neve, p. 1.

۲۔ ''کاشُر شاعری'' ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، ص ۱ ۔

مقرر کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہے :

(۱)	ا	اچھ	آنکھ	اچھ
(۲)	اَ	آیٹھ	آٹھ	اٹھ
(۳)	اُ	آ کھ	ایک	اکھ
(۴)	آ	آر	رحم	آر
(۵)	اُ	تٹر	سردی	تیٹر
(۶)	ای	تٹر	چیتھڑا	تٹر
(۷)	اِ	دِل	دِل	دِل
(۸)	ای	ِتیل	تیل	تیل
(۹)	اُ	ُوٹھ	ہونٹ	وٹھ
(۱۰)	اُو	ُوونٹھ	اونٹ	وونٹھ
(۱۱)	او	ُوٹھ	چھلانگ	ووٹھ
(۱۲)	او	نٹر	آستین	نورْ
(۱۳)	او	ُنور	نلکہ	نور
(۱۴)	اے	ِدیو	دیو	دیو
(۱۵)	اے	پئیر	اُون	پئیر [۱]

عبدالاحد آزاد کشمیری زبان کے نشیب و فراز سے واقف ہیں ۔ وہ اس زبان کی نبض پہچانتے ہیں ۔ متذکرہ مصوتے آزاد نے گریرسن کے حوالے سے لکھے ہیں اور گریرسن نے جو ۳۰ مصوتوں کی بہت بڑی تعداد ہمارے سامنے رکھی تھی ، اسی تعداد کو پرکھ کر اور کشمیری زبان کی لطافت اور معنی خیزی جان کر پندرہ مصوتے اس زبان کے متعین کیے ہیں ۔ یہ تعداد بھی اُردو زبان کے مصوتوں سے زیادہ ہے ۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں لکھا ہے :

> "There is, as compared with Sanskrit, a considerable extension of the vowel system. Kashmiri possesses the vowels a, e, i, w. u, u, r, e, ar, o, or and the nasal symbol

---

۱۔ "کشمیری زبان اور شاعری" ، حصہ اول ، از عبدالاحد آزاد ، ص ۲۲ ۔

ۆ ۄ a, flat a like in a (bat a bat e, like the em met, a short a like the o in hot and a board a like a in all) also o series of what native call, "matra vowels" which though slightly heard, yet exercise a great influence on the sound of the preceding syllable. The back action of these matra vowels is technically known as umlaut or epicenethesis and is the most striking feature of the Kashmiri language."[1]

پس ان دلائل کی روشنی میں اب ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ عبدالاحد آزاد نے ان مصوتوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اُردو زبان سے چار زائد مصوتوں کا تعین کرکے درست اضافہ کیا ہے اور اُردو کے مصوتے دس نہیں بلکہ گیارہ ہیں جن میں سے نو مفرد اور دو مرکب ہیں ۔ اس طرح اُردو زبان کے بالکل صحیح مصوتے گیارہ اور کشمیری زبان کے پندرہ کی تعداد کا تعین ہماری علمیت اور ضرورت کے مطابق صحیح ہے اور اس کی تائید سیدھے سادے طریقے سے ای ایف ارلسٹ کے حوالے سے بھی ہوتی ہے ۔

● ● ●

۱- *Encyclopaedia Britannica*, vol. 13, p. 289.

تیسرا باب

صوتیاتی اشتراک و اختلاف

صوتیات :

بنی نوع انسان کے بین الاقوامی انسانی رابطے کا نام گویائی یا گفتار ہے اور اسی گویائی کی سائنسی یا علمی واقفیت کو صوتیات کا درجہ دیا گیا ہے ۔ جیسا کہ آر ایچ رابنز (R. H. Robins) لکھتے ہیں :

> "The only universal medium of linguistic communication among all normal human beings (i.e excluding the deaf and dumb, some congenital idiots etc) is speech, and the scientific study of speech is known as phonetics."[1]

اس کی مزید وضاحت ڈینیل جونز (Daniel Jones) کے بیان سے ہوتی ہے :

> "Regarding the phoneme as a family, we may say that a phoneme is a family of sounds, in a given language which are related in character and are used in such a way that no one member ever occurs in a word in the same phonetic context as any other member."[2]

بہرحال صوتیات علم اللسان کا ایک شعبہ ہے ، نہ صرف زبان بلکہ اس کی روایات اور تاریخ سے متعلق سائنسی انداز میں فکر انگیزی بھی اس شعبۂ لسان کا حصہ ہے ۔ جدید لسانیات کو ماہرین نے دو حصوں میں

۱- *General Linguistics*, by R.H. Robins, third impression, London, 1966, p. 82.

۲- *The Phoneme*, by Daniel Jones, p. 10.

منقسم کیا ہے :

(۱) توضیحی یا تشریحی لسانیات (Descriptive Linguistics) -
(۲) تاریخی لسانیات (Historical Linguistics) -

تاریخی لسانیات زبان کی ابتداء و ارتقاء اور اس کی تشکیل و ماہیت سے بحث کرتی ہے - توضیحی لسانیات کا تعلق آوازوں سے ہے - جسے ہم صوتیات کہتے ہیں -

صوتیات ایک ایسا علم ہے جو زبانوں کی آوازوں کی کیفیات سے متعلق بحث کرتا ہے - زبان کی تعمیر و تشکیل میں آوازوں کو ہی بنیادی حیثیت حاصل ہے - یہ آوازیں یا یہ صوتیاتی اکائیاں کہاں سے آئیں - یہ ایک طویل بحث ہے اور اس کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی سرگزشت - انسان اور حیوان کی ابتدائی بولی میں کچھ فرق نہ تھا - بچہ چاہے افریقہ کا تھا یا انگلستان کا ، وہ آسٹریلیا کا بچہ تھا یا پاکستان کا - اس کی ابتدائی بولی میں کچھ فرق نہ تھا - منشی سید احمد دہلوی فرماتے ہیں :

"جس طرح بونان کے بھونرے میں پلے ہوئے بچے نے حیوان کے مانند چیں چیں کرکے اپنی زبان ثابت کی - اسی طرح ہندوستان کے تہہ خانے میں پرورش یافتہ بچے نے بھی غائیں غائیں کے سوا کچھ زبان سے نہیں نکالا - ہاں اگر ان کی آوازوں میں کوئی فرق تھا تو زبانوں کی ساخت ، منہ کی بناوٹ ، دانتوں کی تراش ، ہونٹوں کی ہیئت کی وجہ سے فرق تھا اور یہ ایک ایسا فرق ہے کہ اب تک باہمی دیس دیس کے انسانوں میں بھی برابر پایا جاتا ہے -"[1]

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ آوازیں کہاں سے آئیں ؟ انسان کو یہ آوازیں کس نے سکھائیں ؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ چڑیا اور اس کی چیپکی ہوئی کا چیں چیں کرنا ، بندر اور اس کے بچوں کا نکالنا ، انسان کی اولاد کا پیدا ہوتے ہی روں روں کرنا ، کون سے دیس کی بولی ہے ؟ ظاہر ہے آوازیں ضرورت اور حالات کے مطابق معرض وجود میں آئیں - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصیبت یا بے اختیاری کی حالت میں جب

۱- "علم اللسان" ، از سید احمد دہلوی ، ص ۱۲ -

حیوان یا انسان کے منہ سے کوئی بات نکلے گی تو وہ ضرور اس کی اصل فطرت کے موافق ہوگی - طوطا برابر حق مرہ یا حق اللہ کہے مگر جب بلی آن دبائے گی تو حق اللہ اس کی زبان سے نہیں نکلے گا ٹکے ٹیں ٹیں کے سوا اس کی زبان سے اور کچھ نہیں نکل سکتا - پس بے خبری اور مصیبت کے وقت جو مہمل الفاظ حیوان کے منہ سے نکلے وہی قریب قریب انسان کے منہ سے نکلے ہوں گے - اسی طرح جیسے جیسے اس نے ضرورت سمجھی ، الفاظ بھی ضرورت کے مطابق بنتے گئے - ہماری رائے اور اندازہ کس حد تک درست ہے ، اس کے لیے ہم چند مقتدر ماہرین لسانیات کی رائے سامنے رکھتے ہیں -

چارلس ایف ہاکٹ کی رائے دیکھیے :

"The branch of Physics which deals with the sound is acoustics. Acousticians tell us, that sound consists of vibrations of the air or of some other material medium ; air is the medium that concerns us. Whenever air is set into vibration at a certain point by some physical agent called the source, the sound travels in all directions at approximately 1100 feet per second, diminishing in energy until, in effect, it disappears. Sound is a transient phenomenon."[1]

پس مندرجہ بالا رائے کے مطابق صوتیات کا دار و مدار سانس پر ہے - انسان کا گلا موسیقار یا اس نفس پرندے کی طرح ہے جس کی منقار سے ۱۹۰ سُر نکلتے ہیں - اس کے گلے میں بھی ہزاروں رگیں ، پٹھے اور شریانیں بسی ہیں جن میں سے ہر ایک آواز نکلتی ہے اور ایک نیا سُر پیدا کرتی ہے اور یہ سب سانس کی بدولت ہوتا ہے - اس کی وضاحت جے ریل یوں کرتے ہیں :

"The current of air is the material of speech. But material is not always the same. When the clothes ...

---

[1] *A Course in Modern Linguistics*, by Charles F. Hockett, ... p. 113.

aperture of the windpipe is fully open, mere breath issues from it. But when the glottis is partly closed by bringing nearly together two ligaments called the chordal vocals, and these ligaments are there by stretched, the breath as it passes through is changed by the vibration of the ligaments and becomes voice. Then breath modified by the speech organs produces what are called "hard" or "surd" breathed sounds k, t, p, f, and voice modified in the same way produces "soft" or "sonant" or "voiced" sounded g, d, h, v and c and all vowels. You may test the difference between breath and voice in this way."[1]

قدرت نے ہر ایک آواز کی صلاحیت و قدرت پیدا کر دی ہے اور اس کا زیادہ تر سانس کے وسیلے سے اظہار ہوتا ہے۔ یعنی سانس کے اُتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز سے ہی ہم آوازوں کے وزن کا تعین کر سکتے ہیں۔ انسان کے بولتے وقت ہوا پھیپھڑوں سے اُوپر کی طرف اٹھ کر حلق سے گزرتی ہوئی منہ یا ناک یا دونوں سے باہر نکل جاتی ہے۔ پھیپھڑوں سے نکل کر ہونٹوں اور نتھنوں تک آنے والی ہوا پر زبان، گلے، تالو وغیرہ کی مختلف حرکات کا جو اثر ہوتا ہے، اسی کے نتیجہ پر وہ تمام آوازیں پیدا ہوتی ہیں جو تمام زبانوں میں کام آتی ہیں۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ان آوازوں کی تقسیم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح ہم یہاں کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"آوازوں کی نوعیت کے اعتبار سے ان کی پانچ خاص قسمیں ہیں:

(۱) بندشی آوازیں جو ہوا کے راستے کو مکمل طور سے بند کرکے اس کے دباؤ کو گلے میں کسی بھی مقام پر بند کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً ب پ ت ٹ د ڈ ک گ (ٹل بل تل دل بال ڈال کال گال)۔

(۲) ہوا کے راستے میں کسی بھی مقام پر انقباض پیدا کرکے

۱- *Philology*, by J. Peile, edited by John Richard Green, p. 144.

درز یا پتلے شگاف سے چھوٹا راستہ باقی رہنے دیا جائے تاکہ ہوا کو اس میں سے نکلتے ہوئے نسبتاً زیادہ زور لگانا پڑے ، ایسی آوازوں کو صفیری کہتے ہیں ۔ مثلاً ف و س ز ش ژ خ غ ہ (فہم وہم سر زر پر شور مژہ خول غول) ۔

(۳) منہ میں ہوا کے گزرنے کے راستے میں اٹکاؤ پیدا کر دیا ، لیکن زبان کے ایک طرف یا دونوں طرف تھوڑا سا راستہ کھلا رہے ۔ اس طرح پیدا ہونے والی آوازوں کو پہلوی (laterals) کہتے ہیں ۔ مثلاً ل (کال لال) ۔

(۴) ہوا کے گزرنے سے اگر منہ کا کوئی اندرونی لچک دار حصہ مرتعش ہو اٹھے تو ارتعاشی (trill) آواز پیدا ہوتی ہے ۔ ارتعاش کی یہ کیفیت اگر نہایت مختصر ہے اور ہوا کے گزرنے سے صرف ایک ہی تھپک پیدا ہو تو اسے تھپک دار (flap) آواز کہتے ہیں ۔ مثلاً ر ڑ (پار پاڑ کر کڑ) ۔ یہ سب آوازیں مصمتے (Consonants) کہلاتی ہیں ۔

(۵) آخری قسم کی وہ آوازیں ہیں جنھیں پیدا کرنے کے لیے ہوا کے گزرنے کا راستہ نسبتاً چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن زبان اور ہونٹوں کی مختلف حرکات سے منہ کے اندرونی حصے کی شکل میں تغیر و تبدل کیا جاتا ہے ۔ ان آوازوں کو مصوتے یعنی (vowels) کہا جاتا ہے ۔[1]

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے پانچ آوازوں کا تعین کیا ہے جو علم الاصوات سے متعلق ہیں :

(۱) بندشی آوازیں حروف ب پ ت ٹ د ڑ ک گ ۔
(۲) صفیری آوازیں حروف ف و س ز س ش ژ خ غ ہ ۔
(۳) پہلوی (laterals) ل جیسے کال ۔
(۴) تھپک دار (flap) آواز مثلاً ر ڑ ۔
(۵) مصوتے ۔

۱- ''اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو'' ، از ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، ص ۱۳ ۔

جس طرح ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے آوازوں کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے ، اسی طرح جان بیل نے بھی انہی پانچ آوازوں کی یہ تقسیم اس طرح بتائی ہے :

(۱) بکار آوازیں (momentary) -
(۲) ناک سے نکلنے والی (nasal) -
(۳) صفیری (central) -
(۴) پہلو دار (lateral) -
(۵) تھپک دار (vibrated) -

جان بیل نے آوازوں کا نقشہ مختلف حالتوں میں بتایا ہے - وہ ملاحظہ ہو :

The following table exhibits the consonants as we have described them :

Labial	*Labio Dental*	*Dental*	*Mixed Palatal*	*Palatal*	*Gutteral*	*Plosive*
P B.	—	T. D	—	—	K. G	Momentary
N	—	N	—	Spanish (N)	K. G	Nasal
Wh. W	—	R	S u	—	German	—
—	English	Su 2H	2H	Y	H (cH)	Central
—	F V	L	—	—	—	—
—	--	—	R. Scotch & French	—	—	Lateral Vibrated[1]

1. *Philology*, by J. Peile, p. 147.

مان پیل نے صوتیات میں جو درجہ بندی کی ہے، اس کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُردو کے ماہر صوتیات ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی تقسیم بھی سامنے رکھیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی صوتیات میں درجہ بندی کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں :

بندشی سادہ ہکار	لبی	نوکیلی	تالوئی	غشائی	حلقی
—	ب پ	ت د ٹ ڈ	ج چ	ک گ	ق
—	بھ پھ	تھ ٹھ دھ ڈھ	جھ چھ	کھ گھ	—
انفی (ناک کی)	م	ن	—	—	—
صفیری	ف و	س ز	ش ژ	خ غ	ہ
پہلوی	—	ل	—	—	—
تھپک دار		ر ڑ	—	—	—

۱۔ ”اُردو کی تعلیم کے لسانی پہلو“، از ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ص ۲۱۔

ان دونوں صورتوں کو سامنے رکھنے کے بعد ہم مزید دو ماہر لسانیات و صوتیات کو سامنے رکھتے ہیں - ہم دیکھتے ہیں کہ بلوم فیلڈ (Bloomfield) کیا کہتے ہیں اور ڈبلیو اے اکن (W. A. Akin) کی کیا رائے ہے - بلوم فیلڈ کی رائے ملاحظہ ہو :

> "The mouth performs a double function in speech. It serves, in the first place, as a resonance-chamber for the musical sound of the voice or for the whisper. Where the noises are produced by means of breath, voiced or unvoiced, there are two principal methods : either a complete closure is made and then explosively burst as in our p, b, t, d, k, g — stops or explosives ; or the closure is incomplete and the noise is produced by the friction of the breath passing through the aperture as in our f, v, th, as in think, th as in then, s, z, sh, z, as in azure (f, v, o. s, z spirants or fricatives m, n, ng, it escapes through both mouth and nose, producing nasalized spirants. Then oral noise articulation produces the following voices (a) labials (b) dentals (c) cerebrals (d) blade sounds (e) palatals (f) velar (g) uvular."[1]

انسان کے دہن میں بے شمار عمر موجود ہونے کی وجہ سے معمولی اُتار چڑھاؤ کی وجہ سے آوازوں کا صحیح تعین قائم کرنا مشکل ہو گیا ہے اس لیے ہم نے کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ماہرین صوتیات کی آراء سامنے رکھی جائیں - لہٰذا ہم نے گوپی چند نارنگ ، جے پیل ، بلوم فیلڈ اور سی ایف ہاکٹ کی آراء سامنے رکھی ہیں - چنانچہ پہلے بلوم فیلڈ کا جدول ملاحظہ ہو :

۱- *An Introduction to the Study of Language*, by Bloomfield, p. 27.

Infinite veriety of possible sounds

	Laryngeal	*Uvular*	*Velar*	*Palatal*	*Dental & Alveolar*	*Labial & Labio dental*
Stops, unvoiced	—	q	k	c	t	p
Stops, voiced	—	g	g	c	d	b
Nasals, voiced	—	n	n	f	n	m
Spirants, unvoiced	H, h	r	x	u	so	f
Spirants, voiced	q	r	g	j	z	v
Laterals voiced	—	—	f	y	l	—
Trills, voiced	—	R	—	—	r	—
Musical sounds, high	—	—	—	—	—	—
Musical sounds, mid	—	—	—	—	—	—
Musical sounds, low	—	—	—	—	—	—
Musical sounds, lowest[1]	—	—	—	—	—	—

ہم نے بلوم فیلڈ کے پیش کردہ صوتیات کے جدول سے موسیقی کے سُروں کی آوازوں اور ان حروف کی آوازوں کو نکال دیا ہے جن کا ہماری زبان سے تعلق نہیں ۔ باقی نقشہ وہی ہے جو انھوں نے صوتیات کی وضاحت کے لیے پیش کیا ہے ۔ ان آوازوں کے سمجھنے میں آسانی کے لیے اور اختلافی نقطہ کو دور کرنے کے لیے اب ڈبلیو اے اکن کے صوتیات کا جدول ملاحظہ ہو :

۱- *An Introduction to the Study of Language*, by Bloomfield, p. 39.

Table of Consonants[1]

Where formed	Incomplete Closures				Complete Closure		
	ASPIRATES	CONTINUANTS (sourding)			EXPLOSIVE		
		Buccal — non-nasal	Nasal	Tre-mor	Unvoiced (=hard)	Voiced (=soft)	
1. Larynx	H	—	—	—	—	—	Jaw open
2. Tongue (body) and Hard Palate (back) ...	—	—	NG	—	K	G	
3. Tongue (tip) and Hard Palate (front) .	—	L	N	R	T	D	
4. Lips	—	—	M	—	P	B	Jaw partly open
5. Lower Lip and Upper Teeth	F	V	—	—	—	—	
6. Tip of Tongue and Upper Teeth ...	TH	TH	—	—	—	—	
7. Teeth ...	S	Z	—	—	—	—	Jaw closed
8. Teeth (with lips) .	SH	J (soft)		—	—	—	
	CH= TSH	G J =DJ					

The Voice, by W.A. Akin, p. 71. [1]

ڈبلیو اے اکن نے حروف کو مصوتوں کے اُتار چڑھاؤ کے مطابق اور دہن جو ایک مضراب ہے اس کی حیثیت سے تقسیم کیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

> "The consonants represent many varied methods of approaching and departing from the vowel positions. They are produced in a general way by interference with the sounding function of the resonator, that is they are for the most part constriction and stoppages of the artifices of the resonator. They can be divided into two principal classes :
>
> (1) Incomplete closures, which are all continuous in their sound, whether aspirated or voiced.
>
> (2) Complete closures, which cause sudden explosions, opening, or stoppages cutting off the vowel sounds. They are here classified according to the positions in the resonator where the interference occur "[1]

ڈبلیو اے اکن نے صوتیت کی جو وضاحت کی ہے وہ ناکافی معلوم ہوتی ہے ۔ اس لیے پی گائلز (P. Giles) کو سامنے رکھنا ضروری ہو گیا ہے ، وہ آوازوں کی تعداد سولہ بتاتے ہیں اور مختلف آوازوں کے بارے میں لکھتے ہیں :

> "A sound in the production of which the soft palate takes a prominent part, will be called velar (غشائیہ - حسی). A sound produced by the be p of tongue is called palatal, when pproximated to the prominence caused by the roofs of the teeth called alveolar, when to the teeth themselves dental When the point of the tongue is turned back a cerebral sound, is produced, and a sound in which the lips help is called labial g, gh, velars These were produced farther in the mouth called palatals k,

---

The Voice, by W.A. Akin, p. 70. -۱

kh, g, gh then dental t, d, th, dh. In the production of these sixteen sounds the breath passage is entirely closed."[1]

گزشتہ سے پیوستہ اس طویل بحث سے ہم جس نتیجے پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ آوازیں مختلف ملکوں میں جغرافیائی لحاظ سے مختلف ہیں ۔ جرمنی اور فرانسیسی اور جنوبی افریقہ کی آوازوں میں دیکھیے کتنا اختلاف ہے ۔ گویا ایک ایک حرف ایک ایک لفظ اپنے اپنے زمانے اور اپنے اپنے ملک کا ایک ایک صحیح فوٹو یا مرقع ہے ۔

پس اُردو میں جن آوازوں کا تعین ہم حرفوں کے لحاظ سے کر سکتے ہیں وہ اس طرح ہیں :

''ہونٹوں سے پیدا ہونے والی آواز لبی (labial) ب پ ۔ زبان کی نوک سے پیدا ہونے والی نوکیلی (apical) ت س د ل ط ۔ تلو سے نکلنے والی تالوئی (Palatal) ا اور چ ۔ تالو کے پچھلے حصے کی آواز غشائی (velar) ک گ اور حلق سے نکلنے والی آواز حلقی (glottal) ۔ بندشی (plosive) یا پروفیسر خلیل صدیقی کی اصطلاح میں وقفیہ ۔ آوازوں کی دو قسمیں ہیں ۔ سادہ اور معکوسی جن میں ت اور د سادہ اور ٹ ڈ ٹھ ڈھ اور ڑ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ معکوس آوازیں جن کو ڈاکٹر زور نے کوزی اور ڈاکٹر شوکت سبزواری نے ملفوظی کہا ہے ۔

مصمتوں اور مصوتوں کی وضاحت کے لیے چند باتوں کا تذکرہ ضروری ہے ۔ مصمتوں کے سلسلے میں ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو آوازیں سرعت یا نفس کے دھکے کا نتیجہ ہوتی ہیں اور جس سے منہ کو زیادہ کھولنا نہ پڑے ایسی آوازیں مصمتے ہیں اور جن کی ادائیگی کے لیے مرتعش ہوا کے لیے رکاوٹ نہیں ہوتی بلکہ راستہ نسبتاً صاف ہوتا ہے ، وہ مصوتے کہلاتی ہیں ۔ ہماری اُردو زبان کے ماہر لسانیات خلیل صدیقی صوتی وضاحت کے لحاظ سے مصمتوں کے متعلق تحریر کرتے ہیں :

۱۔ *A Short Manual of Comparative History*, by P. Giles M. A. second edition, London, 1901, p 95

"دو لبی ب پ م۔ لب دندانی ف۔ پیش دندانی ت د۔ پس دندانی
ز اور س۔ معکوسی، کوزی یا ملفوظی ٹ اور ڑ۔ حنکی ج چ۔
غشائی ک گ۔ لہاتی ق۔ حنجری اعصاب نطق میں بسکی یا تنگی
کے زیر اثر ادا ہونے والے مصمتے مصوتوں کی ادائیگی کے نقاط
نطق کا دائرہ نسبتاً زیادہ محدود ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی اتنی
نوعیتیں نہیں ہوتیں۔ تاہم انھیں حسب ذیل تین نوعیتوں میں تقسیم
کیا جا سکتا ہے۔ جب زبان کا اگلا حصہ سخت تالو کی طرف
اٹھایا جائے تو پیش مصوتے وجود میں آتے ہیں تو مثلاً ی، ے
(کلی اور دے میں) اور جب زبان کا پچھلا حصہ نرم تالو کی
طرف اٹھے تو واؤ معروف اور واؤ مجہول جیسے مصوتے تو اور
جو کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ ایسے مصوتوں کو پسیں مصوتے
کہیں گے اور جب زبان کا درمیانی حصہ تالو کے درمیانی حصے
کی جانب اٹھے تو مخلوط مصوتے مثلاً زبر (سرد میں) پیدا ہوتے
ہیں۔"[1]

مذکرہ بیانات سے صوتیات میں مصمتوں کی وضاحت تو ہوگئی لیکن
مصوتوں کی درجہ بندی تسلی بخش طور پر ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ اس
سلسلے میں ہم ڈاکٹر شوکت سبزواری اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی
تاویلات سامنے رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری اُردو کے مصوتوں کی
تعداد چودہ بتاتے ہیں اور اسی طرح منشی چرنجی لال "ہندوستانی فلولوجی"
میں مصوتوں کی بہت بڑی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری
منشی چرنجی لال سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ان کے اس بیان سے بھی
واضح ہوتا ہے جیسے کہ وہ صوتیات کے بیان میں لکھتے ہیں:

"اُردو کے دس مصوتے صوتی نظام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت
رکھتے ہیں اور چار ذیلی یا ضمنی ہیں۔ اُردو کے صوتی نظام کا
گہرا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ مصوتے چودہ ہیں۔ ہندی ماہرین
صوتیات نے ان میں سے دیرگھ (دو ماترا) اور بلٹ تین ماترا کا
ذکر کیا ہے۔ اُردو میں اشباع کا پہلا درجہ دیرگھ ہے جس سے

۱۔ "زبان کا مطالعہ"، از پروفیسر خلیل صدیقی، مستونگ، ۱۹۶۴ء،
ص ۱۲۶۔

اُردو کے اشباعی مصوتے وجود میں آئے ۔"۱

ہم سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ تعداد سلی بخش طور پر پیش نہیں کی ہے اور منشی چرنجی لال کی تقلید کرکے اس موضوع کو مبہم بنایا ہے ۔ چنانچہ خود منشی چرنجی لال "ہندوستانی فنولوجی" میں اُردو مصوتوں کے بیان میں لکھتے ہیں ۔

"سنسکرت اور دگری میں اصلی اور مفرد تین سُر ہیں (اَ اِ اُ ۔ ان سُروں کو لمبا کرنے ہی ایک دوسرے کے ساتھ جوڑنے سے ہیں اور لمبے سُر (آ) (اِی) (اُو) بنے ہیں ۔ مفرد اور چھوٹے سُروں کو ایک دوسرے سے ملانے سے اور مرکب سُر پیدا ہوتے ہیں اور یہ بات گن ورِدھی اور سندھی کے قاعدے سے اچھی طرح ثابت ہے ۔"۲

چرنجی لال اور ڈاکٹر شوکت سبزواری کے بعد پروفیسر خلیل صدیقی نے مصوتوں کی جو تین قسمیں بیان کی ہیں یعنی (۱) بسیط ۔ (۲) لیسیں ۔ (۳) مخلوط ، ان سے بھی مصوتوں کی کچھ وضاحت نہیں ہوتی ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے اپنی کتاب "اُردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو" (ص ۹) میں مصوتوں کی درجہ بندی بہتر طریق سے کی ہے :

اُردو مصوتے (Urdu Vowel Phonemes)

پچھلے: مدور	پچھلے: غیر مدور	مرکزی: مدور	مرکزی: غیر مدور	اگلے: مدور	اگلے: غیر مدور
او u	—	—	—	—	ی i
ُ u	—	—	—	—	ِ I
ـُو o	—	—	—		ـے e
ـَو —	a ا	—	ـ	—	ـَے ɛ

۱۔ اُردو نامہ ، ستائیسواں شمارہ ، "اُردو مصوتے اور ان کی صفات" ، از ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ص ۳ ۔

۲۔ "ہندوستانی فنولوجی" ، از منشی چرنجی لال مضمون سر یا حروف علت کا بیان زبان سُر ، طبع اول ، دہلی ص ۵ ۔

اُردو میں مصمتوں کی ان آوازوں کو مسموع کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو آوازیں اس خصوصیت سے محروم ہوں ، انھیں غیر مسموع (voiceless) کہا جاتا ہے۔ یہاں تک ہم نے مصوتوں کا ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی تاویلات کی روشنی میں مصوتوں کی جو درجہ بندی سامنے آئی ہے ، اسے بہتر قرار دیا ہے۔

جب دو آوازوں کا فرق معنوی امتیاز میں مدد دے تو انھیں دو الگ الگ صوتیے قرار دیا جاتا ہے اور اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ زبان کی کوئی دو آوازیں دو مختلف صوتیوں سے تعلق رکھتی ہیں یا نہیں تو زبان کے کوئی دو لفظ جو ان آوازوں کی وجہ سے مختلف اور ایک دوسرے سے ممیز ہوں ، تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ایسے دو لفظ مل جائیں تو یہ دو آوازیں مختلف صوتیے ہیں۔ مثلاً حال اور چال۔ زبان کے جن دو مماثل الفاظ میں صرف ایک ایک آواز کے اختلاف کی وجہ سے معنی تبدیل ہو جائیں ، ہم انھیں لسانیات کی اصطلاح میں اقلی جوڑا کہتے ہیں اور انگریزی میں minimal pair کہیں گے۔ ڈینیل جونز (Danial Jones) لکھتے ہیں :

> "When a distinction between two sequences occurring in a language is such that any lesser degree of distinction would be inadequate for clearly differentiating words in that language, the distinction is termed "minimal" one."[1]

دو مختلف صوتیوں یا اقلی جوڑے کی وضاحت ڈینیل جونز کے 'A minimal one' کے بیان سے واضح ہو گئی ہے۔ چنانچہ وہ اقلی جوڑے (Minimal Pair) کی پہچان کے بارے میں آگے چل کر لکھتے ہیں :

> "Minimal distinctions are also be effected by the substitution of one phoneme for another. Thus following pairs of English words exhibit minimal distinctions sit, sat, sit, sip ; sit, lit."[2]

۱- *The Phoneme*, by Danial Jones, p. 15.

۲- Ibid.

ہم نے صوتیات کے باب میں حتی الامکان کوشش کی ہے کہ صوتیوں کی وضاحت محتاج بیان نہ رہے ۔ زیادہ سے زیادہ ماہرین اسالیات کی آراء پیش نظر رکھنے سے ہمارا مقصد یہ رہا ہے کہ حروف کی صوتی انفرادیت قائم رہ سکے ۔ آئندہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقلی جوڑے (minimal pairs) کی اصطلاح تلاش کر لی ہے ۔

اُردو اور کشمیری زبان کے حروف کم و بیش یکساں ہیں ۔ اس سلسلے میں ہم پہلے ہی سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں ۔

پہلے ہم اُردو اور کشمیری زبان کی ان آوازوں کی دو جھتی جدولیں پیش کرتے ہیں ، جو دونوں زبانوں میں صوتیے شمار کی جاتی ہیں ۔ اس کے بعد اقلی جوڑوں (minimal pairs) کی مثالیں تلاش کرکے ثابت کریں گے کہ یہ آوازیں متعلقہ اُردو اور کشمیری زبان میں صوتیوں یا بنیادی آوازوں کا درجہ رکھتی ہیں ۔ ماہرینِ لسانیات نے جو دو قسمیں مصمتے اور مصوتے آوازوں کی بتائی ہیں ، ہم نے بھی آئندہ اوراق میں تمام آوازوں یا صوتیوں کو انہی دو حصوں میں تقسیم کرکے ان کے نقشے مرتب کیے ہیں ۔

اب ہم اُردو اور کشمیری زبان کے مختلف صوتیوں کا جدول پیش کرتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ہماری غرض ہے کہ کشمیری زبان کے مخصوص مصمت صوتیے نی ny چ Ts اور چھ Tsh کو ہم ژ سے اگرچہ صورتاً لکھتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ تین مصمت صوتیے آوازوں کے لحاظ سے اُردو سے مختلف ہیں ۔ جہاں تک مصوتوں کا تعلق ہے اس میں زیادہ تمیز پیدا کرنے سے زبان کی املا میں دشواری پیدا ہو سکتی ہے ۔ علی نواز جتوئی لکھتے ہیں :

''یہ یاد رہے کہ سماعت کے لحاظ سے ایک ہی آواز کے دو صوتیے نہیں ہو سکتے برخلاف اس کے مختلف آوازوں کا ایک صوتیہ ہو سکتا ہے ۔ اگر ایک صوتیہ کی دو یا زائد آوازیں ہیں تو ان میں سے ایک آواز جو مستقل حیثیت رکھتی ہے ، صوتیہ کہلائے گی اور باقی زائد آوازیں اس صوتیہ کے ''بدل صوت'' (allophone) کہلائی جائیں گی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قدیم املا کے حروف تہجی میں ہر صوتیہ کو صورت دی گئی ہے ، لیکن اس کے ''بدل صوتوں''

کی کوئی صورت نہیں دی گئی ۔ جاپانی زبان میں (ہ) اور (H) کی
تین آوازیں ہیں ۔ ایک (ہ) دوسری (ش) جو جرمن لوگ ish میں
کرتے ہیں اور تیسری دولبی (ف) جو بنگالی زبان میں ہے ۔ پہلی
آواز (ہ) صوتیہ ہے ۔ باقی دو ذیلی آوازیں "بدل صوت" ہیں ۔
تامل زبان میں ایک ایسا صوتیہ ہے جس کی پانچ آوازیں ہیں ۔ (ک)
(گ) (ج) (ش) اور (غ) ۔ تامل املا میں ان آوازوں کی تحریری
صورت ایک ہی ہے ۔ کیونکہ یہ سب ایک ہی صوتیہ ہے جس کی
پانچ آوازیں ہیں لیکن ایک ہی فونیم (phoneme) سے وابستہ ہیں ۔"[١]

کسی زبان کے لسانیاتی مسئلہ پر بحث کرتے وقت اس زبان کے
رسم الخط کو نہ دیکھا جائے بلکہ اس کی آوازوں کو دھیان میں رکھا
جائے ۔ پس اسی طرح کشمیری زبان میں ر کی تین آوازیں ہیں ۔ ایک اردو
والی آواز ۔ مثلاً راہ باری ، ایک Ts والی کشمیری آواز ۔ مثلاً ژور
بمعنی چور اور تیسری مثلاً کُژہ "رہ" بمعنی رشوت ۔ اسی طرح ن کے
صوتیے میں دو آوازیں ہیں ۔ مثلاً کَن بمعنی کان اور کَنِ بمعنی پتھر ۔
پس لسانیات کے نقطۂ نگاہ سے ہر مروج رسم الخط ناقص ہے ۔ اس لیے
لسانیاتی بحث کے دوران بین الاقوامی صوتی تحریر (International
Phonetic Transcription) عمل میں لائی جاتی ہے ، گر ایسا نہ کیا
جائے تو غلطیوں کا احتمال ہو جاتا ہے ۔

صوتیات ایک علم ہے اور صوتیہ جدید لسانیات کی ایک فنی اصطلاح
(Technical Term) ہے ۔ نطق مخرج اور تلفظ کے لحاظ سے گر صوتیوں
کے باریک سے اختلاف کو ملحوظ رکھا جائے تو ہر زبان میں ان کی تعداد
سو سے زیادہ تک نہیں پہنچ سکتی ہے ۔ مثلاً (کل) اور (کس) میں ک کی
دو مختلف آوازیں ہیں ۔ یہ سماعت کے لحاظ سے نہیں بلکہ مخرج کے لحاظ سے
(ک) کی آواز میں زبان کا آخری حصہ نشیبی رہتا ہے اور (ک) کی آواز میں
زبان کا وہی حصہ کچھ اوپر آ کر نرم تالو کے نزدیک ہو جاتا ہے لیکن
سننے میں یہ ایک آواز معلوم ہوتی ہے ۔

١۔ "نگار" ، خصوصی شمارہ ، سنی ۔ جون ١٩٦٧ء ، مضمون "اردو صوتیے
اور ان کی تحریری صورتیں" ، از علی نواز جتوئی ، ص ٩ ۔

مختلف زبانوں میں صوتیوں کی تعداد جدا ہے۔ کسی زبان کے صوتیوں کی تعداد معلوم کرنے کے لیے ایک فنی طریقہ وضع کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس زبان کے الفاظ میں جو آوازیں استعمال ہوتی ہیں ان کے تبدیل کرنے سے اگر الفاظ بدل جائیں تو وہ آوازیں صوتیے سمجھی جائیں گی۔ مثلاً سم ، کم ، رم ، چم ، تم ، دم ، لم ، شم سے س ک ر چ ت د ل ش صوتیے ملتے ہیں۔ یہ مصمت صوتیے کہلائیں گے۔ اسی طرح گر دم ، رم ، دار ، دیر ، دور ، دور (الفاظ سے) ا ر یے ای او ۔ او آوازوں کے صوتیے ملتے ہیں جن کو مصوت کہتے ہیں۔ دو صوتیے معلوم کرنے کے لیے صرف ایسے دو لفظوں کا مل جانا کافی ہے جن میں وہ ایک دوسرے کی جگہ وارد ہوں ور بقیہ صوتیوں میں تبدیل نہ ہوں ـــ صوتیات کا موضوع کاف حد تک سائنسی بنیادوں پر مشتمل ہے۔ آج کل کے دور میں ریزونیٹر سکیل سپکٹرو گرف ایجاد ہوئے ہیں جن سے یہ کام آسان ہو گیا ہے۔

توضیحی تعلیقات :

"ق" کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔

محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

(ق) عرب کا حرف ہے۔ ہندوستان کی خاک میں یہ آوازیں نہیں۔ سنسکرت کا ک والا لفظ عربی دان لوگوں کی زبان پر آ جائے تو ق سے بدل لیتے ہیں۔ منقش اصل میں سنسکرت کا لفظ میکش کیش ہے۔ اس میں میکش سورج کی کرن ہے اور کیش بال۔ دونوں مل کر موئے شعاعی ہو گئے۔"[1]

اس (ق) کے لیے اُردو ماہرین صوتیات نے مختلف تراکیب عتص کی ہیں۔ مسعود حسین خاں نے لہاتی یا کوے کی (اردوئے معلیٰ ، لسانیات نمبر ، ص ۱۱۵)۔ خلیل صدیقی لکھتے ہیں :

"یونانی رسم الخط میں سامی 'ق' کو فضول سمجھ کر رد کر دیا گیا تھا کیوں کہ لہاتی آواز یونانی میں نہ تھی ، لیکن لاطینی میں اسے Q کی شکل حاصل ہو گئی۔ صوتی اعتبار سے یہ حرف لاطینی

۱۔ "سخن دان فارس" ، از محمد حسین آزاد ، ص ۸۵۔

میں غیر ضروری تھا۔"[1]

شبلی نعمانی نے بھی مقالاتِ شبلی ، حصہ دوم میں فصاحت و بلاغت کے موضوع پر اس آواز کو کرخت آواز سے تشبیہ دی ہے ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اسے "حلقی" آواز قرار دیتے ہیں ۔ (اُردوئے معلٰی ، لسانیات نمبر ، ص ۲۲۳) ۔

گیان چند : انگریزی (uvular) ، اُردو "پیش حلقی" (اُردو ادب ، شمارہ نمبر ۱۴ ، ۱۹۶۱ع ، ص ۵۴) ۔

uvular حلق کے کوے کو کہتے ہیں ۔ اُردو میں "ق" کی آواز عام طور پر گوشت کے اس لوتھڑے سے جو آدمی کے حلق میں ہوتا ہے ، نکالتے ہیں ۔ اسی لیے انگریزی میں اسے uvular اور اُردو میں حلقی یا لہاتی کہتے ہیں ۔

کشمیری زبان میں سندھی زبان کی طرح 'ق' کی آواز نرم تالو یعنی (guttural) زبان کے بالکل پچھلے حصے سے یا گلے سے نکالتے ہیں جب کہ اُردو میں یہ آواز حلق سے نکلتی ہے ۔

'ر' اور 'ڑ' کی صوتی تجدید میں اختلاف ہے ۔ مولانا محمد حسین آزاد نے سخن دانِ فارس میں کوئی خاص وضاحت نہیں کی ہے ۔ "ر" کے بارے میں کہتے ہیں :

"فارسی میں بھی اکثر قریب المخرج حرفوں کے ساتھ بدل جاتی ہے ۔ انھی میں سے یہ ہے کہ کبھی 'ن' سے مبادلہ ہوتی ہے ۔ مثلاً اشوار ، استوان کبھی 'ل' سے جیسے سوقار سوفال ۔ کبھی زیادہ ہو جاتی ہے ، کبھی گر پڑتی ہے ۔ جیسے کابک کاوک ۔ کدوک یا گرسنہ اور گشنہ کبھی ہ سے جیسے آسر اور آسہ جوتی ہوئی زمین ۔ اسی مناسبت سے سنسکرت میں آواز بدلے تو تعجب نہیں کرنا چاہیے ۔"[2]

۱۔ "زبان کا مطالعہ" ، از خلیل صدیقی ، ص ۱۸۵ ۔
۲۔ "سخن دانِ فارس" ، از مولانا محمد حسین آزاد ، ص ۴۲ ۔

ڑھ کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے ۔ البتہ ڈھ کے بارے میں کہا گیا ہے ڈال کا بھائی ہے ۔ اُردو میں گیان چند نے اس کے لیے flapped اور اُردو "دستکی" کی اصطلاح اختیار کی ہے ۔ جب کہ مسعود حسین خاں 'د' کے لیے تالیکا اور 'ر' کے لیے تھپک دار لکھتے ہیں ۔

'ر' 'ڑ' کے لیے غلام علی الانا نے اپنے ایک مقالے میں دونوں کے لیے flap لکھا ہے اور دوسرے میں 'ر' کے لیے rolled اور 'د' کے لیے flap لکھا ہے ۔

ہمارے خیال میں اُردو اور کشمیری دونوں کے لیے flap کی اصطلاح مناسب ہے ۔ اس لیے کہ جس طرح سندھی زبان میں اسی طرح کشمیری زبان میں بھی صوتیات ایک ہی جیسی ہیں اور دونوں زبانوں میں تقریباً ان کا تلفظ ایک ہی طرح کیا جاتا ہے ۔

نیم مصوتے (Semi Vowels) :

جہاں تک نیم مصوتوں کا تعلق ہے کشمیری زبان میں 'ی' کے ساتھ 'و ؤ' کو بھی نیم مصوتہ شمار کیا جاتا ہے ۔ کشمیری اہلِ علم اور نثار کے سامنے 'و' مصوتہ بھی ہے اور نیم مصوتہ بھی ۔ ون بمعنی جنگل لب دنتی مسموع مصمتہ (voiced, fricative labio dental consonant) ہے ۔ مں ، تل سے مول ، تول ۔ جواری ، خواجہ وغیرہ میں (semi vowel - bilabial) ہے ۔ اُردو میں عام طور پر صرف 'ی' کو ام مصوتہ گردانا جاتا ہے اور واؤ کو حرف کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ۔ اُردو میں و مصمت اور نیم مصوتہ ہے اور اسی طرح کشمیری زبان میں بھی مصمت اور نیم مصوتہ ہے کیونکہ کہ دونوں زبانوں میں وانی ، وطن ، والی وغیرہ الفاظ میں یہ صاف صاف مصمت صوتیہ ہے اور بھوار ، جوار ، سوار ، اوار ، گنوار ، دوار میں نہ تو اس کو مصمت صوتیہ کہہ سکتے ہیں اور نہ مصوتہ ۔

مصمت صوتیوں کی تقابلی فہرست

خالص اُردو	مشترک	خالص کشمیری	خالص اُردو	مشترک	خالص کشمیری
—	ب	—	—	ع	—
—	پ	—	—	غ	—
—	ت	—	—	ف	—
—	ٹ	—	—	ق	—
—	ج	—	—	ک	—
—	چ	—	—	گ	—
—	ح	—	—	ل	—
—	خ	—	—	م	—
—	د	—	—	ن	ny نٖ[۳]
—	ڈ	—	—	و	—
—	ذ	—	—	ہ	—
—	ر	—	—	ی	—
—	ڑ	—	—	بھ	—
—	ز	—	—	پھ	—
ژ[۱]	—	—	—	تھ	—
—	—	Ts ژ[۱]	—	ٹھ	—
—	—	Tsh ژھ[۲]	—	جھ	—
—	س	—	—	چھ	—
—	ش	—	—	دھ	—
—	ص	—	—	ڈھ	—
—	ض	—	—	ڑھ	—
—	ط	—	—	کھ	—
—	ظ	—	—	گھ	—

۱- ژ اُردو میں فارسی سے آیا ہے جیسے ژالہ، اژدہا، ژرف نگاہی۔ اہلی جوڑے زال ژال۔ زرف نگاوی۔ ظرف۔ ملاحظہ ہو ''اُردو صوتیات کا خاکہ'' مسعود حسین خاں، لسانیات نمبر، اُردوئے معلی، دہلی، ص ۱۰۷۔

۲، ۳- *A Dictionary of kashmiri Lgnguage* by Grierson and Ishveri Koul, p. 11.

کشمیری زبان کے مصوتے اگرچہ زیادہ بتائے گئے ہیں مگر ہم نے طوالت اور زبان میں مشکل پیدا ہونے کے سبب سے متذکرہ مصوتے متعین کیے ہیں جو املا میں آسانی پیدا کر سکیں گے ۔

مصوتے :

جو آوازیں آسانی سے ادا ہو سکتی ہوں ، منہ کو کشادگی سے کھولنا پڑے ، آوازوں کی ادائیگی کے وقت ہوا کا راستہ نسبتاً صاف ہوتا ہے ، وہ مصوتے کہلاتی ہیں ، جیسے الف ، واؤ ۔ جن آوازوں کے لیے منہ کافی وا کرنا پڑے ۔ اُردو اور کشمیری زبان کے مصوتے میں مستشرقین ماہرین لسانیت نے بہت فرق بتایا ہے ۔ ہم نے کافی غور و خوض سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہ فرق جتنا ظاہر کیا گیا ہے اتنا ہی اس سلسلے میں حرکات و علل کے باب میں کافی بحث ہو چکی ہے اور مصوتوں کی تعداد کا تعین بھی کیا گیا ہے ۔

اس عنوان میں سے ہم نے اُردو اور کشمیری زبان کے مصوتوں کی تقسیم اگلے ، پچھلے اور درمیانی مصوتوں میں مدور (rounded) اور غیرمدور (unrounded) میں کی ہے ۔ یعنی تالو کے درمیانی حصے کی طرف جو مصوتے اٹھتے ہیں جیسے ا ۔ اسی طرح کچھ نوک زبان کے سخت تالو کی طرف اٹھنے سے وجود میں آتے ہیں مثلاً ی ، یہ اگلے مصوتے ہیں اور جو زبان کے پچھلے حصے کے نرم تالو کی طرف اٹھتے ہیں جیسے 'و' وہ اگلے مصوتے ہیں ۔

> "بعض آوازیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنھیں طرز تشکیل اور ساعت کے اعتبار سے مصمتے نہیں کہہ سکتے اور وہ مصوتوں سے بھی کچھ مختلف محسوس ہوتی ہیں ۔ انھیں ادا کرتے وقت سرلعش ہوا کے لیے برائے نام رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ۔ ان آوازوں کو نیم مصوتے کہتے ہیں مثلاً اُردو میں یہاں اور وہاں میں 'ی' اور 'و'"[۱]

لیکن ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اس کی تعریف یوں کرتے ہیں :

۱۔ "زبان کا مطالعہ" ، از پروفیسر خلیل صدیقی ، ص ۱۳۶ ۔

''مصوتے اپنی ماہیت کے اعتبار سے مسموع آوازیں ہیں لیکن اگر کسی لفظ میں وہ مصوتے جڑواں طور پر آ جائیں تو اکثر و بیشتر ان میں سے ایک مسموع (voiced) ہوگا اور دوسرا غیر مسموع (voiceless) ۔ ایسے غیر مسموع مصوتوں کو نیم مصوتے (semi vowels) کہا جاتا ہے ۔ اردو میں بھی دو نیم مصوتے استعمال ہوتے ہیں ۔ (ی) y اور (و) v ۔''[1]

اس دلیل سے خلیل صدیقی کی رائے بالکل درست ثابت ہوتی ہے کہ یہاں اور وہاں میں 'ی' اور 'و' نیم مصوتے ہیں ۔ یہی کیفیت ان دو نیم مصوتوں کی کشمیری زبان میں بھی ہے ۔ مثلاً ونان یعنی بولنا ۔ ووان یعنی بونا ۔ وسان بمعنی اترنے کے اور یوان بمعنی آنے کے ۔ یژان بمعنی خوشی سے آپے سے باہر ہونے کے ایسے مصوتے ہیں جن میں ابتدائی حروف 'و' اور 'ی' ادا کرتے وقت مرتعش ہوا کے لیے برائے نام رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ۔

کشمیری زبان کے مخصوص مصمتے :

جو آوازیں تیز اور عملِ تنفس میں ارتعاش پذیر ہوں اور جن آوازوں کو ادا کرنے میں منہ یا دہن کو زیادہ طویل یا زیادہ کشادہ کرنا نہ پڑے ان کو ہم مصمتے کہیں گے ۔ اردو کا واحد مخصوص مصمتہ (ژ) ہے :

''اردو کے واحد مخصوص مصمتہ 'ژ' کو جو فارسی سے ماخوذ ہے اردو کے بعض ماہرین نے اردو کے نظامِ اصوات سے خارج کرنے کی سفارش کی ہے کیوں کہ اردو میں فارسی کے دخیل چند گنے چنے لفظ ہیں جن میں یہ آواز ہوتی ہے جیسے ژالہ، مژدہ، مژگاں، مژہ، ژولیدہ، ارژنگ، ژند، پاژند، ژوف، اژدر، اژدہا ۔''[2]

۱۔ ''اردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو''، از ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ص ۲۱ ۔

۲۔ ''اردوئے معلیٰ''، لسانیات نمبر، ''اردو زبان کے مصوتے''، از مسعود حسین خاں، ص ۱۰۹ ۔

کشمیری زبان کے مصمتوں کا جہاں تک تقاضا ہے یہ کوئی خاص نسلی یا جدی پدری مصمتے نہیں ہیں بلکہ صرف و نحو کے ماہران نے کشمیری زبان میں داخل کیے ہیں ۔ یہ صرف یہ ہیں :

(۱) ن ِ (ny - n)
(۲) ژ (Ts)
(۳) ژھ (Tsh)

> "The letter n is pronounced like ny eg. Bene (بِنِ), بمعنی بہن. In Kashmir, the dental T na is pronounced to palatal ny ne."[1]

یعنی گریرسن نے "لنگوسٹک سروے آف انڈیا" میں خاص کر 'نِ' کے بارے میں لکھا کہ یہ آواز صرف کشمیری زبان میں ہی ہے ۔ اس لیے یہ مصمت آواز صرف کشمیری ہی ہے اور خاص زبان کے لحاظ سے کشمیری ہے ۔ جب ہم ان لفظوں میں دیکھتے ہیں جیسے بِنِ بمعنی بہن کِنِ بمعنی پتھر انِ بمعنی اندھا ، زِنِ بمعنی گوشت ، تو اس مخصوص آواز کو ہم کسی اور زبان میں نہیں دیکھتے اور نہ اس کا تلفظ ہی کر سکتے ہیں ۔ اس طرح یہ ایک مخصوص آواز ہونے کی وجہ سے ایک خاص کشمیری زبان کا مصمتہ ہے ۔ جب ہم ایک اقلی جوڑے بن بنِ میں معنوں کا تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا ن میں نون ہے اور اس کے معنی کھیان کے ہیں اور بنِ میں نِ کی آواز ہے اور اس کے معنی بہن کے ہیں تو ہم نے دیکھ لیا کہ زبان کے دو مماثل سے لفاظ میں صرف ایک ایک آواز کے اختلاف کی وجہ سے معنی تبدیل ہوئے ۔ پس نِ ایک مکمل مصمتہ ہے ۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :

> "زبان کے صوتیاتی تجزیے کی بنیاد انہی اقلی جوڑوں پر رکھی جاتی ہے ۔ جن آوازوں کے اقلی جوڑے فراہم ہو جائیں انھیں زبان میں صوتیے کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے ۔"[2]

۱۔ *A Dictionary of Kashmiri Language*, compiled by Grierson and Ishveri Koul, p. 11.

۲۔ اُردو نامہ ، شمارہ ۱۶ ، "اُردو کی بنیادی اور دہنی آوازیں" ، از ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، ص ۹ ۔

قدیم و جدید دونوں ماہر صوتیات نے اس حرف کو کشمیری زبان کے صوتی نظام میں جگہ دی ہے اور صوتیوں کی فہرست (list of phonemes) میں انہیں باقاعدہ شامل کیا ہے ۔ اس طرح نی (ny) کا حرف ہمارے ثناتی حروف میں شامل ہے اور یہ حرف صرف داردی زبانوں میں موجود ہے اور ایسی آوازیں کشمیری ، سندھی اور پشتو زبان میں ملتی ہیں ۔ اس کے علاوہ اور کسی زبان میں یہ آواز میسر نہیں ہے ۔ یہ تالوئی (palatal) آواز ہے ۔ ہمیں کشمیری زبان کے اس حرف میں اقلی جوڑے ملتے ہیں ۔ اس لیے اس لفظ کی منفرد حیثیت کو تسلیم کرنے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ جیسے چم اور چم بمعنی (چم کرنہ ، فیشن کرنا) ژم ٹھانا (کھال ٹھانا) چمن اور زمُن ۔ جمن بمعنی باغ اور ژمُن بمعنی سوکھنے کے ۔ پس چ ور ژ کی منفرد آوازیں اور ان کی مختلف لنوع آوازیں چ اور ژ کی کشمیری زبان میں بحیثیت ایک مصمتے کے قائم کرتی ہے ۔

کشمیری زبان میں ژھ (Tsh) کی اپنی انفرادیت بحیثیت ایک حرف کے بالعموم اور بحیثیت ایک مصمتے کے بالخصوص ہے ۔ جیسے اس کے اقلی جوڑے جو میری نگاہ میں مصمتہ ہونے کے لیے ایک کایہ ہے ، آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔ ژُنٛ ، ژھنُنٛ یعنی چنز بمعنی آڑو کے اور Tshnen ڈالنا کے ۔ چلو (Tselo) بھاگتے ہیں ، (Tshalow) ژھلو بمعنی برداشت کرنے کے ۔ Tselena اور Tshalow بالترتیب بھاگنے اور برداشت کرنے کے معنی رکھتے ہیں ۔ اس طرح ان کے اقلی جوڑوں کی حیثیت سے ژ اور ژھ کی صوتیاتی حیثیت جداگانہ قائم ہوتی ہے پس یہ تین حروف مکمل طور پر کشمیری زبان کے مخصوص مصمتے ہیں یعنی ن ny ژ Ts اور ژھ Tsh ۔ ان حروف کے اقلی جوڑے ملتے ہیں اور ان کی ایک خاص مخصوص آواز ہے اور یہ آواز نئے معنی پیدا کرتی ہے ۔

فارسی ، عربی ، ہندی کے دخیل مصمتے :

اُردو زبان جس کے معنی لشکری زبان کے ہیں اس میں تقریباً ہر زبان کے الفاظ موجود ہیں لیکن اس زبان کو پروان چڑھانے میں زیادہ تر عربی ، فارسی اور ہندی زبان کا حصہ ہے ۔ اس زبان نے بیشتر مصمتے عربی اور فارسی کے اپنائے ہیں ۔ یہی حال کشمیری زبان کا بھی ہے ۔ ق کا مصمتہ

اُردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں موجود ہے ، اگرچہ اُردو زبان میں
کسی قدر تلفظ کیا جا سکتا ہے اور مسلمان دونوں زبانوں میں اس کا تلفظ
کر بھی سکتے ہیں ۔ تاہم ہندوؤں سے اس کا تلفظ کرنا مشکل ہے ۔ چونکہ
میں خود بھی کشمیری زبان بولتا اور لکھتا ہوں ، میں اس نتیجے پر پہنچا
ہوں کہ ق کا تلفظ کم از کم کشمیری اچھی طرح نہیں کر سکتے اور
اکثر (ق) کو (ک) کا ہی تلفظ کرتے ہیں چونکہ مسلمانوں کے گھروں
میں قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی ہے ، قرآن پڑھایا جاتا ہے اس لیے ہم
اس مصمتے کو نظر انداز نہیں کر سکتے ۔

(ف) کی آواز پہلے فارسی میں اور اس کے بعد اہلِ ایران اس کو اپنے
ساتھ لائے اور ہندوستان نے جہاں عربی اور فارسی کے تمام رواج اور
دستور کو اپنایا وہاں اس آواز کو بھی نظر انداز نہیں کیا ۔ چنانچہ اُردو
بولنے والے حتی الامکان اس مصمتے کو اچھی طرح بول لیتے ہیں لیکن جو
لوگ قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے اور اُردو سے بھی ناواقف ہیں ، وہ اس آواز
کا تلفظ نہیں نکال سکتے ۔ اس کے علاوہ (ش) کا تلفظ تو کم از کم ہر شخص
کر سکتا ہے ۔ باقی تمام مصمتے اُردو اور کشمیری میں جو عربی اور فارسی
سے آئے ہیں اچھی طرح تلفظ کیے جاتے ہیں ، بولے جاتے ہیں اور جس طرح
اُردو میں موجود ہیں اسی طرح کشمیری زبان میں بھی ہیں ۔

جہاں تک ہندی کے مصمتوں کا تعلق ہے ۔ اس کے تین مخصوص
مصمتے ہیں ، ٹ ڈ ، ڑ ۔ یہ آوازیں یا مصمتے ہیں جو عربی یا فارسی زبان داں
نہیں بولتے اور نہ ہی ان کا تلفظ کر سکتے ہیں ۔ ڈاکٹر شجاع ناموس ان
حروف کو سطحی حروف اور ''زبان کا مطالعہ'' کے مصنف خلیل صدیقی
نے ان حروف کو بحوالہ ڈاکٹر شوکت سبزواری پس دندانی مصمتے قرار
دیا ہے جن کی ادائیگی میں زبان کسی قدر لپٹ جاتی ہے ۔ ڈاکٹر زور
الھیں کوزی ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ملفوظی مصمتے بتاتے ہیں او
ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ان کو معکوسی کہتے ہیں ۔

کشمیری زبان کے ژ ، ژھ اور ڈ (Tsh ، Ts ، dy) پس دندانی ، زبان
کی نوک سے بولنے والے حروف یا مصمتے ہیں اور ny ne ثنائی مصمتہ ہے ۔
س کی وضاحت ڈاکٹر شجاع ناموس نے اپنی تصنیف 'گلگت اور شینا زبان'

میں کی ہے ۔ گریرسن لکھتے ہیں :

''یہ ایسے مصمتے ہیں جن کا تلفظ سوائے داردی پساچہ زبان جاننے والوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور داردی گروپ میں کافر بھاشا گلی ، کافر کالاشا ، کافر ویرن ، دارد شینا ، دارد کوہستانی ، دارد کشمیری اور کھووار میں آوازیں موجود ہیں اور یہی لوگ ان حروف کا تلفظ اچھی طرح کر سکتے ہیں ۔ جیسے :

ویرن	کالاشا	کافر بھاشا گلی	انگریزی
Su	Sesbese	Aske	He
Shto	*Chan*	*Tshor*	*Four*

کھووار	دارد کوہستانی	دارد کشمیری	دارد شینا
Nash	Soh	Tshe	Tseu
Chor	*Chor*	*Tsor*	*Chor*

میرا مقصد یہ ہے کہ یہ تلفظات صرف داردی گروہ کی زبانوں پر ہی چڑھ سکتے ہیں ۔ ہاں پشتون بھی چ Ts چھ Tsh کا تلفظ اور مصمتہ بول سکتے ہیں ۔''[۱]

مصنف کاشُر زبان لکھتے ہیں :

''ز اور ژھ کا تلفظ ایک خاص تلفظ ہے جس کی آواز 'چ' اور 'س' کی مخلوط آواز کی قسم ہوتی ہے ۔ یہ تلفظ عموماً کشمیری ، پٹھان اور لداخی ہی ادا کر سکتے ہیں ۔ جیسے زنگا ، ماوچے اور چور وغیرہ ۔''[۲]

ویسے مذکورہ تصنیف کے مصنف نے ژ کا تذکرہ نہیں کیا ۔

بہرحال ایک کشمیری زبان بولنے والے اور سننے والے کی حیثیت سے میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ خاص قسم کے مصمتے ہیں

۱- *Linguistic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. VIII, part II, p. 3. (Translated).

۲- ''کاشُر زبان'' ، از میر غلام احمد کشفی ، ص ۲۳ ۔

جن کے تلفظات میں انفرادیت ہے اور یہ مکمل مصمتے ہیں ۔

میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک ہی زبان کے مصمتوں اور صوتیوں کی تقسیم اور درجہ بندی میں مختلف علما و ماہرین کے تجزیے بالکل مختلف ہیں ۔ ہمارے سامنے جو بھی محققین اور ماہرین لسانیات ہیں مثلاً ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ڈاکٹر شجاع ناموس ، ڈاکٹر گیان چند ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، پروفیسر عبدالقادر سروری ، غلام علی الانا ، پروفیسر خلیل صدیقی اور ڈاکٹر زور ، ان حضرات کی تصنیفات و تالیفات و مضامین بالترتیب ابتدائی لسانیات اُردو نامے ، اُردو ادب شمارے نمبر ، لسانیات نمبر ، گلگت اور شینا زبان ، زبان اور علم زبان کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان میں سے کوئی دو حضرات بھی ایک نتیجے پر نہیں پہنچے ۔ اس لیے ہماری متذکرہ تصریحات و تشریحات کافی ہیں ۔ بہرحال آواز اور تلفظ کے بارے میں دنیا کا کوئی شخص دوسرے کو چیلنج نہیں کر سکتا کیونکہ ہر شخص کی طبعی حالت دوسرے شخص سے مختلف ہوتی ہے ، اس لیے دعویٰ کرنے والا کیسے یہ کہہ سکتا ہے کہ مدعا علیہ غلط ہے ۔ کیا اس کی زبان کے خد و خال ، اس کی طبیعت کے رجحانات ، اس کے فطری میلانات ، اس کی جغرافیائی حیثیت یا فطری پرداخت اس جیسی ہے ؟ کیا وہ شخص بھی ان ہی حادثات اور واقعات سے گزرا ہے ؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ اگر ہم دو افراد کو جو ایک ہی گھر میں پیدا ہوئے ہوں ، دو مختلف سکولوں میں تعلیم دلائیں ، جو ایک معمولی سی بات لگتی ہے تب بھی ان کے گفتار اور عمل میں فرق نمایاں ہوگا اور ہم کوئی مقابلے یا مبازرت کی بات تو کرتے ہی نہیں ۔

منفوس مصمتے (Aspirated) :

یعنی وہ مصمتے جو منفوسہ ہیں یعنی جن حروف کو بولتے وقت سانس ذرا کھینچ کر لینا پڑتا ہے ، منفوس مصمتے کہلاتے ہیں ۔ اُردو میں منفوس مصمتے جیسے ڑھ ۔ لھ ۔ مھ ۔ نھ ۔ ٹھ ہیں اور اسی طرح کشمیری زبان میں بھی منفوس مصمتے ہیں ۔ جیسے ٹھ ۔ لھ ۔ مھ ۔ نھ ۔ چھ ۔ ان آوازوں کو ہم روزمرہ زندگی میں استعمال میں لاتے ہیں اور ان کے صوتی تضاد کی مثالیں بھی مل جاتی ہیں :

ڑ - ڑھ : لڑی - بڑھی - اڑی - اڑھی -

تشریح : بڑ - بڑھ -

ل - لھ : دولا - دولھا - پالا - پالھا -

تشریح : دولا ایک پودا -

م - مھ : کمار - کمھار - جامی - جمھائی - (جامی اور جمھائی دونوں درست تلفظ ہیں) -

جہاں تک صوتیوں کا تعلق ہے ، وہ جو اُردو میں ہیں وہی کشمیری میں ہیں - ان کا تذکرہ ہو چکا ہے -

کشمیری زبان کی مثالیں :

ڑ - ڑھ : اڑ بمعنی نصف کرنا - اڑھ بمعنی اڑھی کرنا -

ل - لھ : کل - فکر - کلھ بمعنی سر -

م - مھ : بُم - بُمھ - بُم بمعنی ابرو - بُمھ ابروے -

ن - نھ : کَنَ - کَنھ - کن بمعنی کان ، کنھ بمعنی دھان کا دانہ جو چاول میں رہتا ہے -

ژ - ژھ : ژل - ژھل - ژل بمعنی بھاگنا اور ژھل بمعنی حملہ کرنا -

انفی مصمتے :

انفی یا غنائی آوازوں کے سلسلے میں عرض ہے کہ اُردو میں تین انفی یا غنائی مصمتے ہیں جب کہ میری تحقیق کے مطابق کشمیری زبان میں یہ چار ہیں اور کشمیری زبان کے معروف انفی مصمتے ن - م - نگ - نڑ ہیں اور اسی طرح اُردو میں مصمتے دو ہی ہیں - لیکن ابواللیث صدیقی کی تحقیق کے مطابق تین ہیں اور کشمیری کے بہرحال چار ہیں - چوتھا زائد انفی مصمتہ ہے نڑ ، جو ایک انفرادی حیثیت کشمیری زبان میں رکھتا ہے - اُردو میں نگ ایک زائد انفی مصمتہ قرار دیا گیا ہے - اس کے اقلی جوڑے رنگ - رن - رم - رگ - پانگ - بان - بام - باگ موجود ہیں -

اس طرح اردو کے انفی مصمتے م ن گ نگ موجود ہیں۔ ڈاکٹر ابوالیث صدیقی اور گوپی چند نارنگ دونوں نے نگ کو ایک خاص صوتیوں میں داخل کیا ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث اسے ایک مرکب صوتیہ قرار دیتے ہیں۔ لگتا یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ صوتیہ انگریزی قواعد دان اور سنسکرت قواعد دانوں کی پیروی میں مرتب کیا ہے۔ بہرحال اردو اور کشمیری میں جو انفی مصمتہ شامل نہیں ہے وہ نٖ ہے، جو صرف کشمیری زبان میں استعمال ہوتا ہے اور ایک خاص آواز رکھتا ہے جس کا تلفظ صرف کشمیری بولنے والا ہی کر سکتا ہے۔

اردو کے قابل موازنہ مصمت صوتیوں کے درمیان تضاد :

صوتیہ کی دریافت اور صریق تحقیق سے متعلق ڈاکٹر ڈینیل جونز کی رائے ہے :

"اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ زبان کی کوئی دو آوازیں دو مختلف صوتیوں سے تعلق رکھتی ہیں یا نہیں تو زبان کے لیے کوئی دو ایسے الفاظ تلاش کیے جائیں جو محض ان آوازوں کی وجہ سے مختلف اور ایک دوسرے سے ممیز ہوں۔ اگر ایسے دو لفظ مل جائیں تو یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے گا کہ وہ دو آوازیں دو مختلف صوتیے ہیں۔ اس تجزیے میں صوتیوں کو طریقہ ادا، نقطہ ادا سے اور صوتیوں کے وجود اور عدم وجود میں تضاد کے ذریعوں سے جانچا جا سکتا ہے۔"[1]

طریقہ ادائیگی میں تضاد والے صوتیے :

دولبی ب بھ م پ پھ

باؤ - بھاؤ - پڑو - پھلو -

لب دانتی (labio dental) ف و

فوج - اوج - فلم - ورم - فہم - وہم - فرق - ورق - لعاق - وفاق -

---

۱- *Phoneme, its Nature and Use*, by Dr. Daniel Jones, (Translation) p. 39.

دندانی (dental) ت تھ د دھ

تل ۔ تھل ۔ تن ۔ تھن ۔ تان ۔ تھان ۔ دان ۔ دھان ۔ دن ۔ دھن ۔ دود ۔ دودھ ۔

لثوی (alveolar) ن س ز ل و

آن ۔ آس ۔ آز ۔ آل ۔ آر ۔

معکوسی (retroflex) ٹ ٹھ ڈ ڈھ ڑ

ٹولی ۔ ٹھولی ۔ ڈولی ۔ ڈھولی ۔

تمام معکوسی آوازوں کی توضیح نہ ہونے کے سبب انفرادی اقلی جوڑے پیش کیے جاتے ہیں :

ڑ ۔ ٹ : جڑ ۔ جٹ ، ڑ ۔ ٹھ : اڑ ۔ اٹھ ۔ مڑی ۔ مٹھی ، ڑ ۔ ڈ : اجڑ ۔ اجڈ ، ڑ ۔ ڑھ : گڑ ۔ (گڑھ بمعنی قلعہ) ۔

تالوئی (palatal) ج چھ ش ژ ی

چل ۔ چھل ۔ جل ۔ شل ۔ یل ۔

ژ کا انفرادی اقلی جوڑا (ژ) کے ساتھ (ژرف) اور ظرف سے بنتا ہے ۔ صوتیات میں ''ظرف'' زرف متصور ہوگا اور آئی پی اے رسم الخط میں اس کو zarf لکھا جائے گا ۔

ژ کا ایک اور جوڑا ملاحظہ ہو جس میں ی کے سوا باقی تمام تالوئی صوتیے آ جاتے ہیں ۔

ژالہ ۔ جالا ۔ چالا (چالنا کا ماضی) ۔ چھالا ۔ شالہ (دوشالہ ، گنو شالہ ، پاٹ شالہ) ۔

نرم تالوئی (velar) ک کھ گ گھ خ غ

باک ۔ باگ ۔ باگھ ۔ بانگ ۔ باغ ۔

کھ اور خ اس سیٹ میں نہیں آ سکتے ۔ ان کے متفرق جوڑے پیش کیے جا سکتے ہیں ۔

ساکھ ۔ ساگ ۔ سکھی ۔ سگی ۔ سخی ۔ بچہ ۔ بغیا (باغ کا اسم تصغیر) ۔

غیر منفوس غیر مسموع وقفیے (velar, unaspirated stops)

ب ت ٹ چ ک ق

بان ۔ تان (راگ) ۔ چاش ۔ کاش ۔ ٹاش ۔

غیرمسموع منفوس وقفیے (velar aspirated stops) پھ تھ ٹھ چھ کھ ۔

پھن ۔ تھن ۔ کھن ۔ ٹھن ۔ چھن ۔

مسموع غیر منفوس وقفیے ب د ڈ ج گ

بام ۔ دام ۔ ڈام ۔ جام ۔ گام ۔

مسموع منفوس وقفیے بھ دھ ڈھ جھ گھ

بھر ۔ دھر ۔ جھر ۔ گھر ۔

ڈھ اس سیٹ میں نہیں آ سکتا ۔ دھ کے ساتھ اس کے اقلی جوڑے کی بعض انفرادی مثالیں ملتی ہیں ۔ مثلاً دھاک ۔ ڈھاک ۔ دھک ڈھک ۔

انفی (nasal) م ن نگ

ماتا ۔ مانا ۔ مانگنا ۔ ماما ۔ مانا ۔ مانگا

غیر مسموع صفیری (fricatives) ف س ش خ

فال ۔ سال ۔ شال ۔ خال ۔ ہال ۔

مسموع صفیری (fricatives) و ز ژ غ

والا ۔ ژالہ ۔ وار ۔ زار ۔ غار ۔ والی ۔ غالی ۔ ظرف ۔ ژرف ۔ باغ ۔ باز ۔

مسموع پہلوئی (lateral voice) ر ڑ ل

ل اپنی تقسیم میں اکیلا ہے اس لیے ہم اس کو دستکی (flaps) ر ڑ کے ساتھ شامل کیے لیتے ہیں ۔

گر ۔ گڑ ۔ گل ۔ پر ۔ پڑ ۔ پل ۔ جر ۔ جڑ ۔ چل ۔ ساری سکڑی ۔ سالی ۔

نیم مصوتے (semi vowels)

اُردو میں نیم مصوتہ صرف ی کو شمار کیا جاتا ہے اور یہ غالباً

اس لیے کہ و اور ی کے تضاد کی مثالیں کم یاب ہیں ۔ اعوان ۔ اعیان ۔ واربار ۔ قوام ۔ قیام وغیرہ جوڑوں میں و کی مثالیں نیم مصوتے کی نہیں بلکہ مصمتے کی ہیں ۔ (و) نیم مصوتے کی انفرادی مثالیں مل جاتی ہیں مثلاً سوار ۔ خوار ۔ لوار ۔ دوار ۔ یہاں واؤ کی آواز مصمتے کی نہیں بلکہ نیم مصوتے کی ہے ۔

صوتیہ کے وجود اور عدم میں تضاد

(contrast between a phoneme and its absence)

(پ) پتکا	اتکا	(گ) روگ	رو
پاٹا	آٹا	بھاگنا	بھانا
(ت) تالا	آلا	(بھ) بھائی	آئی
(ٹ) روٹی	روئی	لوبھی	لوئی
(چ) چال	آل	(دھ) دھبا	ابا
(ک) کانا	آنا	دھونی	اونی
کمین	امین	(ڈھ) ڈھب	اب
(پھ) پھٹنا	اٹنا	ڈھائی	آئی
(تھ) تھام	آم	(جھ) جھاڑا	آڑا
تھا	آ	جھور	اور
(ٹھ) روٹھی	روکھی	(گھ) گھاس	آس
ٹھنڈا	انڈا	گھس	اس
(چھ) چھینٹ	اینٹ	(م) مندر	اندر
چھایا	آیا	(ن) نانی	لائی
(کھ) کھارا	آرا	بھانجی	بھاجی
(ق) قادری	آری	گھنٹا	گھٹا
(ب) بن	ان	(نگ) مانگنا	ماتا
(د) مرد	درد	سینگ	سی
(ڈ) ڈول	اول	ہینگ	ہی
ڈوم	قوم	(ف) فرض	عرض
(ج) جتنا	اتنا	فالودہ	آلودہ
لاج	لا		

(س) سیکھ	ایکھ	(غ) دوغ	دو
سلیم	علیم	غنی	انی
(ش) شاہ	آہ	(ق) قلم	الم
شاطر	عاطر	اقلیم	الیم
تلاش	تلا	(ل) لسی	اسی
(خ) خالو	آلو	لیل	لے
اخگر	اگر	لاج	آج
خیام	ایام	(ر) رنگ	انگ
(ہ) ہاری	آری	جبر	جب
(ح) حالات	آلات	ارزاں	ازاں
(و) کوئی	کئی	(ڑ) کروڑ	کرو
وعظ	آز	مروڑ	مرو
(ز) زوج	اوج	کوڑی	کوئی
زماں	اماں	(ی) یاس	آس
(ژ) ژالہ	آلہ	یُسرت	عُسرت

کشمیری زبان کے قابل موازنہ مصمت صوتوں کے درمیان تضاد :

(الف) طریق ادا میں تضاد والے صوتیے :

دولبی پ پھ ب بھ م

(پکن) (بمعنی چلنا) پکھ سہ جل جل (جلدی جلدی چلو بھئی)

(پھکن) (بمعنی بدبو) یپنر ُچھ ایواں پھکھ (اس طرف بدبو آتی ہے)

(بوہکہ) (بمعنی چراگاہ) تیر سورکہ بھکہ (بھیڑ چراگاہ کو بھیجی گئی)۔

(بہک) (بمعنی بگڑنے کے) اسہالہ ٓمستہ بہک (اسماعیل بہک مت جاؤ)۔

(سہک) (بمعنی خوشبو) وچھ کیاہ جاں چھ مہک ساں باغچ (دیکھیے ہمارے باغ کی مہک کتنی اچھی لگتی ہے)

لب دنتی (labio dental) و ف

فرق - ورق ۔

مُش (بمعنی لاپروا) سہہ پکھ مش پانہ (لاپروائی سے مت چل)

ُوش (بمعنی آہ بھرنا) وش سہہ تراؤ (آہیں مت بھر)

تھم - وہم -

دنتی (dental) ت تھ د دھ

تلن (بمعنی پکنے کے) تمہ تلن مازہ (وہ گوشت تلیں گے)

تھلن (بمعنی کسی درخت کے پتے جب کلہاڑی سے اتارتے ہیں) اسہ تھلو ویرہ (ہم بید کے درخت کے پتے اتاریں گے)

دھن - دھلن (دھان سے چاول نکالے کو کہتے ہیں) اسہ دھلو دھان (ہم دھان سے چاول نکالیں گے)

لثوی (alveolar) ن س ر ل ر

مان (بمعنی مقابلہ کرنے کے) بہ ہیکہ نہ چھ سا لتھ کرتھ مان (میں آپ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں)

ماس (بمعنی خالہ کے) ازہ گچھ بہہ ماسہ ہند (آج میں خالہ کے ہاں جاؤں گا)

ماز (بمعنی گوشت کے) ازہ ُرن اسہ ماز (آج ہم نے گوشت پکایا ہے)

مال (بمعنی جائداد) کرمن انہہ سٹھا مال کشیرہ (کریم کشمیر سے کافی مال لایا)

مار (بمعنی خون ریزی کے) عمن مامن کر کافی مار (احمد اور مامن نے کافی خون ریزی کی)

معکوسی (retroflex) ٹ ٹھ ڈ ڈھ ڑ

ٹس (بمعنی گھسیٹنے کے) تمہ ٹس بوتہہ سہل (اس نے چمار کے اندر موسلا گھسیٹا)

ٹھس (بمعنی آواز) مہہ ُبوز بدنہہ ٹھس (میں نے برتن کی آواز سنی)

ُڈس (بمعنی ڈسنے کے) سر پھن ڈس احمد (سانپ نے احمد کو ڈسا)

ُڈھوس (بمعنی دن کو کھانے والا) احمد ُچھ از ُدھل ڈھوس (احمد روزہ کھا رہا ہے)

تالوی (palatal) چ چھ ژ ژھ ج جھ ش

چم (فیشن کرنا) عیدِ دہ چھہ لوکھ چم کران (عید کے دن لوگ فیشن کرتے ہیں)

چھم (ساز سے) سلمہ آئی چھم چھم کران مالین) سلمہ چھم چھم کرتی میکے آئی)

ژم (بمعنی چمڑہ) بہہ والئے ژم (میں تمہاری کھال اتاروں گا)

ژھم (گاؤ چھ کھیوان ژھم (گائے مصلہ کھاتی ہے)

جم (بمعنی جام جم) جام جم مانیا ُلب لیب چ ڈ مہ جام جمے

جھم واگیو ہو تلہ جھم تہہ والنج دم (جھم ایک بہاری کشمیری میں ہے)

نرم تالوی (velar) ک کھ گ گھ نگ ح غ

کل (بمعنی فکر) مہہ چھ چ نہہ ُکل (مجھے تمہاری فکر ہے)

کھل (بمعنی کھلیان) اسہ کروہن دانہہ کھلن منز جمع (ہم اپنے دھان کھلیان میں جمع کریں گے)

گل (بمعنی رخسار) فاطمن گل چھ شتل آکھ (فاطمہ کے رخسار پر چیچک کا دھبہ ہے)

گھل (بمعنی مرنے کے) افضل گھل پنیو اتوارو (افضل اپنے کرتوت کے مطابق مر گیا)

نگل (بمعنی نگلنے کے) مہہ نگل آلودہ (میں نے آلو نگل لیا)

خل (بمعنی کھلے) یزار لرہ چھ ستیا تخل (شلوار کے پائچے کافی کھلے ہیں)

غلہ (لمبی گھونٹ بھر) دودہ چیتو دامہ دامہ غدہ غلے (گھونٹ گھونٹ کر کے دودھ پیو)

(ب) **لفظہ ادا میں صوتیوں کا تضاد :**

غیر منفوس غیر مسموع وقفیے (unaspirated stops)

پ ت ٹ چ ک ق

پرن (بمعنی جگہ) اسہ چھہ ہن پرن (ہمیں اپنی جگہ ہے)

ترن (بمعنی ٹھنڈا) ترن آب چہ (ٹھنڈا پانی پیو)

ٹرن (بمعنی ڈنڈا) ڈونہہ وال ٹرنہہ ساتھ (اخروٹ ڈنڈے سے اتارو)

چرن (بمعنی بیماری) کیہ سہ چرن چیہہ سہ کیا (آپ کو بیماری ہے)

کرن (بمعنی کرنے کے) تلہ کرن یہ کام (وہ یہ کام کریں گے)

قرن بمعنی معماروں کا اوزار) قرن ساتھ سنبھال دس (اوزار سے دیوار سنبھالو)

انفی (nasals) م ن لگ

مام (بمعنی ماموں) مام آؤ (ماموں آ گئے)

مان ژہ مان یہ چھ درست (تم اس کو درست مان لو)

مانگ (بمعنی مانگنے کے) از کلہ چھہ لڑکن ہنز سٹھہ مانگ (آج کل لڑکیوں کی کافی مانگ ہے)

مال (بمعنی تودہ) رحیمن واجہ شینہ مال (رحیم نے برف کا تودہ اتارا)

کم (بمعنی کم) اسہ پونسہ چھ وہہ کم (پیسے ابھی کم ہیں)

رمضانن زنانہ پننہ زنان کن (رمضان نے اپنی بیوی کا کان کاٹا)

کنگ (بمعنی زعفران) پانپرہ چھہ کنگ پیدہ سپدان (پانپور میں زعفران پیدا ہوتا ہے)

کن (بمعنی پتھر) رمضانس سہ لائے کن (او رمضان پتھر مت مارو)

مسموع صفیری (fricatives) ف س ش خ ہ

فال (بمعنی فال) اس وچھوؤ فل (ہم نے فال سے تفسیر دیکھی)

سال (بمعنی سالی) سال تہہ گیہ پنن سل (سالی بھی اپنی ہی ہوتی ہے)

شال کشمیر ہند شال حق سیٹھاہ مشہور (کشمیر کے شال کافی مشہور ہیں)

خال (بمعنی تل) تمس چھ ڈیکس خال (اس کے ماتھے پر تل ہے)

ہل (بمعنی بڑا کمرہ) یہ ہال چھ کھاندرک انتظام بابتھ جان (شادی کے انتظام کے لیے یہ ہال اچھا ہے)

مسموع صفیری (vd ; fricatives) و ز غ

وو (بمعنی دوڑنے کے) مسہ وو (مت دوڑو)

دز (بمعنی جلنے کے) مسہ دز (مت جلو)

دغ (بمعنی درد) کیاہ دغہ آسہ ژہ (تم کو کیا درد ہو سکتا ہے)

والی (بمعنی مالک) سوہنہ والی چھ خدا (ہمارا مالک خدا ہے)

دالی (بمعنی دال) کھینہ والی لوکھ کتہ لڑن (دال کھانے والے کب لڑ سکتے ہیں)

داغی (بمعنی داغ والے) یہ ننگ چھہ داغی (یہ ناشپتیاں داغدار ہیں)

پہلوی اور دستکی (lateral flaps) ل ر ڑ

زل (بمعنی پیشاب) کیازہ چھک کراں زل جل جل (تم پیشاب جلدی جلدی کیوں کرتے ہو)

زر (بمعنی سونا) احمد چھہ سٹھاہ زر والہ (احمد سونے والا ہے)

زڑ (بمعنی گزارہ کرنا) مسہ کڑ زڑ (گزارہ کرنے کی کوشش مت کرو)

نیم مصوتے (semi vowels) و ی

سوار ۔ نوار ۔ جوار ۔ تیار ۔ عیار ۔

عربی کے متشابہ الصوت حرف کی صوتیاتی حیثیت کا مسئلہ :

''صوتیہ انگریزی لفظ (phoneme) کا ترجمہ ہے ۔ فونیم جدید اصطلاح ہے ۔ لیکن اتنی جدید بھی نہیں جتنی عام طور پر سمجھی جاتی ہے ۔ ڈاکٹر فرتھ کے خیال میں یہ اصطلاح صدا (Phone) کے مقابلے میں اس سے مختلف اور قطعی طور سے ممتاز مفہوم کے لیے ۱۸۷۹ء میں وضع ہوئی ۔''[1]

صوتیہ کے معنی ہیں صوت کی طرف منسوب اور اس سے متعلق ۔ صوتیہ ہے شبہ صوتی اکائی (phonological unit) ہے جسے مزید اکائیوں

۱۔ *Phoneme, Its Nature and Use*, by Daniel Jones. (translation) p. 38.

میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن صوتیہ کے تصور کی بنا صوتی اکائی کی ماہیت یا اصلیت پر نہیں ، اس کے استعمال یا منصب (function) پر ہے ۔

''الفاظ آوازوں سے ترکیب پاتے ہیں ۔ آوازیں مختلف ہیں ۔ آوازوں میں کیا اختلاف ہے اور کس نوعیت کا اختلاف ہے ، اس مسئلے کا تعلق صوت سے ہے یا یوں کہیے کہ اس علم سے ہے جس کا موضوع صوت ہے ۔ مثلاً ب ، پ ، اُردو اور بعض دوسری زبانوں کی دو مختلف آوازیں ہیں ۔''[۱]

اُردو میں ا اور ع کی آواز ، ت اور ط کی آواز ، س ، ث اور ص کی آواز ، ح اور ہ کی آواز ، ذ ، ز ، ض اور ظ کی آواز ایک سی ہے ۔ عربی والوں کے نزدیک ان آوازوں میں فرق ہو تو ہو ، اُردو والے اکثر ان آوازوں میں کوئی فرق نہیں کرتے ، ایک ہی طرح بولتے ہیں اس لیے ان آوازوں کی ترجمانی کے لیے ہر گروہ سے صرف ایک ایک حرف ہی لے لینا کافی ہوگا ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس کی وضاحت کرتے ہیں :

''(۱) ا ، ع (۲) ت ، ط (۳) س ، ث ، ص (۴) ز ، ذ ، ظ ، ض (۵) ہ ، ح میں سے صرف ا ، ت ، س ، ز اور ہ کو لیا جائے ۔ باقی آٹھ حروف ع ، ط ، ث ، ص ، ذ ، ظ ، ض اور ح کو اُردو رسم الخط سے خارج کر دیا جائے ۔''[۲]

ان کے نزدیک اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اُردو املا کی وہ دقتیں ختم ہو جائیں گی جو آوازوں کی کثرت کے سبب محسوس ہوتی ہیں اور اُردو کی ترقی کی رفتار تیز تر ہو جائے گی ۔ یہ تجویز بہت معقول ہے ، اس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ آٹھ حروف صرف عربی میں ہی موجود ہیں ۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری ان تمام حروف یعنی ذ ، ض ، ظ ، ث ، ص ، ت ، ط ، ح ، ہ ، ع کے الگ الگ صوتیے (فونیم) ہونے پر زور دیتے ہیں جب کہ ڈاکٹر مسعود حسین خاں ، ڈاکٹر گیان چند ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ان حروف کو اُردو کے صوتیوں میں جگہ دیتے ہیں ۔

۱۔ ''اُردو لسانیات'' ، از ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ص ۹۴ ۔
۲۔ ''زبان اور اُردو زبان'' ، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، ص ۷۰ ، ۷۱ ۔

یہ حروف جس طرح اُردو کے صوتیے ہیں اسی طرح کشمیری زبان کے بھی ہیں۔ یہ درست ہے کہ کشمیری لوگ ماسوائے ان علماء کے جو عربی سے واقف ہیں ان حروف کا تلفظ پیش نہیں کر سکتے ا ت س ز اور ہ کا ہی تلفظ کر سکتے ہیں اور باقی حروف صوتیوں میں شمار نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کشمیری ق اور ک ، ا اور ع ، س اور ص ، ظ اور ز میں فرق کر ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح وہ گ اور غ میں بھی تمیز نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ہم کشمیری زبان میں غ کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ کوئی کشمیری مرزا غالب کو غالب نہیں کہے گا بلکہ گالب ہی تلفظ کرے گا۔ پس اسی طرح وہ خ اور کھ ، پ اور پھ ، ب اور بھ ، ت اور تھ ، ج اور جھ ، چ اور چھ ، د اور دھ ، ڈ اور ڈھ میں بھی فرق نہیں کر سکتا۔

بہرحال ع ی د ن طبقہ جو صوتیات سے واقف ہے وہ ان حروف کے تلفظ پر قدرت رکھتا ہے۔ راقم الحروف چونکہ اہل زبان ہے چنانچہ دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ کشمیری اہل زبان بھی ان حروف کا تلفظ اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ بہرحال ان زیر بحث حروف کا مسئلہ صوتیاتی نقطہ نظر سے دونوں زبانوں کے لیے یکساں ہے۔ جہاں تک ان حروف کو املا اور کتابت میں باقی رکھنے کا تعلق ہے تو اُردو اور کشمیری میں اب تک ان کا وجود قائم ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فونیم کے زمرے میں ان کو شامل کیا جانا چاہیے یا نہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم جان لیں کہ صوتیہ کسے کہتے ہیں ، اس کا معیار کیا ہے ، جسے جانچ کر ہم فونیم اور غیر فونیم میں تمیز کر سکتے ہیں۔

گلیسن (Gleason) جو علم الاصوات کے بہت بڑے ماہر ہیں ، میں ان کی رائے اس سلسلے میں پیش کروں گا۔ وہ کہتے ہیں :

"We may define a phoneme as a minimum feature of expression system of a spoken language, by which one thing that may be said is distinguished from any other thing which might have been said Thus, if two utterances are different in such a way that they suggest to the hearer different contents, it must be because there are differences in the expression. The

difference may be small or extensive. The smallest difference which can differentiate utterances with different contents, is a difference of a single phoneme."[1]

متذکرہ الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ دو لفظوں کا صوتیاتی فرق جو ان کے معنی اور وضاحت کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کرے، فونیم کہلاتا ہے۔ فونیم کا تعلق صرف تلفظ اور بول چال سے ہے اور اس طرح صوتیات کا تحریر یا رسم الخط یا املا سے کوئی تعلق نہیں۔ صوتیات کی شناخت کے طریقے کے بارے میں گلیسن لکھتے ہیں:

"Phonemes always refer to sounds never to spellings, he says, we must compare samples of spoken English that are distinct both in expression and content."[2]

اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ معنوی اور صوتی اختلاف سے ہم صوتیہ کا تعین کر سکتے ہیں۔ معنوی اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اقلی جوڑے کے دو ہم وزن لفظوں میں کسی ایک آواز کے فرق سے معنی کا اختلاف پیدا ہو جائے اور صوتی اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اس زبان کے بولنے والے ان دو مختلف آوازوں کو مختلف مخارج سے ادا کرتے ہوں اور بولنے اور سننے والا سن کر اس فرق کو محسوس کرے۔ اس وقت جن حروف سے ہماری بحث ہے یہ حروف صحیح معنوں میں عربی کے حروف ہیں اور ان کی آوازیں اُردو اور کشمیری زبان میں اصلی معنوں میں موجود نہیں۔ عربی میں ان مشابہ حروف کی آوازیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن اُردو یا کشمیری زبان میں وہ حروف لکھے ضرور جاتے ہیں مگر بولنے میں ان کا تلفظ ایک ہوتا ہے۔ کسی زبان میں مختلف آوازوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ ایک صوتیاتی مجموعے کو دوسرے صوتیاتی مجموعے سے ممیز کر سکے اور گڈ مڈ نہ ہونے دے۔

فونیم کا مقام حاصل کرنے کے لیے دو شرطوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی معنوی اور صوتی اختلاف۔ ان میں معنوی نسبتاً بنیادی اور نسبتاً

۱- *An Introduction to Descriptive Linguistics*, by Gleason, chap. I, p. 9.

۲- Ibid., chap. II, p. 18.

زیادہ اہم ہے ۔ ٹال ، پال ، تال ، جال ، چال ، حال ایسی مثالیں ہیں جو معنوی اختلاف کو واضح کر دیتی ہیں ۔ جال اور چال میں پہلے حروف ج اور چ کے اختلاف کے باعث جس طرح معنی میں فرق پیدا ہو گیا ہے ، بعینہ اسی طرح ثواب صواب ، زم ضم ، حال ہال ، جیسے جوڑوں میں ث س ص ، ذ ض اور ح ہ کی وجہ سے امتیاز قائم ہوتا ہے اگر ہم صواب ثواب کو سواب لکھیں یا ذم اور ضم کو زم لکھیں تو نتیجہ یہی ہوگا کہ زبان کے اندر مختلف المعانی الفاظ کی بھرمار ہو جائے گی جس سے اُلجھن کے سوا زبان کی کیا خدمت ہو سکتی ہے ۔ زبان میں بر اگر بمعنی بوجھ ، پھل ، دفعہ کے سے الفاظ اگر موجود ہیں تو یہ مجبوری ہے جسے برداشت کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن یہ مجبوری یا ایسے الفاظ کی ایجاد کس ضرورت کو پورا کرتی ہے ۔

گوپی چند نارنگ نے ق کو صوتیہ کا درجہ اُردو میں دیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں ق خالص عربی صوت ہے اور سوائے اُردو کے اور کسی ہندوستانی زبان میں استعمال نہیں ہوتی ۔ دراصل مخرج کے اعتبار سے ق او ک دو مختلف آوازیں ہیں ۔ ک غشائی (velar) آواز ہے اور ق کوے یا لہات سے ادا ہونے والی لہاتی آواز ہے ۔ چونکہ اُردو بولنے والے لہاتی ق کے تلفظ پر قادر نہیں اور اسے غشائی ک میں بدل دیتے ہیں اس لیے ق کو ک کی ذیلی صوت ماننے پر زور دیا جاتا ہے لیکن ذیلی صوت ماننے کی شرط یہ ہے کہ آوازوں کے باہم تبادلے سے معنی متاثر نہ ہوں :

"اُردو میں ایسے الفاظ موجود ہیں ۔ اگر ق کی جگہ ک یا ک کی جگہ ق استعمال میں لایا جائے تو معنی بدل جائیں گے ۔ مثلاً

قابل ۔ کابل	قاصد ۔ کاسد	قاش ۔ کاش
قضا ۔ کذا	قرن ۔ کرن	قد ۔ کد
قرنا ۔ کرنا	قل ۔ کل	

ان مثالوں کے پیش نظر ق کو ک کی ذیلی صوت نہیں مانا جا سکتا بلکہ اسے بھی اُردو کی بنیادی آواز یعنی فونیم تسلیم کرنا پڑے گا ۔"[۱]

۱۔ "اُردو نامہ" کراچی ، شمارہ ۱۰ ، ص ۱۳ ۔

عربی کے مندرجہ ذیل حروف جو اُردو ادب میں دخیل الفاظ کے طور پر عموماً مستعمل ہیں ، امتیاز کا باعث بنے ہیں ۔ الفاظ کے بہت سے جوڑوں میں ان حروف کی وجہ سے فرق کیا گیا ہے :

ذ ۔ ض = ذم (مذمت) ۔ ضم (ملانا) ۔

ز ۔ ظ = مزل (ذلیل کرنے والا) ۔ مظل (سایہ فگن) ۔

ذ ۔ ز = ذاخر (ذخیرہ کرنے والا) ۔ زاخر (جوش زن) ۔

ض ۔ ظ = مضل (گمراہ کرنے والا) ۔ مظل (سایہ فگن) ۔

ض ۔ ز = مضل ۔ مزل ۔

ظ ۔ ز = ظاہر ۔ زاہر ۔

ع ۔ ا = علم (جھنڈا) ۔ الم (غم) ۔

ث ۔ ص = ثواب ۔ صواب ۔

ث ۔ س = ثانی ۔ سانی (بھیگی ہوئی کھل اور چارے کی آمیزش) ۔

ص ۔ س = اصرار ۔ اسرار (راز) ۔

ہ ۔ ح = ہال ۔ حال ۔

مصوتوں کا صوتیاتی تجزیہ :

اُردو اور کشمیری زبان کے مصوت صوتیوں (vowel phonemes) میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ۔ تقریباً جو مصوتے اُردو میں ہیں وہی مصوتے کشمیری زبان میں بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ ظاہر بات ہے کہ اُردو ایک وسیع زبان ہے ۔ اس میں ہر زبان کے لفظ کا صحیح تلفظ پیش کرنے کے لیے ہر قسم کے صوتوں کی گنجائش موجود ہے ۔ اسی طرح کشمیری زبان جس کی خصوصیت اس کا نہایت پیچیدہ اور لطیف نظام حروف علت ہے ، اس میں ایسے باریک مصوتے موجود ہیں جن کے وجود کو صرف بولنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے ۔ سننے والے کو وہ سنائی ہی نہیں دیتے اگر سنائی دیتے بھی ہیں تو سخت کوشش اور توجہ کے بعد ۔ اس کے علاوہ اس کی صوتی شکلیں ایسی پُر اسرار ہیں کہ ان کو صوتی علامات میں قلمبند

کرنا اور ان کی حقیقت کو سمجھنا ایک ماہر صوتیات کے لیے بھی نہایت مشکل ہے۔

اُردو زبان کے مشہور مصوتے جو تعداد میں دس ہیں دونوں زبانوں میں یکساں ہیں۔

مصوتوں کے صوتیاتی تجربے میں بھی جو طریقہ تجزیاتی طور پر ہم نے استعمال کیا ہے، وہ وہی مصمتوں والا اقلی جوڑوں کے ذریعے تضاد کا طریقہ ہے۔ جیسے

ای : ا ۔ ایرادی (الزامی) ۔ ارادی ۔

ای : اے = ایجاز ۔ اعجاز ۔

ا : اے = اکا ۔ ایکا ۔

او : ا = اونے ۔ ان ۔

عو : او = عود (خوشبو دار لکڑی) ۔ اودا (بینگنی رنگ کا) ۔

ا : او = اس : اون ۔

ا : اے : اے ۔ اے (حروف ندا) ۔

او : او = اور (کنارا ۔ سرا) ۔ اور (حروف عطف) ۔

آ : او = آلہ ۔ اولہ ۔

آ : او = آج ۔ اوج ۔

آ : آ = آب ۔ اب ۔

آ : ا = آنٹ (الاچ) ان ۔

اُردو زبان کے انفیائی مصوتے :

اُردو میں ہمارے پاس کچھ ایسے حروف بھی ہیں جن کو ناک سے ادا کیا جاتا ہے اور یہ سادہ حروف کے علاوہ ہیں ۔ ان حروف کو ہم انفیائے مصوتے کہتے ہیں ۔ مگر ہم ان کو وہی جگہ دیتے ہیں جو سادہ مصوتوں کی ہمارے پاس ہے ۔ سادہ اور انفیائے مصوتوں کے درمیان تضاد کی چند مثالیں اقلی جوڑوں کی حیثیت سے پیش کرتا ہوں :

سادہ	انفیائی
آدھی	آندھی
باس	بانس
بالی	بالیں
لُو	لُوں
مے	میں
روئے	روئیں
جائے	جائیں

کشمیری کے انفیائی مصوتے :

سادہ	انفیائی
اپتھ (آؤ)	اینتھ (اگر وہ آئے)
مزہ	منزہ (درمیان میں)
ماش	مانش (بھینس)
رچھاؤ (اس نے پالا)	رچھان (پالنے والا)
ڈوہ (جھاڑو ماروں)	ڈواں (جھاڑو مارنا ہے)
مہ کر (مت کر)	ماں کر (مت کر)
کھمہ (میں کھاؤں گا)	کھاں (کیا میں کھاؤں)
لوچ (مزہ)	لونچ (دوپٹہ کا کنارہ)
من (چالیس سیر)	من (پیار کرنا)

ں (ں ایک خاص قسم کی انفیائی آواز ہے جو کشمیری زبان میں ایک اضافی آواز ہے) ۔

● ● ●

چوتھا باب

صوتی اور معنوی تبدیلیاں

صوتی تبدیلیاں :

یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کوئی زبان بھی ایسی نہیں ہے جس کے خدوخال یا جس کی ہیئت آخری یا حتمی ہو اور تغیر پذیر نہ ہو ۔ استدلالی طریقے سے زبان اور صوتی پہلو ، الفاظ اور جملوں کی ساخت کے پہلو ، معنیات اور احساسات کے پہلو ، صوتیات اور صوریات کے پہلو میں تمیز کی جا سکتی ہے ۔ ان تمام پہلوؤں میں یعنی الفاظ ، جملوں کی ساخت ، صوریات ، لب و لہجہ ماہرین لسانیات کے لیے صوتیاتی تبدیلی کا پہلو مرکزی حیثیت رکھتا ہے ۔ صوتی پہلو ماہر لسانیات کے لیے معنوی پہلو سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے ۔ کیونکہ نتیجتاً اس سے زبان کو پرکھنے کا موقع زیادہ بہم پہنچتا ہے ۔ پس صوتی تبدیلی قدرتی طور پر الفاظ ، اور الفاظ کی صورت اور ہیئت ، جن میں وہ نمودار ہوتی ہے ، پر بھی اثر انداز ہوتی ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ بہت سی صوتی تبدیلیاں دائمی طور پر کم و بیش ذخیرہ یا سرمایہ الفاظ کی وجہ سے بھی وجود میں آتی ہیں ۔ البانوی زبان کی قدیم ٹکسالی صوتی تغیرات کی مثال ملاحظہ ہو ۔ ہند یورپی ہوبکی یعنی بندشی غیر مسموع مصمتی آوازیں قدیم البانوی زبان میں قدیم انگریزی سیکسن (شمالی جرمنی) قدیم ہائے جرمن الفاظ میں :

"Latin :	German :	Old English :	Old Icelandic :
pes	*fotus*	*fot*	*fotr*

Old High Germanic."
fouz

گریفٹ کے بیان سے مندرجہ بالا مثال مزید واضح ہو جاتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

"A methodological distinction is suggested between phonetic, accentual, morphological lexical semantic and syntactical change The first of these namely, the change of sounds, has received by far lion's share of the attention and interest of linguists. The reasons are not far to seek Sounds are more palpable entities than meanings and syntactical relations and consequently lend themselves to a more scrutiny. Since changes of sounds naturally affect also the words and word forms in which they occur, morphological, and lexical developments often appear as mere results or corollaries of phonetic modifications. Moreover, whereas the transformations of words, word forms, meaning, and syntactical symbolization seem to be extra ordinarily recalcitrant to synthetic formulation, phonetic changes more readily satisfy the desire for generalization so that the coining of the term "Phonetic Laws" was naturally prompted by the facts.

A classical example is furnished by the so called Germanic sound shifts. The Indo European Tenues, that is, the voiceless stops P.T K. became in primitive Germanic the voiceless spirants F. O. X ; Compare Lat. *Pes*, Goth. *Fotus*, O.E. *Fot*, O.H.G. *Fouz*, O. Icel *Fotor* (foot) ; Lat. *Pecu*, Gothic. *Faihu*, O.E. *Feoh*, O S. *Fehu*, O.H.G. *Fihu* (cattle)."[1]

جس طریقے سے انڈو یورپین زبانوں میں صوتیاتی تبدیلیاں وجود میں آئیں اسی طرح ہند آریائی ، ایرانی آریائی پساچہ ، زبانوں میں بھی صوتی تبدیلیاں وجود میں آئیں ۔ سنسکرت یا جدید آریائی زبانوں کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انڈو یورپین زبانیں نہ صرف اپنے باہمی خاندانی رشتوں میں منسلک ہیں بلکہ ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں

۱- *Language and Languages*, by Willam L. Craft, p 220

کا بھی زبانوں کے اس خاندان سے صوتی اشتراک و اختلاف ہے ۔ چنانچہ جغرافیائی اور نسلی اسباب کی بناء پر لب و لہجے کے تفاوت ، تلفظ اور آواز کا فرق ایک قدرتی امر ہے ۔

جس طرح انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں طبعی رجحانات بدلتے رہتے ہیں اسی طرح زبان اور اس کے الفاظ بھی دیگر داخلی اور خارجی عوامل کی بدولت صوتی لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں ۔ ایک ہی لفظ جو ایران میں کچھ ہے ، ہندوستان میں اس کا صوتی لہجہ دوسرا ہے ظاہر بات ہے کہ انسان کے گلے کی ساخت میں ہزاروں رگیں ، پٹھے اور شریانیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک سُر کی آواز نکالتی اور ایک نیا راگ پیدا کر دیتی ہے یعنی انسان کے گلے میں جو انسان کی طرح دنیا کے تمام گلوں کا خاصہ ہے ، قدرت نے اول ہی سے ہر ایک آواز کی صلاحیت و قدرت پیدا کر دی ہے ۔ سب سے اول تین مفرد حرکتوں کو خواہ آوازوں کو منضبط کیا جنھیں ہم اعراب یا حرکات ثلاثہ سے نامزد کرتے ہیں ۔ یہ تینوں آوازیں زمانہ پیدائش سے انسان کے ساتھ ساتھ چلی آئی ہیں ۔ دنیا کے تمام دھندے آ ا اُ میں موجود تھے ۔ سید احمد دہلوی لکھتے ہیں :

> ''جب لوگوں میں اول اول تمدنی مادہ پیدا ہوا ، گھر بار بسا کر رہنے لگے اور مل جُل کر یک جگہ اٹھنے بیٹھنے لگے تو انھوں نے اپنے اپنے مخاطبوں حاضر اور سامنے کے لوگوں سے خطاب کرنے کے لیے آ اشارہ ، قریب کے واسطے اِ کنایہ ، بعید کے لیے اُ استعمال میں لایا ۔''[1]

پس یہ تین حرکات ظاہر ہے انسان نے سانس کی بدولت استعمال میں لائیں ۔ ان میں سے کسی حرف کو یا آواز کو حلق سے نکالا ، کسی کو تالو سے ، کسی کو نوک زبان سے ، کسی کو دانتوں سے اور کسی کو ناک کی شراکت سے بنایا اور مفرد حرفوں کا لفظ سے کام لینے لگا ۔ کبھی ہوا کو چلتے ہوئے دیکھ کر اس کے چلنے کی نقل سائیں سائیں کے لفظ سے ادا کی ۔ کبھی پانی کو برستے ہوئے دیکھ کر اس کی سُریلی آواز کو چھم چھم سے تعبیر کیا ۔ اسی طرح کتے کے بھونکنے کو بھوں بھوں سے

۱۔ ''علم اللسان'' ، از منشی سید احمد دہلوی ، لاہور ، ص ۱۸ ۔

پکارنے لگے۔ ان تمام آوازوں کو جیسے میں نے ذکر کیا ہے ، حلق ، تالو ، ناک ، زبان ، دانت ، ہونٹ ادا کرتے رہے۔ انسانی اعضاء کے اختلاف کی وجہ سے بھی آوازیں مختلف دہانوں سے مختلف ادا ہوتی رہیں۔ پس اگر فطری طور پر کسی فرد کے جسم کے ان اعضاء میں مثلاً کان ، ناک ، آنکھوں ، تالو ، زبان ، ہونٹوں ، حلق یا طبعی یا نفسیاتی نقص ہو تو ایسے فرد کو بھی لفظ کی ادائیگی میں دقتیں پیش آ سکتی ہیں۔ جس سے صوتی تبدیلی میں فرق یا امتیاز پیدا ہو سکتا ہے۔ جو امتیاز طبعی اور نفسیاتی لحاظ سے پیدا ہو سکتا ہے ، اس کے بارے میں ہرمن پال (Harman Paul) لکھتے ہیں :

> "The following points challenge our consideration: In the first place the movements of the organs of language as, orginated by the excitement of the motor nerves and the muscular activity thereby awakened: secondly, the series of sensations; thirdly, the sensations of tone produced in the nerves among whom, under normal circumstances, the speaker himself must be reckoned. These sensations are not physiological but psychological processes as well. Even after the physical excitement has passed away, these sensations leave a lasting psychical effect, viz; in the shape of memory pictures which are of the greatest importance for sound change."[1]

متذکرہ دلائل کی روشنی میں ہم نے اخذ کیا ہے کہ انسانی آواز میں ہنگامہ آفریں با حرکت آفریں حس کو اولیت حاصل ہے جسے motory sensations کہا گیا ہے اور ہم اسے نطق کہیں گے۔ دوم سلسلۂ ہیجان (series of sensation) اور سوم آواز کا تاثر (sensation of tones) ہے۔ ان تمام اعضا کا ارتقا یا ان حرکات کے ارتقا کے مدارج انسانی زندگی میں اس وقت ختم ہو جاتے ہیں جب ہم دیکھتے ہیں کہ ماں کی گود سے

۱۔ *Principles of the History of Language*, by Hermann Paul, p. 36.

نکل کر جب طفل شیر خوار کی غوں غاں والی بے ہنگم آواز میں ترتیب اور تنظیم آ جاتی ہے اور آواز کے تینوں اہم عنصر درست طریقے سے کار فرما ہوتے ہیں تو اس وقت اس پر بیرونی زبانوں یا آوازوں کے اثرات اثر پذیر ہونے لگتے ہیں ۔ انسان اس دور میں کتنی ہی کوشش کرے کہ وہ اپنے آزمودہ مخصوص لہجے میں ایک ہی نہج پر بولے گا لیکن کافی مہارت اور مشق رکھنے کے باوجود بھی وہ خطا کھا جائے گا ۔ اس کی مثال ہرمن پال یوں دیتے ہیں :

"Any one's handwriting may be as defined and characteristic as you please, and his general peculiarities may be at once recognisable, still he will not reproduce each time he writes, the same letters and the same combination of letters in absolutely the same way. It must be the same with the movements whereby sounds are produced." [1]

پس ایک خاص صوتی ہم آہنگی تمام زبانوں میں موجود ہے ۔ جو خاص اور اہم بات صوتی تغیرات میں پیدا ہو سکتی ہے وہ مختلف بولنے والے لوگوں کی مختلف اعضائے گویائی کی وجوہ ہو سکتی ہیں ۔ بقول ہرمن پال :

"Much depends as Sievers has shown, in this case on the so called neutral position of the organs." [2]

پس یہ ایک قدرتی امر ہے کہ ہر شخص کے آداب و اطوار ، جسمانی حد و خال ، نشست و برخاست ، گفتار و رفتار ہر دوسرے فرد سے مختلف ہوتے ہیں ۔ یہی حال زبان کا ہے ۔ جغرافیئی اور نسلی اثرات ہر فرد میں موجود ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ توارث کا اثر بھی انسان میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ہرمن پال کہتے ہیں :

۱- *Principles of the History of Language*, by Hermann Paul, p. 43.

۲- Ibid., p. 43.

"The peculiarities in the organs of speech are transmitted by inheritance."[1]

لیکن جو خصوصیات صوتی اعضاء کے سلسلے میں توارث میں حاصل ہوتی ہیں ان کا بیشتر دار و مدار صوتی اعضاء کے ارتقاء پر منحصر ہے۔ یعنی اگر پرورش یا مشق میں ہی کمی رہ گئی ہو تو ظاہر ہے نطق میں بھی فرق ہوگا۔ اس کے علاوہ مقامی بولیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یعنی مقامی بولیوں سے تصادم (dialectal separation) اور بولیوں سے تعاون (dialectal reconciliation)[۲] بھی ملحوظ نظر رکھنا لازمی ہے۔ مقامی اور غیر مقامی لفظ یا حروف کو بھی ملحوظ نظر رکھنا ہوتا ہے۔ ہندی الاصل لوگ خاص عربی اور فارسی آوازوں کے تلفظ پر قادر نہیں۔ ہندوستان، پاکستان یا کشمیر میں آج بھی اکثر لوگ ان آوازوں کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ یہ حروف اور آوازیں دیسی الفاظ صوتی تغیرات کی وجہ سے مختلف ملکوں کی زبانوں میں مختلف ہیں پھر بھی ان میں کچھ مشترکہ خصوصیات اور اجزا صاف نظر آتے ہیں جو ان کے متحد الاصل ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ مثلاً لفظ فادر (father) بمعنی باپ دو سو زبانوں میں آپ کو یکساں ملے گا:

"The word father in 200 languages, Pa Tri "The Nourisher" N.B. The letter P, at times, becomes flaters —asper, then asper and finally disappears. See below, Sanskrit, Persian, Hindi, Italian, Latin, Bengali, Spanish, French, Kashmiri, Pi-Tri Pa-dar Pi-Ta, padre pater pita padre pera Baba."[۳]

یہ ایک مختصر سی مثال ان دو سو زبانوں کے لفظ فادر بمعنی باپ کی ہے۔ اس طرح لیکورٹ (Liancourt) آگے چل کر لکھتے ہے:

۱- Ibid., p. 4[illegible].

۲- Ibid., p. 51.

۳- *Primitive and Universal Laws of the Formation and Development of Language of Onomatops*, by Callistus Augustus Count de Goddes-Liancourt and Frederic Pincott, Waterloo Place, Pall Mall, 1874, p. 192.

"The Indian forms of words are phonetic corruptions of more complex forms which are found in Sanskrit and also in Dardi. Example :

Sanskrit	*Persian*	*Hindi*	*Bengali*	*Kashmiri*	*Arniya*	*English*
Eka	Yek	Ek	Eko	Ekh	I	One
Davi	Do	Do	Dui	Zeh	Dju	Two
Tri	Seh	Tin	Tin	Tri	Trov	Three"[1]

صوتیات کے موضوع پر بحث کرتے وقت ہمارے سامنے اس وقت اُردو اور کشمیری زبانیں ہیں جن کے بارے میں ہم نے دیکھنا ہے کہ ان دونوں زبانوں میں کس قدر صوتی تغیرات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ کشمیری زبان کو ماہرین لسانیات نے داردی زبانوں کے گروہ سے منسلک کرکے اور داردی زبان کا نام دے کر جو صوتی تغیرات سنسکرت اور کشمیری زبان میں پیدا کیے ہیں، ن کے بارے میں لکورٹ لکھتا ہے:

> The small triangle of land at the extreme North of Afghanistan, with Badakhshan on one side and Kashmir on the other, all parts of Dardu Languages present features of a more primitive nature than do the vernaculars of Hindustan "[2]

اس بیان سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کشمیری زبان کی خصوصیات قدیم ہندوستانی زبانوں کے ساتھ ملتی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ کشمیری زبان کے بیشتر الفاظ جو سنسکرت زبان میں سے کشمیری زبان میں منتقل ہوئے ہیں، بنیادی طور پر قدیم سنسکرت کے الفاظ ہیں جو صوتی تغیرات کی وجہ سے اس قدر کشمیری زبان میں مل چکے ہیں کہ پہچانے بھی نہیں جاتے اور جب ہم انہی الفاظ کو اُردو میں تلاش کرنا چاہیں تو ہمیں بہت ہی آسانی سے یہ الفاظ اُردو زبان میں بھی ملیں گے لیکن کشمیری

۱- Ibid., p. 213

۲- Ibid , p. 215.

رنگ و روپ اختیار کرنے میں جو صوتی تبدیلیاں قدیم ہندوستانی الفاظ نے دھاری ہیں کم و بیش وہی تبدیلیاں اُردو کے روپ میں بھی رونما ہوئی ہیں ۔ مثلاً دیکھیے گریرسن صوتی تبدیلی کے بارے میں اپنی مختلف آراء میں کیا لکھتے ہیں :

> "In none of the Dardu languages except in the case of a few borrowed words, are there any sonant aspirates. When such Letters originally formed part of a word, the aspiration is dropped, so that Gh comes g, Jh becomes J or z. Dh becomes d or r, Dh becomes d and Bh becomes b. There is nothing like this in India proper, but it is universal rule in Kashmiri Gh becomes G."[1]

یعنی داردی زبانوں میں سنسکرت زبان کا حرف گھ کشمیری زبان میں گ یا ج یا ذ میں تبدیل ہوتا ہے ۔ ڈھ یا ڑھ یا دھ خالی دال (د) کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ بھ اپنی شکل ب میں تبدیل کرتا ہے ۔ یہ صورت ہندی زبانوں کو پیش نہیں آتی جیسے :

سنسکرت	وے الا	کوراتی	کاروی	باشي	کشمیری	اردو
کھوڑا	گنور		گنُرا	گنُر	گنور گنُر	گھوڑا

گریرسن نے یہ بات درست کہی ہے کہ یہ خصوصیت یعنی گھ، گ میں ہندوستانی زبانوں میں تبدیل نہیں ہوتا یہ ایسی بات ہے جیسے اُردو کے دکھنی اور شمالی ادوار پر نظر ڈالیں تو ایسے الفاظ کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جن میں صوتی تغیر کی وجہ سے فرق پیدا ہو گیا ہے ۔ ہندوستانی لسانیات سے اس قسم کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

"دکھنی اردو	شمالی اُردو	دکھنی اُردو	شمالی اُردو
سمدن	سمدھن	گڑا	گڑھا
آدا	آدھا	تیڑا	ٹیڑھا
اُٹھا	اُٹا	تاٹ	ٹاٹھ
بھکنا	بھیگنا	ادمی	آدمی

۱- *Linguistic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. VIII, part II, p. 242.

دکنی اُردو میں بہت کو بہوت ، بہو کو بھو ، باہر کو بھار ، کہنی کو کانی اور کہاں کو کان بولتے ہیں ۔ اس جس طرح کشمیری اور سنسکرت زبان میں معمولی صوتی تغیر کو دور کرنے کے بعد لفظ کی یکسانیت پہچانی جا سکتی ہے اس قسم کا فرق اُردو اور کشمیری زبان میں بھی ہے ۔

اسی طرح سنسکرت زبان اور کشمیری زبان میں صوتی تغیرات کی مزید مثالیں ملاحظہ ہوں :

سنسکرت زبان	پراکرت زبان	ہندی زبان	کشمیری زبان
بھدھنی	بھبھنی	بھنی	بوز
وردھنی	ودھاتی	بڑی	بڑی

اسی طرح سنسکرت میں بھی ھ کی تبدیلی کشمیری میں ب میں ہو جاتی ہے جو اُردو میں نہیں ہوتی :

سنسکرت	کالاشا	کشمیری	اُردو زبان
بھراتر	بیا	بوئی	بھائی

داردی زبانوں میں ایک مخصوص صفت یہ ہے کہ ان میں اکثر حروف صحیح ثقالت پذیر ہوتے ہیں ۔ اکثر حرف گ کو ک یا ق میں ، جھ یا ج کو چ میں یا ڈال (ڈ) میں تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے ور مزید ، د ، ت میں اور ب چ ک پ میں تبدیل ہوتے نظر آئیں گے ۔[۱]

فارسی کی لگام کشمیری زبان میں لاکم ، عربی زبان کا لفظ عید گاہ کشمیری زبان میں عید گاہ ، فارسی لفظ کاغذ کشمیری زبان میں کاغذ بن گیا ۔ گریرسن کا حوالہ ملاحظہ ہو :

> "G becomes K Skr Khagga becomes in Kashmiri Khaḍ k ; Similarly in other words in modern Dardic languages Bashogali, Kafri, Kalasha, Pashai, Wai-alo, Kho-War, all the signs of plural are the same in origin

---

۱ ۔ ''ہندوستانی لسانیات'' ، از ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، ص ۱۲۵ - ۱۲۶ ۔

as Persian lagam becomes Lakem, in Kashmiri. Arabic Ideah becomes Yedkeh in Kashmiri; Persian Kajuz becomes Kakaz in Kashmiri."[1]

جس طرح فارسی کی لگام کشمیری زبان میں لاکم یعنی فارسی غ کشمیری زبان میں ک میں تبدیل ہوا ۔ اسی طرح گ یا ع کشمیری زبان میں Ts یعنی چ ز یا Tsh چھ ژھ میں یعنی چ میں تبدیل ہوتا ہے ۔ یہ کلیہ تمام داردی زبانوں یعنی بھاشا گلی ، کلاشا ، پاشی ، وے الا ، شینا ، کھووار زبانوں پر صادق آتا ہے ۔ اسی طرح بھاشا گلی کا اچو ہندی کا اجھکو سنسکرت زبان کا اثر بنتا ہے ۔

اب دیکھیے جو اردو اور ہندی زبانوں میں دندانی اور اگلے تالوی حروف کا اجتماع موجود ہے ۔ وہی اجتماع کشمیری زبان میں کم و بیش موجود ہے ۔ یعنی کشمیری زبان "ک" K جو مصوتہ و کے بعد آتا ہے ، Ch یعنی چ میں بدل کر معنی بدل دیتا ہے اور حرف نر سے مادہ بن جاتا ہے ۔ اسی طرح آواز بدلنے کے ساتھ معنی بھی بدل جاتے ہیں ۔ اسی طرح ت اور ٹ تس ۔ ت چ چ میں تبدیل ہوتے ہیں ۔ دیکھیے :

کشمیری لفظ ٹھک (نر) اور ٹھچ (مادہ) ہے ۔ اسی طرح
تھک (نر) اور تھچ (مادہ) ہے ۔

گریرسن اس سلسلے میں لکھتا ہے :

"A noteworthy peculiarity of the Dardic languages is the confusion between cerebral and dental letters. This is universal and extends to Kashmiri, comparing we see, Shina, Bashagali, Kafri, Wai-ala, Gawarbati, Kalasha, Kashmiri got (above Osht Osht Osht Usht Usht Got) but in the same way Kashmiri woth arise means and becomes uth) A marked feature of Kashmiries consonantal epenthesis i e the changing in a consonant under the influence of a following vowel or semivowel. Thus in Kashmiri K becomes ch, before Palatal letters as

---

Ibid, p. 242. -۱

in Thok, Weary feminine Thuch, hokh, dry feminine: hoch."[1]

کشمیری زبان میں جس طرح ہم شفوی یا دندان حروف کی شناخت کر لیتے ہیں اسی طرح مفوسی مصتی حروف کی یہ پہچان ہے کہ جب بھی کسی حرف کے آخر میں ک، چ، ت، ٹ، چ یا پ آ جائے تو سمجھ لیجیے کہ یہ مفوسی مصیی ہیں اور کھ، چھ، ج، جھ یعنی P, T, Tsh, Ts, Ch, K, آوازیں، Ph, Jh, Th, Tsh, P میں تبدیل ہوتی ہیں جیسے کشمیری زبان کا لفظ کرک ہے کریکھ بمعنی شور ماسک بمعنی چاند ماسکھ بن جاتا ہے۔ ہندوستانی زبانوں میں T یا ت جو دو مصوتوں کے مابین آ جائے اکثر گر جاتا ہے جیسا پتا سنسکرت کا ہندی میں ہو، سنسکرت کا ستا (۱۰۰) ہندی میں سو بن جاتا ہے۔ سنسکرت کا کرتا بمعنی کیا ہوا ہندی میں کیا بنتا ہے لیکن پساچہ پراکرت میں اس ٹ یا ت کو قائم رکھا جاتا ہے جیسے سنسکرت زبان کا ڈتا کو ہم ٹوتھ (پیارا) اسی طرح:

سنسکرت	بھاشا گلی	ہندی یا اردو	کشمیری
کرتا	کاکُنت	—	کیُت
پتر	—	پت	پتر
ترِی	—	تین	ترِہ
پکوا	—	پکوا	پپ

گریرسن کے مندرجہ ذیل بیان سے متذکرہ مثالوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"In Indian languages an original T between two vowels is as a rule dropped as in Skr. Krita done: Hindi Kia. Skr; Sta (100) Hindi Sav. In Pisacha prakrata, this T was on the contrary Persian, this rule is followed with great consistancy in the modern Dardic language as well as in Kashmiri. So Skr; Tata Bashagali, Kho-war,

---

۱- Ibid., p. 243, 244.

T Kashmiri TOT. Skr Krita Bashagali Kutt done Kashmiri Kyut. One of the most persistant consonants in India is the letter N. In the modern languages it almost always survives but in Kashmiri and Dardic it is liable to elision. Thus Sanskrit Manush a man is in KL moch virona and Shina mush in Kashmiri Mot

We have mots, ordinary word is manosh borrowed from Skr. Another important example is the Kashmiri word dyar (Money) which straight to say is a corruption of Latin word denari comes to Kashmiri through Greek and Sanskrit. Sanskrit form of the word is dinarab."[1]

ایک خاص مصمت مسموع آواز ہندی زبان کی ن ہے جو تمام موجودہ ترق یافتہ پراکرتوں میں اپنی انفرادیت قائم رکھتی ہے مگر کشمیری اور داردی زبانوں میں اس کا انضمام ہوتا ہے جیسے لاطینی زبان کا لفظ دینر کشمیری میں دیار اور سنسکرت کا منش کشمیری میں مت اور اسی طرح کشمیری زبان میں ن کی آواز ny ـِی میں تبدیل ہوتی ہے جیسے پانی بمعنی Water کشمیری زبان میں ُپون بن جاتا ہے ۔ ن یعنی n کی آواز ny میں تبدیل ہوتی ہے ادر سنسکرت دھنیا ہندی دھانـِ ۔ مزید مثالیں ملاحظہ فرمائیں :

سنسکرت	کالاشا	کھووار	گواری	کشمیری
ثریا	سُوری	سوری	سُور	سِری
سروا	سروا	سروا	سروا	سُوری

ہندی زبانوں میں غیر مسموع صفیری مصمتے (voiceless fricatives) س اور ش میں تبدیل ہوتے ہیں جیسے سنسکرت اکاسپتتی (ekasaptati) ہندی میں اکھتر اور کشمیری زبان میں اِکھستھ ۔ ص س ش ث شاذ ہی تبدیل ہوتے ہیں جیسے ہم اس لفظ کو اکھستھ ہی کہیں گے ۔ سنسکرت زبان کے مرکب حروف ش پ sh .P اور س م s m

---

۱- Ibid., p. 240-243.

منفرد کشمری حروف و ی میں تبدیل ہوں گے، جیسے منسکرت کا پشپا کشمیری زبان میں پوش اور کشمیرا کشمیری زبان میں کشمیرہ نے کا۔ مشرق ایرانی میں ج چ (ژ) میں تبدیل ہوتا ہے یہ تبدیلی کشمیری زبان میں بھی عام ہے جیسے :

اردو	کشمیری
چور	ژور
پانچ	پانژ
چل	ژل
چم	ژم
چپ	ژپ
چندر	ژندر
چبانا	ژاپن

ہم نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ صوتی تبدیلی کن بنیادوں پر قائم ہے جو کشمیری زبان میں زیر بحث آئی ہے، اس زبان کا تعلق چونکہ پساچہ گروہ سے ہے اس لیے سسکرت اور کشمیری زبانوں میں داخل ہو چکی ہیں۔ خ کو کھ، ز کو ج، ش کو س، ف کو پھ، ق کو ک اور غ کو گ بولنے والے لوگ اکثر و بیشتر ملیں گے۔ شاید ہی کوئی عربی یا فارسی دان لسانیات کا ماہر تمام عربی اور فارسی حروف کا تلفظ اچھی طرح ادا کر سکے وگرنہ محال ہی نہیں، ناممکن بھی ہے۔ اسی طرح عربی دان طبعے کے لیے ہندی حروف مثلاً ٹ ٹھ بھ تھ ڈ اور ڑ وغیرہ کا بولنا یا تلفظ کرنا دشوار ہے۔ ایران میں ق کو غ (حقیقت کو حغیغت کہتے ہیں اور اسی طرح تھا کو کبھی دھا نہیں کہہ سکیں گے بلکہ ٹ کہیں گے۔

تمام صوتی تبدیلیاں مد و شد، اضافہ، حذف اور مصمت آوازوں کا قریب المخرج یا متشابہ الصوت آوازوں سے بدل جانا کبھی عام اور سادہ سی تبدیلی محسوس ہوتی ہے اور کبھی پیچیدہ بنتی ہے، یعنی کبھی صوتی اثر لفظ کے کسی ایک حرف یا حرکت میں تبدیلی ہوتی ہے اور کبھی جملہ حروف یا حرکات پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ یعنی کبھی معمولی زیر زبر یا پیش سے صوتی تبدیلی وجود میں آتی ہے اور کبھی کئی حروف سے جیسے

مندرجہ ذیل الفاظ کو دیکھیے :

سنسکرت	فارسی	انگریزی	اُردو	پنجابی	سندھی	کشمیری
نوہ	نَو	نِیُو	نیا	نواں	نئون	نُو (سادہ تبدیلی)
نامن	نام	نیم	نام	ناں	نامن	ناؤ (پیچیدہ تبدیلی)

بہرحال جدید آریائی زبانوں کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ نہ صرف ہند آریائی زبانیں باہم خاندانی رشتوں میں پیوستہ ہیں بلکہ یورپی زبانوں سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے۔ یعنی ہند آریائی، ہند ایرانی، ہند یورپی اور ہسایہ زبانوں میں اگرچہ کچھ زبان کا تعلق قدیم تعدفت کی وجوہ پر زیادہ قریب بنتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے قدیم سنسکرت کے الفاظ کی روشنی میں گریرسن کے مختلف حوالوں کو سامنے رکھ کر کشمیری زبان کے صوتی اختلاف اور اشتراک پر بحث کی ہے۔ ہم نے یہ دیکھ لیا ہے کہ ہند یورپی، ایرانی اور ہند آریائی ہسایہ زبانوں کے الفاظ میں قریب قریب یکسانیت ہے۔ ہند آریائی اور ایرانی زبانوں کی آپس میں اتنی زیادہ مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں زبانیں کسی زمانے میں ایک ہی مشترکہ زبان کی بولیاں ہوں گی اور سب کا تعلق ہند یورپی سے قریب تر معلوم ہوگا۔ سدھیشور ورما مندرجہ ذیل الفاظ کی استخراجی تشکیل کی خصوصیتیں بتاتے ہیں جس سے ان زبانوں کی قربت کا مزید علم ہوتا ہے :

حروف علامت	ہند یورپی زبان	یونانی	اوستا	ہند آریائی زبان ایرانی	ہندوستانی	کشمیری زبان
اے	سپتم	ہپت	سپت	ہپت	سات	ستہ
او	اوکتو	اوکتو	اشٹ	اشت	آٹھ	آٹھ
—	پتر	پیتر	پتا	پتا	پتا	پتر[1]

۱۔ ”آریائی زبانیں“، از سدھیشور ورما، ص ۳۵۔

کشمیری زبان اور اُردو کی یکسانیت کے بارے میں ابھی تک سیر حاصل بحث نہیں ہوئی ۔ اب ہم براہ راست اُردو زبان اور کشمیری زبان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دونوں زبانوں سے ایسے مشترک الفاظ پیش کرتے ہیں جو ایک ہی اصل سے ہیں ۔ لیکن صوتی تغیر کے اثر سے ان کی شکلیں مختلف ہو گئی ہیں ۔ صوتی تغیرات اثر پذیر ہونے سے ان لفاظ کی صورتیں ہی بگڑ چکی ہیں پھر بھی ان میں مشابہت ضرور ملتی ہے ۔ اگرچہ کئی الفاظ ان کے مابین کئی صوتی تغیرات کی وجہ سے اجنبی سے لگتے ہیں لیکن دوربین نگاہیں اور اذہان پہلی نظر میں ان لفاظ کو پہچانتے ہیں ۔ اب ہم تمام مصمتوں کی روشنی میں اُردو اور کشمیری زبان میں ان الفاظ کی یکسانیت کا جائزہ لیتے ہیں جن میں معمولی سا صوتی تغیر پیدا ہونے کے باوجود بھی الفاظ کی ہیئت اور مفہوم نہیں بدلا ۔

''ب'' کی تبدیلی ''و'' میں اکثر جگہ ہوتی ہے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
بال	وال	پانی	ووی
برس	وریہ	بن	ؔون
برتنا	ورتاون	بینگن	وانگن
بچھانا	وتھراون	نان بائی	نان وائی
برتاؤ	ورتاؤ	بالی	والی
ُبل	ُول	ُبتنا	ُونش
بیس	وہ		

''ت'' کہیں کہیں ''ٹ'' میں تبدیل ہوتا ہے ورنہ ''ت'' تبدیل نہیں ہوتا :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
کوتوال	کوٹوال	تلوار	تروار
پتلون	پٹلون	ترازو	ترکر
پتن	پٹن	کیتلی	کیتل
سوتی	سوتی	چیت	ژتر
چپت	چباٹھ		

"ٹ" کی آواز اُردو میں جس طرح ہے اسی طرح کشمیری زبان میں بھی آ جاتی ہے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
بیٹی	بیٹہ	ٹکور	ٹکور
پٹھ	پٹھ	ٹیکا	ٹیکا
ٹٹو	ٹٹو	ٹہلی	ٹہلی
ٹماٹر	ٹماٹر	ٹوپی	ٹوپ
ٹانگ	ٹانگ	ٹکہ	ٹکہ

"پ" کی آواز غیر مبدل ہے اور کشمیری زبان میں اسی طرح آتی ہے جس طرح اُردو میں :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
پلنگ	پلنگ	پتا	پتہ
پالک	پالک	پرچہ	پرچھ
پشمینہ	پشمینہ	پلیٹ	پلیٹ
پوہ	پوہ		

"ج" میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
جراب	جراب	جسم	جسم
جلاب	جلاب	جنس	جنس

"ت" بعض اوقات "د" میں تبدیل ہوتا ہے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
دالت	دأند	بارود	باروت
انتڑیاں	اندرم		

"خ" تبدیل ہو جاتا ہے "کھ" میں

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
بخیہ	بکھیہ	خشخاش	کھشخاش
خر	کھر	میخ	میکھ

''ڑ'' بدل جاتا ہے ''ر'' میں :

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
سڑک	سرک	پڑتال	پرتال
ٹکڑا	ٹکرہ	پڑھنا	پرن
کھلاڑی	کھلاری	توبڑہ	توبرہ
کڑی	کرور	کڑھائی	کرائی
کڑھا	کُر		

قدیم ہند آریائی اور قدیم ایرانی کا آپس میں بولیوں کا تعلق ہے - یعنی دونوں کسی ایک ہی اصل کی فرع ہیں - ان کے مابین س اور ہ کے تبادلے کی مثالیں ملتی ہیں - اوستا کی ''ہ'' ہند آریائی میں ''س'' سے بدل جاتی ہے - مثلاً

اوستا	ہند آریائی	اوستا	ہند آریائی
اہ ُرہے	اس ُریے	اشی تیخ	اشی تا اہم
اہ وانیش	اس والیش	اشت	اشٹ[1]
اہمی	اسمی		

اُردو اس ضمن میں قدیم ہند آریائی کی تابع ہے اور کشمیری زبان قدیم ایران کی مذہبی زبان اوستا کی پیرو - اس نوع کی مثالیں ہم نے پہلے بھی پیش کی ہیں - مثلاً سنسکرت کا سپت اُردو میں سات اور کشمیری زبان میں ستھ بنتا ہے - اُردو اور کشمیری زبان میں ایسے بہت سے مشترک الفاظ ملتے ہیں جن میں اُردو کی ''س'' کشمیری زبان میں ''ہ'' سے بدلتی ہے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
پوس	پوہ	تیس	ترہ
دس	دہ	بیس	وہ
برس	ورھیہ	پچاس	پنژہ
گھاس	گاہ		

۱- ''آریائی زبانیں''، سدھیشور ورما، ص ۳۲ -

دس سے پچاس تک ہندسے جہاں س آتا ہے وہاں 'س' 'ہ' میں تبدیل ہوتا ہے ۔ یہ کیفیت سندھی زبان میں بھی ہے مگر سندھی زبان میں بیس سے پچاس تک یہ کیفیت ہے اور اکسٹھ اڑسٹھ تک کے ہندسے آ جاتے ہیں تو دونوں زبانوں کی کیفیت یکساں ہو جاتی ہے یعنی س ، ہ سے بدل جاتا ہے ۔

میں بالاختصار اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اُردو کے تمام الفاظ من و عن کشمیری زبان میں اسی طرح مستعمل ہیں جس طرح اُردو میں ۔ فرق صرف ان الفاظ کا ہے جو براہِ راست سنسکرت سے کشمیری زبان میں آئے ہیں اور جن کا تذکرہ میں نے پہلے بھی کیا ہے ۔ اُردو اور کشمیری زبان کے مابین صوتی تبدیلیوں کا ایک رخ حرکاتِ ثلاثہ کا اشباع ہے یعنی اُردو کے زیر زبر پیش کشمیری زبان میں کہیں طویل اور کہیں اس کے برعکس ہو جاتے ہیں ۔

مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں :

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
امریکہ	امریکا	آٹھ	اٹھ
آج	از	لات	لتھ
آب	آبہہ	کان	کن
آٹا	اوٹ	لاکھ	لچھ
اکڑ	اکڑ	چام	چمرہ
افیون	افین	ہاتھ	اتھ
کانٹھ	گنڈھ	ٹانگ	زنگ
کال	کل	ساٹھ	شیٹھ
بھات	بتہ	بندر	واندر
کھال	کھل	لنگوٹی	لنگوٹھ
ساتھ	سانتھ	چولہا	چولہہ
جگہ	جائے	لہند	لیندر
تلوار	تروار	مول	ملہہ

انگریزی الفاظ ملاحظہ ہوں اور ان کے صوتی تغیرات اُردو اور کشمیری زبان میں دیکھیے :

اُردو	انگریزی	کشمیری
انسپکٹر	inspector	انسپٹر
ایڈوانس	advance	اڈوانس
پنشن	pension	پینشن
بسکٹ	biscuit	بسکوٹھ
ماچس	matches	ماچس
سیکرٹری	secretary	سیکٹری
کانسٹیبل	constable	کنسٹیپل
سیمنٹ	cement	سیمنٹھ
مجسٹریٹ	magistrate	مجسٹریٹھ
اسٹامپ	stamp	اشتام
بکس	box	بکسہ
ماسٹر	master	ماشٹر
واسکٹ	waist-coat	واسکٹھ
کلرک	clerk	کارکھ

کشمیری زبان وادیٔ کشمیر سے باہر جنوب میں بانہال، رام بن، کشتواڑ اور ان کے ملحقہ مقامات میں اور شمالی پہاڑی علاقے کے بعض مقامات میں بولی جاتی ہے ۔ بانہال سے باہر کشتواڑ کی کشمیری زبان اور وادیٔ کشمیر کی زبان میں نمایاں صوتی فرق ہے ۔ امثالات، افعال اور اسماء میں ۔ افعال کی گردانیں ایک جیسی ہیں ۔ مثالیں مقابلتاً عبدالاحد آزاد کے حوالے سے ملاحظہ ہوں :

پہاڑی کشمیری	کشمیری	اُردو
شمہ	سُولہٕ	سویرے
ابوٹ کرن	رٔنُن	پکانا
لیکہ ژنُن	لیکہ کڈن	گالیاں دینا
ہٹ	وان	دکان

پہاڑی کشمیری	کشمیری	اُردو
کھیون کھیون	بتہ کھیون	کھانا کھانا
گئو	کنک	گندم[1]

اسی طرح کشمیری زبان میں قصائیوں ، موچیوں اور بانڈوں کی ایک جداگانہ بولی ہے جس میں صوتی اختلاف ہے : مثلاً

قصائیوں کی بولی	کشمیری	اُردو
نکن	پکُن	چلنا
نہون	نیون	لے جانا

چاروں کی بولی	کشمیری	اُردو
وکوہ	وکو	چٹائی
ہانکل	ہانکل	کنڈی[2]

مصوتوں کی تبدیلی کی انفرادی مثالیں :

اُردو کے تمام الفاظ جو الف پر ختم ہوتے ہیں ان کی اصل عربی ہو یا فارسی اور ہندی زبان ہو یہ الفاظ کشمیری زبان میں مصوتہ الف سے ہ میں تبدیل ہوتا ہے ۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو دیکھیے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
راجا	راجہ	آدھ موا	آدھ مورہ
لالا	لالہ	اکھاڑا	اکھاڑہ
گدا	گدہ	انگوٹھا	انگوٹھہ
کالا	کالہ	اڈا	اڈہ
آسرا	آسرہ	الٹا	الٹہ

۱۔ ''کشمیری زبان اور شاعری'' ، از عبدالاحد آزاد ، حصہ اول ، ص ۳۱ - ۳۲ -

۲۔ ایضاً ، ص ۳۴ - ۳۵ -

فارسی الاصل الفاظ

اردو	کشمیری
دانا	دانہ
بینا	بینہ
ابتدا	ابتدہ

ہندی الاصل الفاظ

اردو	کشمیری
باجا	باجہ
بابا	بابہ
بڈھا	بڈھہ
بکرا	بکرہ

ہندی الاصل

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
تالا	تالہ	پارا	پارہ
ٹکڑا	ٹکہ	چھتا	چھتہ
ٹکا	ٹکہ	جھگڑا	جھگڑہ
چھرا	چھرہ	چوڑا	چوڑہ

انگریزی کے وہ لفظ جو اردو اور کشمیری زبان میں مختلف ہیں ۔ یہ اختلاف زیادہ تر مصوتوں میں مد و کسر کی تفوت کے وجہ سے ہوا ہے ۔

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
انسپکٹر	انسپٹر	ٹائپ	ٹیپ
ایڈوانس	اڈوانس	سیکرٹری	سیکٹری
بسکٹ	بسکوٹ	کانسٹیبل	کنسٹیبل
مجسٹریٹ	مجسٹریٹھ	سیمنٹ	سیمنٹھ
ٹائم	ٹیم	گورنمنٹ	گورنمنٹھ
ٹکٹ	ٹکس	ڈاکٹر	ڈاکھور
آپریشن	اپریشم	ماسٹر	ماشٹر
بی اے پاس	بیا پاس	کنونشن	کنوینشن

کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن میں تبدیلی تو زیادہ نہیں ہوتی ہے مگر ان کا استعمال ملا جلا پایا جاتا ہے ۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں ایک سے زائد تبدیلیاں ہوتی ہیں ۔ دونوں زبانوں میں کچھ ایسے الفاظ ہیں جن میں بیک وقت کئی کئی آوازیں بدلی ہوتی ہیں : مثلاً

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
گچھ	کینہ	دن	دوہ
کھجور	کھذر	دکھ	دخ
کھوپری	کھوپرہ	بگاڑ	بگاڑہ
سالھ	سائتھ		

صوتی تغیر سے ملتی جلتی ایک ترکیب صوتی تقیب کہلاتی ہے۔ اس کی وضاحت شرف الدین اصلاحی اس طرح کرتے ہیں :

"اس ترکیب کی وضاحت یہ ہے کہ اس کے تحت ایک آواز دوسری آواز سے بدلتی نہیں آواز وہی رہتی ہے صرف اس کی ترتیب اُلٹ پلٹ ہو جاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اس کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ جب کسی اجنبی زبان کے ناماُنوس الفاظ سے سابقہ پڑتا ہے تو عدم واقفیت کے باعث اور کچھ اعضائے صوت کے عادی نہ ہونے کے سبب آوازوں کی صحیح ترتیب باقی نہیں رہتی۔ علاوہ اس کے ہر زبان کا ایک صوتی مزاج ہوتا ہے جس کا حروف سے الفاظ بننے میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ دوسری زبان کے بعض الفاظ اس مزاج سے میل نہیں کھاتے اس لیے ان میں رد و بدل کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی غلطی عام طور سے اَن پڑھ اور جاہل لوگ کرتے ہیں جن کی زبان میں لچک نسبتاً کم ہوتی ہے۔ وہ بے احتیاطی یا سہل انگاری کی وجہ سے آوازوں کی ترتیب بدل ڈالتے ہیں۔ ایسے اغلاط کبھی قبول عام کی سند پا کر داخل زبان ہو جاتے ہیں۔ جیسے قفل کی جگہ قلفی اور سگنل کی جگہ سگل۔ یا کسی خاص گروہ تک محدود رہتی ہیں۔ مثلاً مطلب کی جگہ مطبل۔"[1]

کشمیری زبان میں اس قسم کی بیشتر مثالیں ملیں گی :

رکشا اور رشکہ

جیسے اُردو میں رکشا کہتے ہیں تو کشمیری زبان میں رشکہ کہتے ہیں۔

۱۔ "اُردو سندھی کے لسانی روابط"، از شرف الدین اصلاحی، ص ۲۹۳۔

ڈیسک اور ڈیکس

ڈیسک انگریزی لفظ ہے لیکن کشمیری زبان میں تقلیبِ صوتی ڈیکس ہے۔

نقشہ اور نشقہ

نقشہ اُردو کا لفظ ہے اور کشمیری زبان میں نشقہ کہا جاتا ہے۔

دھوم دھام سے ڈھوم ڈھام یا دھام دھیم۔

کشمیری زبان میں اکثر کہا جاتا ہے کہ دلہن مت دھوم دھام سے آیا (مہراز آو بڑہ دھام دھوم ساتھ)۔ یہ تقلیب کی ایک دلچسپ مثال ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل صرف مفرد الفاظ میں ہی نہیں بلکہ مرکب الفاظ میں بھی ہوتا ہے۔

تقلیبِ صوتی کی چند اور مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

اردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
کھینچا	چھکن	کیچڑ	چکڑ
قفل	کلف	برقعہ	برعہ
قبضہ	قضبہ	طمانچہ	چاٹ
نقصان	نصقان	امتحان	انتحام
پنجہ	چمپہ	لدھیانہ	لدھیانہ

معنویات:

اس سے قبل صوتیات کے بارے میں ہم نے بحث کی ہے۔ صوتی تعیرات کے بعد ہمارے سامنے الفاظ کی معنوی خصوصیت کا پہلو آتا ہے۔ آوازوں کو لفظ کی اکائی اور معنوی قدر و قیمت میں جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ ان کی ترتیب کو بدل کر ہی لگایا جا سکتا ہے۔ کم اور کام میں آوازوں کی ترکیب کیا بدلی، معنی ہی بالکل بدل گئے۔ پس الفاظ کی معنوی خصوصیت کو سمجھنا اور اخذ کرنا زبان کی آوازوں اور الفاظ کے مطالعے کے لیے ہر پہلو سے اہم ہے۔

معنویات منطق کی ایک شاخ ہے جو لسانیات میں ایک اہم شعبے کی حیثیت رکھتی ہے۔ لسانیات کی اس شخ کی ترکیب ''معنویات'' کا

اضافہ انیسویں صدی کے اواخر میں کیا گیا ۔ جی ایل بروک (G.L. Brooke) لکھتے ہیں :

> "Semantics is undoubtedly the most important branch which until recent years has been badly neglected."[۱]

یعنی لسانیات کی اس شاخ کو بہت عرصے تک نظر انداز کیا گیا ہے ۔ یورپی اقوام نے اگرچہ آج سے ایک سو سال قبل اس شعبے میں تحقیق اور تنقید کے رجحان کی طرف آگے قدم بڑھایا لیکن برصغیر میں آج تک لسانیات کے اس شعبے اور فلسفے کی اس شاخ ''معنویت'' کی طرف توجہ نہ دی گئی تھی ۔ معنویات کی تعریف میں سٹیفن الیان (Stephan Ullman) لکھتے ہیں :

> "In some current trends of philosophy, specialised as well as popular, it is employed as a generic term for the study of relations between signs and things signified. Thus the meaningful unit of discourse is sometimes called sememe or semanteme. In contradistinction to the morpheme and sharing in the ambiguity of the latter."[۲]

آوازیں بجا طور پر ایک خاص طرز رکھتی ہیں اور یہ آوازیں کسی مخصوص رویے کے سیاق میں اشارہ بھی کرتی ہیں ۔ یہ رویہ بنیادی طور پر خوشی یا غم ظاہر کرتا ہے ۔ اس طرح بولنے اور سننے والے کی مفاہمت معنی کا تقرر کرتی ہے ۔

پروفیسر فرتھ (Firth) اس کے بارے میں لکھتے ہیں :

> "Never dispute about word."[۳]

۱۔ *A History of the English Language* by, G.L. Brooke, third edition 1963, p. 165.

۲۔ *The Principles of Cemantics*, by Stephan Ullman, Sesil Black Well (Oxford second edition), p. 5

۳۔ *The Tongues of Men*, by Professor J.R. Firth, London, 1937, p. 7.

انہی الفاظ کی پروفیسر سٹیفن الہان آگے چل کر اس طرح وضاحت کرتے ہیں :

> "The nature of linguistic meaning, the historical mutations, of meaning, problems of translation all these are problems of semantics and at all these points problems of philosophical nature arise. It is concerned with language envisaged as an instrument of thought including the analysis of grammatical relations morphology and syntax "The significance of the life of words "[1]

اس طرح معنویات کی جو تعریف ہو سکتی ہے وہ گفتگو کے دوران لسانی اہمیت کی حامل اور ذہنی اعمال کے درمیان جو ربط پیدا ہو اس کے مطالعہ کو ہم کہیں گے ۔ یعنی الفاظ کی تشکیل کو جو صورت ذہنی عمل کے سامنے احیاء کرے ، اس کے باہمی رشتے کے مطالعے کو ہم معنویات کہیں گے اور جب اس کو ذرا وسیع معنی میں لیں تو زبان فکر اور کردار کے باہمی تعلق کو بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے ۔

دوسرے دو علوم لسانیات علم الاصوات اور علم اسلوب بیان لسانیات میں اس قدر اہمیت کے حامل نہیں جس قدر علم معنویات ۔ علم معنویات ایک ایسا شعبہ ہے جو منفرد بھی ہے اور علم لاصوات کا حرو لاینفک بھی ہے ۔ علم معنویات کو علم لسانیات کا باقاعدہ شعبہ ۱۸۳۹ء میں قرار دیا گیا ہے ۔ سٹیفن الہان (Stephan Ullman) لکھتے ہیں :

> "True it was constituted as a separate province of grammer in 1839 in K. Resig's book on Latin philology."[2]

یہ ایک علامتی اور اشاراتی علمی مطالعے کی تکمیل کا نام ہے جسے کر نیروپ (Kr. Neyrup) نے ۱۹۱۳ء میں فروغ بخشا ۔

۱۔ *The Principles of Semantics*, by Stephan Ullmn, Basil Black Well (Oxford, second edition), p. 11.

۲۔ *Principles of Semantics*, by Stephan Ullman, p. 1

۱۹۲۰ء میں اس فن میں انقلاب آیا اور فالک (Falk) ، ہیٹزفیلڈ (Hatzfeld) اور کارنانی ویلنڈر (Welander) جیسے عالمی شہرت کے ماہرین لسانیات نے اس علم کا تجزیہ کر کے معنویات کے علم میں اضافہ کیا ہے ۔

ہین سپربر نے فریدین کا نظریہ علم معنویات کے بارے میں پیش کرنا چاہا ۔ سوسئز کے ماہر صوتیات ڈی ساسور کے چھوڑے ہوئے کام پر لسانیات کے اس شعبے کو مزید ترقی دی گئی ۔ اس اصطلاح کو سب سے پہلے پولینڈ کے ذی گرامی شخص چوسٹک (Chwistok) ایک عظیم فلسفی نے ۱۹۲۰ء میں استعمال کیا اور دبستان پولینڈ نے معنویات کی اصطلاح (Semantics) فلسفیوں کی کانفرنس میں ۱۹۲۳ء میں پیش کی اور اس مکتب فکر نے معنویات کو منطق کا حصہ قرار دیا ۔

> "Philosophical Semantics is a branch of logical positivism."

اس طرح معنویت لسانیات میں نہ صرف ایک شاخ کی حیثیت سے ابھری بلکہ منطق کا ایک شعبہ بھی بن گئی ۔ پولینڈ کے مکتبہ فکر کے علاوہ ویانا (Viana) کے مکتبہ فکر کے ماہر لسانیات و معنویات چارلس موریس نے معنویات کی درجہ بندی تین حصوں میں کی ہے جس کی پشت پناہی کرناپ (Carnap) نے بھی کی ہے ۔ وہ تین درجے معنویات کے (۱) معنویات ۔ (۲) فلسفہ عملیات ۔ (۳) نحوی ساخت پر منحصر ہے ۔ سٹیفن المان لکھتے ہیں :

> "According to Charles Morris, whose views have been endorsed by Carnop semiotic will fall into three sub-divisions :
>
> 1. Semantics will study the relations of sign to objects.
> 2. Pragmatics will deal with the relations of signs to interpreters.
> 3. Syntactics will investigate the formal relations of signs to one another."[1]

۱- Ibid., p. 8.

معنویت کے نظریے اور علم پر باضابطہ لکھنے والوں میں سی۔ کے اگڈن (C. K Ogden, اور آئی۔ اے۔ رچرڈ (I. A. Richard) کا نام سر فہرست ہے۔ جنھوں نے علم معنویات میں "The Meaning of Meaning" ۱۹۲۳ء میں لکھی۔ سٹیفن المان (Stephan Ullman) لکھتے ہیں :

> "Language has two aspects physiological, or mechanical, and psychological or non-mechanical Each of these aspects has two sub-divisions; phonology and morphology for the mechanical side; syntax, and semantics for the psychological; and in addition to these, there is a fifth subject of investigations, etymology, which is essentially historical in character."[1]

لسانیات کی درجہ بندی سٹیفن المان نے اپنے طور سے پانچ حصوں میں کی ہے۔ یہ درجہ بندی برٹرینڈرسل نے چار درجوں میں کی تھی لیکن سٹیفن المان نے معنویتی جانب اضافہ کرکے اس طرح حد بندی کی ہے :

1. Linguistic — لسانیات
2. Psychology — نفسیات
3. Logic Epistemology — منطقیاتِ بشری
4. Science Syntax — علمِ نحو
5. Science Semantics — علمِ معانی

جی ایل بروک لکھتے ہیں :

> "The emotive values of words form an important branch of the semantics."[2]

یعنی الفاظ متکلم کے کسی خاص رویے کی غمازی کرتے ہیں۔ یہی الفاظ فوری اشارہ بھی ہوتے ہیں اور سامع میں وہی رویہ جذبہ انگیزی کرتا ہے۔ یہ رویہ صاف طور پر خوشی، غم یا ابلاغی ہوتا ہے۔ الفاظ کی اسی ہیئت کو ہم اس کی معنوی کیفیت کہیں گے۔

۱- Ibid., p. 24.

۲- *A History of English Language*, by G.L. Brook, p. 168.

زمانہ جس طرح کروٹ بدلتا ہے الفاظ میں بھی معنوی ارتقاء ہوتا رہتا ہے ۔ الفاظ کے وہ معنی باقی نہیں رہتے جو ابتدا میں ہوتے ہیں ۔ مثلاً امیر کے معنی ابتدا میں صاحب اور سردار کے تھے جو "امیر البحر" اور "امیر المومنین" جیسے مرکبات میں اب بھی موجود ہے ۔ مگر آج کل امیر سے مراد دولت مند لیا جاتا ہے یعنی جس کے پاس دھن دولت ہو اور اس کی بدولت تعیش کی زندگی بسر کرتا ہو ۔ اسی طرح غریب کے معنی کبھی اجنبی مسافر یا ناواقف کے تھے جس کی وضاحت "غریب الدیار" اور "غریب الوطن" سے ہوتی ہے لیکن آج کل غریب وہ ہے جسے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا میسر نہ ہو ۔ جی ایل بروک (G. L. Brook) لکھتے ہیں :

> "A knowledge of etymology and phonology shows that Fowl is derived from old English of Fugol, but to use fowl as a translation of Fugol is to ignore the development that has taken place in the meaning of the word. To use Fowl as a translation of Fugol is to ignore the semantic development of the word."[1]

مقصد بیان یہ ہے کہ کسی لفظ کی صوتی حالت جو آج سے سو سال پہلے کچھ ہو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی بدلی ہے کہ لفظ پہچانا بھی نہیں جاتا ۔ جہاں لفظ کی صوتی حالت بدلی ہوتی ہے وہاں اس کی معنوی ترقی کو نظر انداز کرنا معنوی ارتقاء کے فطری آئین کے خلاف ہوگا ۔ مثلاً "خالق باری" میں ان الفاظ کا مطالعہ کچھ اس طرح ہے :

> "(۱) بے چگون جیا ۔ (۲) روپ نریکھا ۔ (۳) بے نمون وہ جانے ندیکھا ۔ (۴) لیز جو سنکہ نمانے ۔ بے قیاس کوہ ۔ (۵) انت نہ جانے الکھ ۔ (۶) نرنجن ۔ (۷) علم غیب ۔ ارمل بران پاک بے عیب ۔"[2]

بے ۔ چگون جیا روپ نریکھا ۔ لیار جو سنکہ ۔ نمانے ۔ بے قیاس کوہ ۔

۱۔ Ibid , p. 165.
۲۔ "قدیم اُردو" ، از ڈاکٹر عبدالحق ، ص ۲۰۰ ۔

الکھ ۔ ترغین کے جدید معنی بڑائی جو کہیں نظر نہ آنے والا ، ساتھ کوئی الٹھا ، آنکھوں سے اوجھل ، جذبات سے پاک عبارت کیے جاتے ہیں ۔ ہم متذکرہ الفاظ کے معنی میں تھوڑا بہت فرق پا لیں گے ، جو الفاظ کے معنویاتی ارتقاء کے فطری آئین کے عین مطابق ہے ۔

ماریو پے (Mario Pei) نے معنویات کی جامع تعریف بالاختصار یوں کی ہے :

"The essential part of semantics is acceptance of a given meaning. Meaning like all else in the realm of language is a matter of convention. From the subjective stand point, a language we do not understand is no language, however objective its reality may be. Human progress is based upon conception ; cooperation can be based only on understanding in turn, is based upon the conventional acceptance of meaning. Semantics is therefore at the very heart and core not merely of language, but of human civilization."[1]

ماریو پے کے کہنے کے مطابق الفاظ کے قبول عام معنی کو ہی معنویات کہیں گے اور آپس کے تعاون ، افہام و تفہیم اور سمجھوتے پر ہی نظریہ معنویات کا انحصار ہے ۔ اس طرح معنویات کا تعلق نہ صرف لسانیات ہی سے وابستہ ہے بلکہ انسانی تہذیب اور اخلاقی قدروں سے اس کا گہرا رابطہ ہے ۔ اُردو ادب میں نظریہ معنویات کی وہی اہمیت ہے ، جو ناول ، افسانہ ، تنقید ، آزاد نظم وغیرہ اصنافِ ادب کی ہے ۔ چونکہ یہ تمام اصنافِ ادب اُردو زبان نے انگریزی علوم کا تتبع کرکے حاصل کی ہیں ، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ معنویات پر بھی قلم اٹھا کر علم لسانیات میں اضافہ کیا جائے ۔ اس موضوع پر جتنی کمی اُردو زبان میں لکھنے والوں کی ہے کشمیری زبان میں بھی اتنی ہی ہے ۔ معنویات کے لیے ہم نے آواز کی ہر اکائی کو لینا ہے ۔ حروفِ ابجد میں ہر حرف ایک صوتیہ ہوتا ہے اور ہر صوتیہ بامعنی ہونے کی وجہ سے فرق پیدا کرتا ہے

۱۔ *The Story of Language*, by Mario Pei, p. 148.

جیسے بات اور رات میں ب اور ر کے فرق پر معنوی معنوں کے فرق کا انحصار ہے۔ پس اس طرح دبستان پراگ کے عالموں کا نظریہ کہ ہر آواز کی اکائی بامعنی ہوتی ہے، درست ہے۔ اس لیے ہمارے لیے اُردو زبان میں اور کشمیری زبان میں اس علم میں اضافہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ کے فرق اور صوتی قدروں کو سمجھ کر معنویات کے علم میں مزید اضافہ کرلیں۔

عربی اور فارسی کے قواعد دانوں نے علم معنی کے سلسلے میں جن مسائل کو پیش کیا ہے اگرچہ وہ تھوڑے بہت معنویات سے متعلق ہیں لیکن ان میں علم نحو کے مباحث زیادہ آ جاتے ہیں۔

علماء نے معنی مقصود کو ادا کرنے اور خطا سے بچنے کے لیے علم معنی ایجاد کیا۔ علم معنی میں اسناد، مسند، مسند الیہ، تعلقات، فعل، انشاء، ایجاز، وصل و فصل پر دو تحقیق پیش کی جاتی رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح علم معنی، علم نحو کی جولانگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

بعض ماہرین لسانیات تجزیے کے وقت معنی کو سامنے رکھتے ہیں۔ کیونکہ معنی کا فرق زبان کے صوتیوں کی تعریق اور تمیز میں مدد دیتا ہے۔ بیانیہ لسانیات کی وسعت کو اگر ہم جاننا چاہیں تو صرف و نحو، علم اصوات، علم اشتقاقیات وغیرہ سب کو اس میدان میں سمیٹ لینا ضروری ہے۔

معنوی تبدیلی سے قبل معنویت کے سلسلے میں جاننا ضروری تھا۔ چنانچہ ہم نے اس سلسلے میں اُردو میں اس موضوع کی کمی کے پیش نظر انگریزی علماء سے استفادہ کیا ہے تاکہ معنوی تبدیلی کے موضوع پر بحث کرتے وقت کوئی بات محتاج بیان نہ رہ جائے۔

معنوی تبدیلی :

معنویات کے سلسلے میں ہم نے اس سے قبل ذکر کیا ہے۔ جہاں تک الفاظ کی معنوی تبدیلی کا تعلق ہے، الفاظ جس طرح صوتی اعتبار سے اپنی ایک تاریخ رکھتے ہیں اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کی صورتیں کچھ کی کچھ ہو جاتی ہیں، اسی طرح الفاظ میں معنوی ارتقاء بھی ہوتا رہتا ہے اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ الفاظ کے وہ معنی نہیں رہتے جو کسی زمانے میں

ان کے معنی ہوتے ہیں ۔ مثلاً خلیفہ ہی کو لیجیے ۔ اسلامی عہدِ حکومت میں خلیفہ کے معنی نائب اور جانشین کے تھے لیکن جب اسلام پستی کی طرف آگے بڑھتا گیا تو خلیفہ کے معنی حجام اور اکھاڑے کے اُستاد تک متعین ہوئے ۔ ایک لفظ کا کہاں وہ عروج اور اب اسی لفظ کا یہ زوال کہ خلیفہ جانشین سے نائی کے معنوں میں مستعمل ہونے لگا ۔ ماریو پے لکھتا ہے :

"Question is often asked; what makes for semantic change. For more than syntax, grammatical forms or even sounds, the semantic of language is subject to all the forces, overt or obscure of individual and mass psychology. Each word as has been, has its own semantic history, and for each change in the meaning of that word there is a definite cause, which is usually impossible to ascertain with any degree of accuracy a few years after it has taken place. Yet the process of language change is basically the same. In the case of each semantic shift, as in the case of each sound shift or change in the grammatical pattern there is usually an innovation made by an individual, deliberately or accidently and accepted by the group. We have seen a single basic word like corn shift its semantics in various parts of the English speaking world, we now see the same word used, stop spouting corn, language is for ever changing and semantics changes with it."[1]

یعنی انسانی نفسیات ایک فرد سے دوسرے فرد تک ہم آہنگ نہیں ہو سکتی اسی طرح ہر لفظ کے معنی کی ایک تاریخ ہے جو کسی تیقن سے تقرر نہیں کی جا سکتی ۔ جیسا کہ ہم نے تذکرہ کیا ہے کہ خلیفہ کے معنی جو آج سے تیرہ صدیوں قبل تھے کسی طرح عامیانہ معنوں میں تبدیل ہو گئے ۔ اسی طرح مومن جس کے معنی کبھی ایمان لانے والا کے تھے ، ایک برادری کا نام پڑ گیا اور اب تو مومن ایک اور برادری کا نام پڑ

۱- *The Story of Language*, by Mario Pei, p. 147.

گیا جو حلاج یا نداف کے نام سے مشہور ہے ۔ یہ معنوی تبدیلی استداد زمانہ کے ساتھ ساتھ ذگزیر ہے ۔ جن نئے معنوں میں خلیفہ ، موس ، استاد اُردو میں مستعمل ہے انہی معنوں میں کشمیری زبان میں بھی یہ الفاظ اب استعمال ہوتے ہیں ۔ عرض معنوی تبدیلی کا آئین تمام زبانوں پر یکساں لاگو ہوتا ہے ۔ ماریو پے لکھتے ہیں :

> "The distinction between "Sky" and heaven is difficult to make in French or Italian unless one has recourse to paradise English look out for "be careful", if literally translated into another tongue will convey only its literal meaning of "look out aside" As the experience of Existence changes from one generation to another, words change their meaning."[1]

بلوم فیلڈ کے حوالے سے مثال پیش کرتا ہوں :

> "انگریزی لفظ Sky ہی کو لیجیے پہلے آسمان کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا ۔ اب جنت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ کھانے کا گوشت جو قدیم انگریزی میں Meat تھا ۔ پہلے اس کے معنی تھے خوراک یعنی کوئی بھی کھانے کی چیز جس کے اندر Sweetmeat میں اب بھی موجود ہیں ۔ گوشت کا مفہوم جدید ہے ۔ اس لفظ کے قدیم و جدید معنوں میں عام اور خاص کا تعلق ہے ۔"[2]

اُردو زبان میں وسیلہ دود کشی ایک اصطلاح ہے جو مہدی حسن نے سگریٹ کے لیے اختراع کی ہے ۔ اب ہم اس اصطلاح کو روشندان اور انگیٹھی کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں ۔ حوائج ضروریہ ہم ضرورت کے پیش نظر کئی موقعوں پر استعمال کرتے تھے ۔ اب بیت الخلاء کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے ۔

معنوی تغیر کی یہ چند مثالیں ہم نے اس لیے پیش کی ہیں کہ الفاظ

۱۔ *Story of Langag*, by Mario Pic, p. 144.

۲۔ *Language*, by Bloomfield, p 426. (Translated into Urdu).

کی جو حالتیں آج تک بدلتی رہی ہیں ان حالتوں کا اندازہ لگایا جا سکے اور زمانے کے ساتھ ساتھ زبان کی جو تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے ، اس کے کیا اسباب ہیں ۔ بقول ماریو پے (Mario Pei) :

"A word or a sentence is not merely a bundle of sounds. It is also a bundle of associations."[1]

معنوی تبدیلی کی وجہ دنیا میں روزمرہ انسانی ربط اور میل ملاپ کی وجہ بھی ہو سکتی ہے ۔ کسی زمانے میں اُردو میں جو لفظ سون ، کون ، کبھو ، کسو ، ہوئیگا استعمال ہوتے تھے ، اب وہ الفاظ سے کے کبھی کسی ہوگا کی صورت میں استعمال ہوتے ہیں ۔ پس معنوی تبدیلی کئی طرح سے ہوتی ہے کبھی کل کی جگہ جُز اور کبھی اس کے برعکس ۔ کبھی معنوں میں تجدید تو کبھی تحدید ، کبھی توسیع اور کبھی تنقیح ۔ کبھی نحوی اور حقیقی معنی تبدیل ہو کر ان کی جگہ مرادی یا مجازی معنی رائج ہوتے ہیں ۔ کبھی ایک لفظ موافقت کا رنگ اختیار کرتا ہے اور کبھی مخاصمت کا رنگ ۔ کبھی کسی زمانے میں ایک لفظ اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی وہی لفظ برے معنوں میں ۔ نادر شاہی دور نادر شاہ کے زمانے میں ان کے فرمانرواؤں کے سامنے عظیم دور تھا اور اب وہی دور ظلم اور بربریت کا دور سمجھا جاتا ہے ۔ انگریزی کا دور دور غلامی سمجھا جاتا تھا اب کئی لوگ اس دور کو انصاف کا دور کہتے ہیں ۔ غرض زمانہ الفاظ کے معنوں کی تبدیلی کے سلسلے میں ایک بہت بڑا کارندہ ہے ۔

بلوم فیلڈ لکھتا ہے :

"Written records of earlier speech, resemblies between and the varieties of local dialects, all show language that languages change in the course of time."[2]

غرض زمانے کے ساتھ ساتھ الفاظ کے معنی بھی بدلتے رہتے ہیں اور الفاظ کی معنوی تبدیلیاں گویا گوں ہیں ۔ یہ معنوی تبدیلی جیسی انگریزی

۱۔ *The Story of Language*, by Mario Pei, p. 139.

۲۔ *Language*, by Bloomfield, p. 346.

زبان میں تغیر پذیر ہے اسی قدر ہماری اُردو زبان میں بھی اس کا عمل دخل ہے اور کشمیری زبان میں بھی۔

اُردو ور کشمیری زبان میں ہندی ، سنسکرت ، فارسی ، عربی ، انگریزی کے الفاظ بالواسطہ یا براہِ راست داخل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان غیر زبانوں کے الفاظ کئی صورتوں میں اپنی حالت میں باقی ضرور ہیں لیکن پھر بھی معنوں کی ماہیت اور اصلیت ان الفاظ کی وہ نہیں رہی جو اپنی اصلی زبانوں میں ان الفاظ کی حقیقتاً تھی۔ اُردو زبان میں جو الفاظ عربی اور فارسی زبانوں سے آئے ان کی حالت وہ نہیں رہی ، جو ان الفاظ کی عربی اور فارسی زبان میں تھی۔ اسی طرح یہی الفاظ جب کشمیری زبان میں اُردو زبان سے وارد ہوئے تو ان الفاظ کی حالت اور معنی اور بھی یکسر بدل گئے۔ اس وقت اس باب میں ہمارا مقصد معنویات کے عام اصولوں سے نہیں ہے بلکہ اُردو اور کشمیری زبان کے ان تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرنا ہے جن کے دائرے میں دونوں زبانوں میں باہم معنوی تبدیلی اور ان کے فرق کا ایک مختصر سا خاکہ سامنے آ جائے۔

کشمیری اور اُردو زبان کے باہمی اور مشترکہ نقوش جن کا چہرہ مہرہ شکل و شباہت معنی اور ان کے بارے میں فوراً ہی لسانی تبدیلی یعنی (semantic change) کے اصول کو سامنے رکھنا پڑتا ہے۔

ہم نے اس سلسلے میں یہ مناسب سمجھا ہے کہ ایسے الفاظ کی تلاش کی جائے جو صوتیاتی لحاظ سے یکساں ہوں اور ہجا اور املا میں بھی یکسانیت رکھتے ہوں لیکن معنوں میں اس قدر تبدیلی رُو بہ عمل آ چکی ہو کہ الفاظ ایک دوسرے کے خاندان سے بالکل مختلف لگتے ہوں۔

از

"از" فارسی میں حرفِ جار ہے جس کے معنی "سے" ہیں۔ یہ لفظ حرفِ جار کی حیثیت سے اُردو میں مستعمل ہے۔ لیکن جب لفظ "از" کشمیری زبان میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی یکسر بدل جاتے ہیں اور "سے" کے معنوں سے ہٹ کر اس کے معنی "آج" بن جاتے ہیں۔ مثلاً جب ہم اُردو میں "از" استعمال کریں گے تو اس کی نوعیت اس

طرح ہوگی:

میں نے اس کام کو از صبح تا شام ختم کر دیا ہے۔ یا یہ کام ہمارے لیے از بس ضروری ہے۔ یہ سبق میں از بر کر لوں گا۔ یا یہ کام میں نے از خود سر انجام دیا ہے۔

لیکن جب یہی لفظ ہم کشمیری میں استعمال کریں گے تو ہم کہیں گے:

از گژھ منور کل عالمتے دمہ دمہ ٔمہ تو معسودس (آج دنیا جہان منور ہونے والا ہے کیوں نہ ہر لحظہ اور ہر دم اپنے معبود کے سامنے سربسجود ہو جائیں)۔

اوٹ

اوٹ: (ہ۔ ا۔ مؤنث)۔ روک جس سے سامنے کی چیز دکھائی نہ دے۔ پردہ۔ سایہ۔ گھات (فیروز اللغات)۔

یہ سارے معنی اوٹ کے اُردو زبان میں ہیں، لیکن جب کشمیری زبان میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو معنی ہی نہیں بلکہ الفاظ کی ساخت اور ہیئت ہی بدل جاتی ہے۔ مثلاً اُردو میں ہم کہتے ہیں، ''تم شرافت کی اوٹ میں مجھے دھوکا دے رہے رہو۔'' کشمیری زبان میں اوٹ کا مطلب آٹا ہے۔ مثلاً ''کنک اوٹ چھ زیادہ درگ بہ نسبتی مکائی اوٹ'' (گندم کا آٹا زیادہ مہنگا ہے مکئی کے آٹے سے)۔

بُز

''بز'' فارسی کا لفظ ہے، اُردو میں مستعمل ہے۔ اُردو میں اس کے معنی کمزور کے ہیں۔ بُز ویسے فارسی زبان میں بکری کو کہتے ہیں تو اس طرح اُردو میں ہم ''بزدل''، ''غم نداری بز بخر'' جیسے الفاظ تراکیب یا جملوں میں اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔

اور کشمیری میں ہم بُز بھوننے کو کہتے ہیں۔ ''حمیدہ تلسہ یہ قربان ماز بُز'' (حمیدہ ذرا یہ قربانی کا گوشت بھون لو)۔

پران

اُردو میں 'پران'' کے معنی ہیں، دم۔ سانس۔ آتما (فیروز اللغات)۔ لیکن کشمیری زبان میں پران ہم ایک قسم کی پیاز کو کہتے ہیں جس

کی شکل گاجر کی طرح ہوتی ہے ۔ اس کی صورت اور ساخت پیاز کی طرح ہی ہوتی ہے ۔ یہ وادیٔ کشمیر کے علاوہ اور کہیں بھی نہیں اُگائی جا سکتی ۔ اس پیاز کے استعمال سے سالن لذیذ اور خوش بودار ہو جاتا ہے ۔ ''کشمیر ہند پران چھ تمام دنیا ہس مزِ مشہور'' (کشمیر کا پران تمام دنیا میں مشہور ہے) ۔

پکھ

پکھ بمعنی پندرھواڑہ ۔ بل ۔ طاقت ۔ بازو (فیروز اللغات) ۔ مثلاً اُردو میں کہتے ہیں ، ''بھئی تم اسد کی پکھ پر کیوں فہمیدہ کی زندگی اجیرن بنا رہے ہو'' ۔ اس پکھ کے کشمیری زبان میں دو معنی ہیں : ایک ''چلنے کے'' اور دوسرے ''پر'' کے ۔ مثلاً ''رشیدہ پکھ واتھ گھرہ بائیے کری باپہ ٹھیک'' رشیدہ چلو تم گھر پہنچ جاؤ ، خود ہی ابا آپ کو ٹھیک کریں گے) ۔

''حمیدہ بھابھی دیتھ مہ از صرف پکھِ ہتھُر'' (آج حمیدہ بھابھی نے مجھے صرف مرغی کے پر کا سرا دیا) ۔

پوش

پوش کے معنی اُردو میں پہننے کی چیز ہے ۔

کشمیری زبان میں پوش کا مطلب پھول ہے ۔

''یمبرزل پوش چھ سٹھاہ خوش بودار تہٕ خوب صورت آسان'' (نرگس کا پھول کافی خوشبودار اور خوب صورت ہوتا ہے) ۔ یمبرزل نرگس کے پھول کو کہتے ہیں ۔

پُف

پُف : (ف ۔ ا ۔ مؤنث) پھونک ۔ پھونک مارنا (فیروز اللغات) ۔ مثلاً کیوں پُف مار کر اپنا دم توڑنے کی کوشش کرتے ہو ۔

کشمیری زبان میں پُف کا مطلب ہے پھوپھی ۔ مثلاً ''سلیمس چھ از آمژ پُف'' (سلیم کی پھوپھی آج آئی ہے) ۔

تُچھ

تُچھ : (ہ ۔ صف) (۱) خالی ۔ کھوکھلا ۔ (۲) ادنیٰ ۔ ناکارہ ۔ نکما ۔ (۳) حقیر ۔ کمینہ ۔ ذلیل ۔ رذیل (امروز اللغات) ۔

محمود تُچھ قسم کا لڑکا ہے ۔ اس کے سامنے ایک بات کرو ، دس باتیں ملا کر غیبت کا سامان بناتا ہے ۔

تُچھ کشمیری میں چگنے کو کہتے ہیں ۔ ککرہ یلہ ڈوربس تُچھ تھہ سورتی بیری بیول کھیون ۔ یعنی جب مرغی نے چمن کو چگنا شروع کیا تو تمام بو کے سارے بیج کھا گئی ۔

تریل

تریل : (ہ ۔ ا مؤنث) مست ہتھنی جس پر چارہ لاد کر لاتے ہیں ۔ فہمیدہ تریل کی طرح بوجھ لیے پھرتی گھومتی ہے ۔

کشمیری میں تریل سیب کو کہتے ہیں ۔ مثلاً احمد کیہ تریل (احمد نے سیب کھایا) ۔

تُم

تُم اُردو میں بعد ، پیچھے اور پھر میں مستعمل ہوتا ہے (حرف عطف جیسے آمین کے بعد ہم اُردو میں ثم آمین کہتے ہیں ۔)

کشمیری زبان میں تُم جھوٹے سے پُل کو کہتے ہیں ۔

تُم کشمیری میں چیز اور اُردو میں اُولٹ کے گھر کو بھی کہتے ہیں ۔ کشمیری میں تُم بمعنی پُل کے اس طرح ملاحظہ فرمائیے :

کھیٹر ڈیٹھم نیندہ پکون کہے ڈیٹھمت تُم تہ تار
کہے ڈیٹھمتو ستن پانڈون ہنز مُوجی کہے ڈیٹھم کریجی ماس

(اس شعر کے معنی ہیں کہ وقت سدا ایک سا نہیں رہتا اور اس شعر میں انسان کی ترقی اور تنزل کی منازل کا تذکرہ ہے یعنی ایک عورت جو کبھی مالدار اور زمیندار ہے یہی کبھی ٹکے ٹکے پر مزدوری کرکے لوگوں کو کشتی پر آر پار کرواتی ہے ۔ یہ عورت سات پانڈوؤں کی ماں ہو کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتی ہوتی ہے مگر زمانہ کروٹ بدلتا ہے اور یہی عورت بھکارن بن جاتی ہے) ۔

جُل

جُل : (ع ۔ ا ۔ مؤنث) (۱) گھوڑے کا کمبل ۔ (۲) جانوروں (جیسے گھوڑے ہاتھی وغیرہ) یا ریڑھے ٹھیلے پر ڈالنے کا کپڑا یا چادر ۔

بھئی گھوڑے پر جُل ڈالے بغیر سوار نہ ہونا ورنہ رانیں چھِل جائیں گی ۔

جُل کشمیری میں ے ڈھنگے کو کہتے ہیں ۔

رحم چھ باسان یوہے جُل ہیو ۔ تیھہ کیازہ پلو چھنہ نہ لٹک متھ جان ۔ (رحم ے ڈھنگا سا نظر آ رہا ہے کیونکہ اس نے ڈھنگ سے کپڑے نہیں پہنے ہیں) ۔

چور

چور اُردو میں چیزیں چرانے والے کو کہتے ہیں ۔ جب کہ کشمیری زبان میں چور بے وقوف کو کہتے ہیں ۔ اصغر چھ چور (اصغر بے وقوف ہے) ۔

چندی

چندی : (ہ ۔ ا ۔ مؤنث) چھوٹا ٹکڑا ۔ پرزہ ۔

یہ کتاب کی وہ چندی ہے جو تصنیفات سے منسلک ہے ۔

چندی کشمیری زبان میں راشن کارڈ کو کہتے ہیں جس کے تحت سرکار آپ کو راشن دیتی ہے ۔ مثلاً آسیہ میول چندہ پٹھ دانہ از (ہمیں آج چندی پر دھان مل گئے) ۔

چھو

چھو : (ہ ۔ ا ۔ مؤنث (۱) کچھ پڑھ کر پھونکنے کی آواز ۔ (۲) جادو ۔ منتر ۔ دم دعا ۔ مثلاً اُردو میں کہیں گے : بھئی چھو پڑھا کرو اور کام شروع کیا کرو ۔

کشمیری زبان میں اس کا مطلب ہے ''ہے''۔ مثلاً اکبر ہستہ چھو واقعی اپھہ زیئور (اکبر واقعی جھوٹا ہے) ۔

دُب

دُب : (ع ۔ ا ۔ مذکر) ریچھ (اُردو میں) ۔

دُب کشمیری میں اُلٹے کو کہتے ہیں ۔ فہمیدن پھیر پیالہ دُب (فہمیدہ نے پیالی کو اُلٹایا) ۔

رٹو

رٹو : رٹنے والا ۔ رٹ کر یاد کرنے والا ۔ (اُردو میں)

افضل بڑا رٹو ہے ۔ پورا سبق رٹ لیتا ہے ۔

کشمیری زبان میں رٹو پکڑنے کو کہتے ہیں ۔ رٹو میین کانگر تہٕ وچھ مینہ ٹیکھ (میری کانگری پکڑ لو اور دیکھ لو میں کس طرح دوڑتا ہوں) ۔

زچہ

زچہ : (ف ۔ ا مؤنث) وہ عورت جس نے بچہ جنا ہو ، چالیس دن تک زچہ کہلاتی ہے ۔ جیسے زچہ بچہ دونوں خیریت سے ہیں ۔

کشمیری زبان میں زچہ بمعنی کپڑے ہیں ۔ اختر تجھ زحہ تہٕ گیہ مانلیُنٛ (اختر نے کپڑے اٹھائے اور میکے چلی گئی) ۔

سال

سال اُردو میں بارہ مہینے کے ایک عرصے کو کہتے ہیں مگر کشمیری زبان میں سال دعوت کو کہتے ہیں ۔

افضل خانہٕ میہ سہ چھی نچوس کھا در تہٕ بہٕ کرو مُہندس تمام خاندالس سال ۔ (افضل خان میرے بیٹے کی شادی ہے تو میں آپ کے تمام خاندان کو اس سلسلے میں دعوت دوں گا) ۔

شال

شال اُردو میں اون یا پشم کی چادر کو کہتے ہیں ۔

کشمیری زبان میں شال گیدڑ کو کہتے ہیں ۔ شالا گذتہ بیٹھن لورہ ۔ (گیدڑ گئے اور پہاڑوں کو ڈنڈے مارے جاتے ہیں) ۔ یعنی اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت ۔

ضحاک

ضحاک ایرانی بادشاہ کا نام جو ظالم تھا ۔ ضحاک اُردو میں بہت ہنسنے والے کو بھی کہتے ہیں ۔

کشمیری زبان میں ضحاک کمزور کو کہتے ہیں ۔ مثلاً احمد چھہ سٹھاہ ضحاک پرہ پرہ سپدیہ مت ۔ (احمد پڑھ پڑھ کر کافی کمزور ہوا ہے)۔

طُومار

طومار (ع ۔ ا ۔ مذکر) کتاب ۔ صحیفہ ۔ دفتر ۔ تودہ ۔ بڑی کہانی ۔ جھوٹ ۔ بہتان (فیروز اللغات) ۔ کشمیری زبان میں طومار وہ زیور جو عورتیں سر پر باندھتی ہیں ۔

طومار کلہ پوش چھلیولالو ۔ (ارے میرے لالے میں تمہارے سر کے زیور دھو لوں گی)

غلغلہ

غلغلہ (ف ۔ ا ۔ مذکر) ہنگامہ ۔ شور و غل ۔ دھوم ۔ شہرت ۔ چرچا ۔

دیکھیے جشنِ سالگرہ شہنشاہ ایران پر سارے ملک میں کس قدر غلغلہ و شور مچا ہوا ہے ۔

کشمیری زبان میں غلغلہ ایک قسم کی مٹھائی کو کہتے ہیں ۔

اقبال لون چھ کنان غلغلہ تہ پکوری ۔ (اقبال لون غلغلہ اور پکوڑے بیچتا ہے)

فک

فک (ع ۔ ا ۔ مذکر) (۱) دو باہم ملی ہوئی چیزوں کا علیحدہ کرنا ۔ چھوڑ دینا ۔ (۲) علمِ نحو میں وہ اضافت جو پڑھنے میں نہ آئے ۔

فک کشمیری زبان میں بدبو کو کہتے ہیں یا اس بات کو کہتے ہیں جو قابلِ قبول نہ ہو ۔ مثلاً ہم کشمیری زبان میں کہتے ہیں ۔ پکو پکو ، کہتن چھی اوان فک ۔ یعنی چلو بھئی چلتے بنو ، تمہاری باتوں میں کوئی وزن نہیں ہے ۔

قُم

قُم (ع) اٹھ کھڑا ہو ۔ اٹھ بیٹھ ۔ جی اٹھ (فیروز اللغات) ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "قم بذن‌اللہ" کہا تو مردہ اٹھ کر زندہ ہو گیا ۔

کشمیری زبان میں قم بازوؤں میں جکڑنے کو کہتے ہیں ۔ جیسے یلہ رحیمن نبس ہیوت لائین تہہ بہ اوسس اکھ واحد انسان یمہ تس کرہ قم (جب عبدالرحیم نے اس کو مارنا شروع کیا تو میں ایک واحد آدمی تھا جس نے اس کو (رحیم کو) اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا ۔

کپٹ

کپٹ : س ۔ ا ۔ مؤنث) دھوکا ۔ دغا ۔ فریب ۔ چھل ۔ کھوٹ ۔ بغض ۔ عداوت ۔ دشمنی ۔ کینہ ۔ نفاق ۔ کدورت ۔ (فیروز اللغات) ۔

اُردو میں عداوت کے معنوں میں یہ لفظ اس طرح مستعمل ہوتا ہے جیسے یہ عورت کپٹ صرف رپٹ ہی جانتی ہے اور کام بدنا یا ملاپ کرانا اس کے بس کی بات نہیں ۔

کشمیری زبان میں کپٹ کپڑوں کے سینے کو کہتے ہیں ۔ کشمیری زبان میں اور کشمیری معاشرے میں شادی بیاہ کے رسوم پر ایک تقریب ایسی بھی ہوتی ہے جب بزاز سے بزازی یعنی شادی کے کپڑے لائے جاتے ہیں ، گھر پر درزی کو لایا جاتا ہے اور کپڑے سینے کی رسم کا افتتاح ہو جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں ۔ از چھہ کریمن ورون کپٹن ۔ یا از کپٹ ورون سلطان نیو ۔ یعنی آج کریم والوں نے شادی بیاہ کے کپڑے سلوانے شروع کیے یا سلطان لوگوں نے آج کپڑے سلوانے کی رسم شروع کی ۔

کنز

کنز : (ع ۔ ا ۔ مذکر) خزانہ ۔ مخزن ۔ گنجینہ ۔ جمع کنوز (فیروز اللغات) ۔

اُردو میں یہ لفظ اس طرح مستعمل ہے ۔ مثلاً یہ کتاب نہیں ہے ، بلکہ یہ تو کنزۃ لدقائق ہے اور خزینہ ہے علوم و فنون کا ۔

کشمیری زبان میں کنز اس بڑی اوکھلی کو کہتے ہیں جس میں کشمیری لوگ موسلے سے دھان کوٹتے ہیں ۔ مثلاً کچھہ منزہ فاطی وولتھے کنزس دانی (اری او فاطمہ تم نے اوکھلی میں دھان کوٹنے کے لیے کھتار سے نکالے ہیں نا) ۔

گازر

گازر : (ف ۔ ا ۔ مذکر) کپڑے دھونے والا ۔ دھوبی ۔

ہم اُردو میں اس لفظ کو اس طرح استعمال کریں گے ۔ ایران سے جو لوگ کپڑے دھونے والے ہندوستان میں آئے وہ یہاں گازر نہیں کہلائے بلکہ دھوبی کہلائے ۔

گازر کشمیری زبان میں گاجر کو کہتے ہیں ۔ یلہ یلہ سلطان بازر گو تمہہ النہہ ضرور گارر میانہہ خاطرہ (جب کبھی سلطان بازار گیا وہ مری خاطر گاجر ضرور لایا) ۔

لر

لر : (ہ ۔ ا ۔ مذکر) ایک قسم کا گز جس سے زمین ناپی جاتی ہے ۔ اس کی لمبائی ساڑھے چار فٹ سے لے کر ساڑھے چھ فٹ تک ہوتی ہے ۔

اُردو میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں ذرا لر لاؤ تاکہ اس اراضی کی پیمائش آسانی سے کر سکیں ۔

کشمیری زبان میں لر مکان کو کہتے ہیں ۔ جیسے سانہہ لر چھ ٹنو ہش ۔ (ہمارے مکان کی چھت ٹین کی بنی ہوئی ہے) ۔

مازو

مازو : (ف ۔ ا ۔ مذکر) ماجو ایک مشہور دوا ۔

یعنی اگر اُردو میں اس لفظ کو استعمال کرنا چاہیں تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مریض کے لیے مازو دوائی مل جائے تو عجب نہیں وہ صحت یاب ہو جائے ۔

مزو ہم کشمیری میں اُس چیز کو کہتے ہیں جو گوشت سے ہی بنی ہو ۔ کشمیری زبان میں یہ لفظ اس طرح مستعمل ہوگا ۔

آخر چھ انسان مازو کئینہ ُچھنہ ۔ (آخر انسان گوشت کا بنا ہوا ہے)
(پتھر کا تو نہیں بنا ہوا ہے) ۔

ماس

ماس ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی اُردو میں گوشت کے ہیں ۔ مثلاً
کوے کو ماس کا ٹکڑا ملتا ہے تو خوشی سے کاں کاں کرتا ہے اور جب
ہم اسی لفظ کو کشمیری زبان میں استعمال کریں گے تو معنی ہی بدل
جاتے ہیں ۔

کشمیری زبان میں ماس خالہ کو کہتے ہیں ۔ مثلاً پگاہ چھہ میہ
ماس لاہور ِنین ۔ (کل میں نے اپنی خالہ کو لاہور لے جانا ہے) ۔

موج

موج : (ع ۔ ا ۔ مؤنث) لہر ۔ ترنگ ۔ طلاطم ۔ امنگ ۔ جوش ۔
ولولہ ۔ طبیعت کی خوشی ۔ خیال ۔ وہم ۔ کثرت ۔ افراط ۔ شباب ۔ فارغ البالی ۔
جمع امواج ۔

جب انسان کو دولت حاصل ہو تو اس سے زیادہ موج کیا ہو سکتی
ہے ۔ دریائے سندھ میں آج کل موجوں کا زور ہے ۔

کشمیری زبان میں موج ماں کو کہتے ہیں ۔ میہ چھنہ یاد ساں
موج کر مونیہ ۔ (مجھے یاد نہیں ہے کہ ہماری ماں کب مری تھی) ۔

ُمور

ُمور : (ف ۔ ا ۔ مؤنث) چیونٹی ۔

اُردو میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں کہیں اناج کے دانے ہوں
مرغ اور مور جمع ہوتے ہیں ۔

کشمیری زبان میں ہم ُمور ایک ایسی چھڑی کو کہتے ہیں جو
بہت ہی نازک ہو ۔

مثلاً کشمیری زبان کا ایک شعر ہے :

بب چون چھم شاہباز ڈورنیے میہ چھہ مورے للون نار

یعنی تمہارا باپ شاہباز ڈور میں ہے اور اس کی مفارقت کا داغ اور آگ مجھ جیسی نازک اندام دوشیزہ کو اس طرح جلا رہی ہے جس طرح نازک سبز چھڑی کو آگ لگائی جائے۔

لخ

لخ : (ف ۔ ا ۔ مؤنث) کچا ریشم ۔ ریشم کا تار یا سوت ۔ پتنگ کی ڈور ۔

اُردو میں ہم کہہ سکتے ہیں ۔ لاہوری لخ ملے تو دیکھو پتنگ کیسے اڑاتا ہوں ۔

کشمیری زبان میں لخ کندھے کو کہتے ہیں ۔ الہ سند چھہ سنھاہ شکر کہ سبھہ سپز سعادت حاصل کیھہ سبھہ دیتھہ پنہہ ماجد لخ ۔ (اللہ کا شکر ہے کہ مجھے یہ سعادت حاصل ہو سکی کہ میں اپنی ماں کو مرتے دم کندھا دے سکا)۔

نس

نس : (ہ ۔ ا ۔ مؤنث) رگ ۔ ریشہ ۔ خون کی باریک نالی ۔

کشمیری میں نس ناک کو کہتے ہیں ۔ مثلاً سفید پوشی قائم کر بنہ خاطرہ چھ نس تھہ واجبھہ لاگن ضروری (سفید پوشی قائم کرنے کے لیے نتھ ڈالنا ضروری ہے) ۔

نم

نم : (ف ۔ صف) (۱) گیلا پن ۔ رطوبت ۔ سیل ۔ تری ۔ (۲) تر ۔ گیلا ۔ مرطوب ۔ (۳) طراوت ۔

کشمیری زبان میں نم ناخن کو کہتے ہیں ۔

سہرازس لالجیکھ مائنز تمن ۔ تسند نم کا تیہ خوبصورت چھ ۔ (دلہا کے ناخن پر مہندی لگائی گئی اور اس کے ناخن کتنے خوبصورت ہیں) ۔

وٹ

وٹھ : (ہ ۔ ا ۔ مذکر) ٹکڑا ۔ حصہ ۔ تقسیم ۔

اپنی طاقت کے مطابق ہر شخص اپنے وٹ کھیت میں حاصل کر سکے گا ۔

وٹ کشمیری میں سمیٹنے کو کہتے ہیں ۔ وٹ ونہہ پننہہ کام تہہ شولکھ ۔ (اپنا کام اب سمیٹ لو اور سو جاؤ) ۔

وچن

وچن : (س ۔ ا ۔ مذکر) عہد ۔ قول ۔

کشمیری میں وچن مکئی کے سٹے کو کہتے ہیں ۔ اکبر چھ گمت وچن ۔ (اکبر مکئی کے سٹوں کے لیے گیا) ۔

ہینگ

ہینگ : (ہ ۔ ا ۔ مؤنث) ایک درخت کا بدبودار گوند جو اکثر امراض میں کام آتا ہے ۔

کشمیری میں ہینگ سینگ کو کہتے ہیں ۔ گاؤ چھ آسن ہینگ ۔ (گائے کے سینگ ہوتے ہیں) ۔

یگ

یگ : (س ۔ ا ۔ مذکر) ۔ قربانی ۔ پوجا ۔ ہندو لوگ اکثر بیساکھی میں یگ کرتے ہیں ۔

یگ کشمیری زبان میں قے کو کہتے ہیں ، زیدن کرہ یگ ۔ (زیدہ نے قے کی) ۔

● ● ●

پانچواں باب

تشکیلات صرفی و نحوی ، مماثلتیں اور اختلافات

اس باب میں الفاظ کی بناوٹ اور ان کے باہمی پہلوؤں کو زیر بحث لانا مطلوب ہے ۔ جب ہم اُردو کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس زبان نے بیش تر سرمایہ دوسری زبانوں سے لیا ہے ۔ یہی حال کشمیری زبان کا ہے جس طرح اُردو زبان ترکی ، لاطینی ، فرانسیسی ، انگریزی ، عربی ، فارسی ، سنسکرت اور دوسری زبانوں کے باہمی اختلاط سے بنی ہے ، اسی طرح کشمیری زبان بھی کم و بیش انہی زبانوں کی مرہون منت ہے ۔ کشمیری زبان نے بھی اپنا دامن متذکرہ زبانوں کے الفاظ سے بھر لیا ہے ۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کشمیری زبان کم و بیش انہی مراحل سے گزری ہے جن سے اُردو زبان ۔

اردو اور کشمیری دو مستقل زبانیں ہیں :

یہ دونوں زبانیں بغیر کسی شک و شبہ کے اپنی اپنی انفرادیت اور یکسانیت رکھتی ہیں ۔ ان کے ماخذ اور استخراج ایک ہی ہیں لیکن ان کی ارتقائی راہ مختلف رہی ۔ الفاظ کی تعمیر و تشکیل میں اُردو اور کشمیری زبان کے درمیاں فرق ہے ۔ لیکن کچھ نقاط یا باتیں ایسی ضرور ہیں جن پر ان دونوں زبانوں کا اتصال یا تعاون ہوتا ہے ۔

اگر لفظوں کی تشکیل کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان الفاظ کی تشکیل میں کسی انسانی ذہن کا حصہ ضرور ہے یا کسی وجہ سے یہ الفاظ بن گئے ہیں ۔ کسی خاص چیز کے لیے یا اسم کے لیے ایسے الفاظ کی ساخت وجود میں آتی رہتی ہے جو اس سے پہلے کبھی کسی نہ کسی ملتی جلتی چیز کے لیے اختیار کیے گئے تھے ۔ یہ فعل یا امر اس واقعہ کا

نتیجہ ہے ۔ انسانی دماغ میں اس شے کے دیکھنے کے بعد ماضی کا ایک ایسا ہی نقشہ سامنے آ جاتا ہے ۔ جس کو اس لفظ کے موجد نے کچھ نہ کچھ نام دے رکھا تھا اور اس آئینے کے ساتھ ہی ما اس عکس یا پرتو کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی نہ کوئی لفظ بھی ذہن میں آ جاتا ہے جو اس ابتدائی نام سے مماثلت رکھتا تھا ۔

فارسی اور اُردو الفاظ "نے" اور بانسری" جو خاص آلات موسیقی کے نام ہیں اس باہمی تعاون کا ماحصل ہے جو جنگل کی نے" اور بانس کے ساتھ ان مخصوص تراکیب ور اصطلاحوں کو حاصل ہے ۔ محی الدین قادری زور لکھتے ہیں :

"اس قسم کی لفظی تشکیل میں "بسمل" اور "تسبیحہ" جیسے الفاظ بھی شامل ہیں جو واضح کرتے ہیں کہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنا اور سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کرنا ان خاص ناموں کی تخلیق کا باعث ہے ۔ اس طرح بہت سی چیزوں کے نام ابتدا میں اپنے وطن یا اپنے بانی کے نام کی نسبت سے تخلیق پاتے ہیں ۔ اگرچہ آج انھیں زبان میں ایک بالکل آزادانہ حیثیت حاصل ہے ۔ "مصری" جو شکر کی ایک خاص قسم یا شکل کا نام ہے یا "چینی" جو یک طرح کا مرکب ہے جس سے برتن بنتے ہیں یا "طفیلی" وہ شخص جو کسی کے بن بلائے مہمان چلا جاتا ہے اور اس طرح کے سینکڑوں اُردو الفاظ اسی قسم کی لفظی تشکیل کے تحت عالم وجود میں آئے ۔ یہ تمام مثالیں واضح کرتی ہیں کہ تشکیل الفاظ میں انسان کے گزشتہ اور موجودہ ہر طرح کے خیالات کا تعلق کس قدر اہم ہے ۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ لفظ اپنی پیدائش کے لحاظ سے انسان کا خود اختیاری یا روایتی اشارہ ہے ، جس سے واقف ہوتے ہی کسی شخص کے ذہن میں وہی خیال یا خیالات رونما ہو جاتے ہیں جن کو وہ شخص عادتاً یا وراثتاً اس لفظ کے سننے کے بعد اپنے ذہن میں پیدا کرتا رہتا ہے ۔ مگر عام ذہنوں میں جو لفظ یا خیال ذہن پر منعکس ہوتا ہے وہ معین اور تفصیلی نہیں ہوتا ۔"[1]

۱۔ "ہندوستانی لسانیات" ، از سید محی الدین قادری زور ، ص ۸۶ ۔

عام طور پر الفاظ اپنی اصلی حالت میں نامکمل ہوتے ہیں اور جب جملوں میں پیوست ہوتے ہیں تو اس وقت بھی ان کی قدر و قیمت بالعموم بنتی اور غیر متعین ہوتی ہے ۔ غرض لفظ اور خیال کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ یکساں اور استوار نہیں ہوتی ۔

الفاظ خیالات کے ساتھ اپنے معنی بدلتے رہتے ہیں ۔ آپ دیکھیں گے کہ الفاظ معاشرتی ، ملی ، ثقافتی اور قومی مفاد کے تحت فی زمانہ بدلتے رہتے ہیں ۔ اُردو کے ایک فعل ''اتارنا'' کو آپ دیکھیں ۔ اندازے کے مطابق جو شخص جس نوعیت کا ہو وہ اس فعل کو اسی لحاظ سے استعمال میں لائے گا ۔ مثلاً حمید نے بادشاہ کی تصویر کا چربہ اتارا وہ اچھا مصور ہے ۔ سلم نے درزی کے سامنے کپڑے اتارے ۔ افضل نے فلم دیکھنے کے بعد مسخرے کی خوب نقل اتاری ۔ شمیم نے اچھی تصویریں اتاری ہیں ۔ بڑھئی نے آج دیوار اُتاری ہے ۔ قلی نے سواریاں اتار کر سامان اپنی ریڑھی سے اتارا ۔ اختر نے بیٹی کی شادی کرکے اپنے سر سے بہت بڑا بوجھ اتارا ۔ تھانیدار نے چور کے انگوٹھے کے نشان اپنے رجسٹر میں اتارے ۔

مندرجہ بالا عبارت میں بڑھئی ، مصور ، قلی ، درزی ، ایکٹر ، نقل ، غرض تمام لوگوں کی صورتیں آ گئیں ۔ جنھوں نے اس فعل کو اپنے مزاج کے مطابق استعمال کیا ۔ بہرحال ذیل کی سطور میں ہم انھی نشانات کا کھوج لگانے کی کوشش کریں گے جن کی موجودگی دونوں کے خاندانی تعلق کی عکاسی کرتی ہے ۔

تشکیل الفاظ دو طریقوں سے عمل میں آتی ہے :

(۱) بذریعہ اشتقاق یا تجزیاتی طور سے ۔

(۲) بذریعہ ترکیب ۔

اُردو اور کشمیری زبان میں لفظوں کی بنوٹ کے یہ دونوں طریقے کثرت سے بولے جاتے ہیں اور ایسے بے شمار الفاظ ملتے ہیں جو دونوں زبانوں میں ایک ہی قاعدے سے بنتے ہیں ۔

مشتق الفاظ : یہاں ایسے الفاظ پیش کیے جاتے ہیں جو کسی حرف یا علامت کے حذف یا اضافہ یا کسی سابقہ لاحقہ کے لگانے سے بنتے ہیں :

(الف) مصدر سے علامت مصدر گرانے کے بعد اصل مادے کو بطور اسم استعمال کرتے ہیں ۔ جیسے اُردو میں حاصل مصدر کہتے ہیں اور کشمیری میں اسم ذات ۔ مثالیں :

اُردو زبان	کشمیری زبان
کھانا سے کھا	کھیون سے کھیہ
لڑنا سے لڑ	لڑون سے لڑ
مارنا سے مار	مارُن سے مار
چیرنا سے چیر	چیرن سے چیر
بننا سے بنا	ہنن سے بن
رونا سے رو	ودن سے ود
کرنا سے کر	کرن سے کرہ

''مصدر سے جو ایک کیفیت ذہن میں آتی ہے اور بمنزلہ اس کے اثر کے معلوم ہوتی ہے اسے حاصل مصدر کہتے ہیں ۔ جیسے لوٹنا سے لوٹ ۔''[1]

(ب) کبھی علامات مصدر گرانے کے بعد الف بڑھانے سے اسم ذات بناتے ہیں اور کشمیری زبان میں علامت گرا کر اس سے الف یا واؤ میں تبدیلی عمل میں لائی جاتی ہے ۔ جیسے اُردو میں :

پالنا سے پالا ۔ ملانا سے ملایا ۔ رکھنا سے رکھنا ۔

کشمیری زبان میں پالن سے ہولن ۔ ساون (ملانا) سے ستو ۔ تھاون (رکھنا) سے تھود ۔

(ج) کبھی خود مصدر سے اسم کا کام لیا جاتا ہے ۔ مثلاً

اُردو	کشمیری
آنا جانا ۔ مرنا جینا ۔ لینا دینا	این گژھن ۔ مرن زیون ۔ لین دین

۱۔ ''قواعد اُردو''، از میجر ہالرائڈ و ماسٹر پیارے لال، ۱۸۷۸ء، لاہور، ص ۳۰ ۔

(د) کبھی مادے پر ت کا اضافہ کر دیا جاتا ہے ۔ لیکن علامت مصدر اس سے قبل گرا دی جاتی ہے اور کشمیری زبان میں بھی یہی کیفیت رہتی ہے ۔ مثلاً

اردو	کشمیری
لکھنا سے لکھت ۔ پڑھنا سے پڑھت بچنا سے بچت	لکھن سے لکھت ۔ پڑن سے پڑت بچنا سے بچت

(ل) مادے پر ا اُردو کے اضافے سے اسم فاعل بنا لیا جاتا ہے اور کشمیری زبان میں مصدر اتار کر و اور ن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے ؛ مثلاً

اردو	کشمیری
کھانا سے کھاؤ ۔ چلنا سے چلو رونا سے روؤ	کھین سے کھیو ۔ پکن سے پکو ودن سے ودو

(م) کبھی اسم صفت پر یائے معروف بڑھا کر اسم ذات بنا لیتے ہیں ؛

اردو	کشمیری
مہنگا ، چور ، دور ، ڈور ، زور سے مہنگائی ، چوری ، دوری ، ڈوری ، زوری ۔	مہنگ ، چور ، دور ، ڈور ، زور سے مہنگائی ، چوری ، دوری ، ڈوری ، زوری ۔

(ن) کبھی اس کے برعکس اسم ذات پر یائے معروف بڑھا کر صفت یا فاعلیت کے معنی پیدا کر لیے جاتے ہیں ۔

اردو	کشمیری
دوکاندار ، ساہوکار ، پنسار سے دوکانداری ، ساہوکاری ، پنساری ۔	دکاندار ، ساہوکار ، پنسار سے دکانداری ، ساہوکاری ، پنساری ۔

(د) کبھی ''ی'' کا اضافہ کرکے صفت نسبتی بناتے ہیں ، جیسے :

اردو	کشمیری
ہندو ، پاکستان ، ایران ، افغانستان سے ہندی ، پاکستانی ، ایرانی ، افغانی ۔	ہندو ، پاکستان ، ایران ، افغانستان سے ہندی ، پاکستانی ، ایرانی ، افغانی ۔

(و) کبھی کبھی بعض اسما کے آخر میں یائے معروف لگاتے ہیں۔ مثلاً یادگار سے یادگاری۔ لو دولت سے لو دولتی۔

(ی) کبھی منفی افعال سابقہ اَن کے اضافہ سے بنائے جاتے ہیں۔

اُردو	کشمیری
پڑھ ، جان ، مول سے ،	پڑھ ، جان ، مول سے
اَن پڑھ ، انجان ، انمول ۔	اَن پڑھ ، انجان ، انمول ۔

نا سابقہ: اردو اور کشمیری زبان میں ملاحظہ ہو:

اُردو	کشمیری
ناکارہ ، نالائق ، ناپسند ، ناشائستہ ۔	ناکارہ ، نالائق، ناپسند ، ناشائستہ ۔

ن کا سابقہ: اُردو اور کشمیری زبان میں ملاحظہ ہو:

اُردو	کشمیری
نکما ، نخالص ۔	نکمہ ، نخالص ۔

ک کا سابقہ اُردو اور کشمیری زبان میں ملاحظہ ہو:

اُردو	کشمیری
پوت پت سے ۔ کپوت کپت سے ۔	پوت اور پت سے کپوت کپت ۔

مرکب الفاظ:

ترکیب کے ذریعے الفاظ کی ساخت کے بعض کلیے دونوں زبانوں میں یکساں ہیں ۔ اس میں دو لفظوں کو جن کو ایک دوسرے سے معنوی یکسانیت ہو ، ساتھ ساتھ رکھ کر ایک مرکب لفظ بنا لیا جاتا ہے ۔ اس قسم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اُردو	کشمیری
راتو رات ، ساتھو ساتھ ، جانچ پڑتال ۔	راتو راتھ ، ساتھو ساتھ ، جانچ پڑتال ۔
کھانا پینا ، گھر بار ، چڑی مار ۔	کھین چون ، گھر بار ، چری مار ۔
بلاشک ، حوبارہ ، آنا جانا ۔	بلاشک ، چوبارہ ، این گیچھن ۔
خیر سلامتی ۔	خیر سلامتی ۔

اسم مفعول بنانے کا قاعدہ :

کشمیری زبان میں مصدر سے علامت مصدر حذف کرکے مت بڑھانے سے اسم مفعول بن جاتا ہے اور اُردو زبان میں علامت مصدر اتار کر ا اور ہوا بڑھانے سے اسم مفعول بنتا ہے یا "صیغہ ماضی مطلق پر لفظ ہوا کی زیادتی سے اسم مفعول بن جاتا ہے۔"

اُردو	کشمیری
لکھنا سے لکھا ہوا۔ کھانا سے	لکھت کھمت لیکھن۔ کھیون
کھایا ہوا۔ رونا سے رویا ہوا۔ سونا	دون شونگن سے دومت اور
سے سویا ہوا۔ اسی طرح دوڑا ہوا	شنگمت دومت۔
سنا ہوا۔ سکھایا ہوا۔ دھویا ہوا۔	بوزمت ہیچھوت چھمت۔
پیا ہوا۔ وغیرہ۔	چومت وغیرہ۔

"مرنا" کے مصدر میں ... کی ترکیب سے مرہن۔ دڑھی سے دڑھنز۔ یہ عمل فعل کے مادے کی بجائے اسم پر ہوا ہے۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ ہند آریائی زبانوں میں کشمیری زبان ہی ایک ایسی زبان ہے جس کے تعلقات عربی اور فارسی زبانوں سے بالواسطہ یا بلا واسطہ رہتے ہیں۔ لیکن دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ حرف "ل" بطور علامت مفعول کے بہت ساری پراکرتوں میں مستعمل ہے۔ گریرسن نے اپنی لسانیات کی مشہور جلدوں میں ایسی ہی زبانوں کے نام گنائے ہیں جن میں اسم مفعول کے لیے "ل" بطور لاحقہ مستعمل ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں :

> "In the Dardic languages the formation of the past participle of a verb calls for no special attention except in one case. In the maiya dialect of Kohistan. It ends in the L. Thus the verb Kut, strike, has Kut-ig-il for its past participle. We also find occasional instances of this in Shina; but we do not find anything like this in the inner sub branch of the Indo Aryan Languages. The final O is changed to L. So we get such forms as mai-ya-L."[1]

---

1. *Linguistic Survey of India*, by George Abraham Grierson, vol. I, part I, p. 140, 141.

کشمیری دیہاتی لوگ عام طور پر اس ''ل'' کو اس طرح استعمال کرتے ہیں :

یہ چھ اڑیل کُر یا یہ چھی مریل گاؤ ۔ (یہ اڑی کرنے والا گھوڑا یا مری ہوئی گائے ہے) ۔

اسم فاعل بنانے کا قاعدہ :

کشمیری زبان میں اسم فاعل بنانے کے لیے ہم مصدر کے آگے وول بڑھا کر اسم فاعل بناتے ہیں اور بعض جگہوں پر مصدر کے نشان سے پہلے و بڑھا دیتے ہیں ۔ جیسے پرن ، لیکھن ، رچھن ، بچھن ، یچھن کے آگے ہم اگر وول بڑھائیں تو اسم فاعل بنے گا ۔ اُردو میں اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے لکھنے کے آگے والا بڑھانے سے اسم فاعل بنتا ہے ۔ علامات مصدر کو اتار کر ے بڑھاتے ہیں اور آگے ''والا'' بڑھاتے ہیں جیسے :

اُردو	کشمیری
کھانا ، لکھنا ، پڑھنا سے کھانے والا ، لکھنے والا ، پڑھنے والا ، پالنا ، سیکھنا ، بھیک مانگنا سے پالنے والا ، سکھانے والا ، بھیک مانگنے والا ۔	پرن وول ، لیکھن وول ، کھین وول ، پالن وول ، ییچھن وول ، بچھن وول ، کشمیری میں پرون ، لیکھون ، رچھون ، بچھون الفاظ بھی اسم فاعل ہیں ۔

عربی اور فارسی زبان کے مرکبات اسی طرح کشمیری زبان میں موجود ہیں جس طرح یہ اُردو زبان یا دوسری ہندوستانی پراکرتوں ہیں لوگ استعمال کرتے ہیں ۔ ذیل میں ہم ان مرکبت کا تذکرہ کریں گے جو تمام کشمیری لکھے پڑھے نوجوان گفتگو کے دوران استعمال کرتے ہیں یا پھر اکثر کشمیری کتابوں میں موجود ہیں :

نا : ناقابل یقین ۔ ناقابل برداشت ۔ نالائق ۔ نایاب ۔ ناکام ۔ نا انصافی ۔ ناممکن ۔ ناجائز ۔

غیر : غیر آباد ۔ غیر مسلم ۔ غیر قوم ۔ غیر مذہب ۔ غیر فرقہ ۔

بے : بے وفا ۔ بے کس ۔ بے چارہ ۔ بے نور ۔ بے پیر ۔
بے دل ۔ بے ایمان ۔ بے گانہ ۔ بے فائدہ ۔ بے تمیز ۔ بے بہا ۔

مندرجہ ذیل مرکبات یا لاحقے نوٹ کریں جو کشمیری زبان میں اسی طرح مستعمل ہیں جس طرح اُردو زبان میں :

دان : قلمدان ۔ روشندان ۔ پان دان ۔ چائے دان ۔ مسالہ دان ۔
ستان : پاکستان ۔ ہندوستان ۔ افغانستان ۔ کافرستان ۔
گاہ : عید گاہ ۔ آرام گاہ ۔ کارگاہ ۔
خانہ : مے خانہ ۔ بت خانہ ۔ چنڈو خانہ ۔
کدل : فتحکدل ۔ زینہ کدل ۔ آلی کدل ۔ امیرا کدل ۔ نوا کدل ۔
زار : گلزار ۔ سبزہ زار ۔ مرغزار ۔
سار : کوہسار ۔ خاکسار ۔ شرمسار ۔ سنگسار ۔
شار : آبشار ۔
مرگ : گلمرگ ۔ تنگمرگ ۔ سونہ مرگ ۔ کھانمرگ ۔
سرائے : مہمان سرائے ۔ مسافر سرائے ۔
گار : پرہیزگار ۔ روزگار ۔
دار : مالدار ۔ تاجدار ۔ چوکیدار ۔ عہدیدار ۔

رفتہ رفتہ ۔ روز روز ۔ شام شام ۔ جلد از جلد ۔ در بدر ۔
رُوبرو ۔ سال بسال ۔ چارہ جوئی ۔ نکتہ چینی ۔ نیک نیتی
خوبصورت ۔ کارکن ۔ سیاست دان ۔ سنگدل ۔ غریب پرور ۔
ہم عصر ۔ خیرخواہ ۔ دلبر ۔ وغیرہ ۔

انہ : انہ لاحقہ بڑھانے سے کشمیری اور اُردو زبان کے مرکبات ملاحظہ فرمائیں :

اُردو	کشمیری
امیر سے امیرانہ ۔ فقیر سے فقیرانہ	امیر سے امیرانہ ۔ فقیر سے فقیرانہ
غریب سے غریبانہ ۔ شاہ سے شاہانہ	غریب سے غریبانہ ۔ شاہ سے شاہانہ
زن سے زنانہ ۔ مخالفت سے مخالفانہ ۔	زن سے زنانہ ۔ مخالفت سے مخالفتہ ۔
ماہ سے ماہانہ ۔ دوست سے دوستانہ ۔	ماہ سے ماہانہ ۔ دوست سے دوستانہ ۔

کچھ سابقے اور لاحقے جو مرکب الفاظ کا امتزاج کشمیری زبان اور اُردو زبان میں پیدا کرتے ہیں نوٹ فرمائیں ۔ یہ الفاظ دونوں زبانوں میں ہم معنی استعمال ہوتے ہیں :

بد : بد خوئے ۔ بدکار ۔ بدگو ۔ بدنام ۔ بد زبان ۔ بدبو ۔ بد صورت ۔

نا : نافرمان ۔ ناامید ۔ نااہل ۔ نادان ۔ نابالغ ۔ نامعلوم ۔

کم : کم فہم ۔ کم عقل ۔

لا : لاولد ۔ لاعلاج ۔ لاحاصل ۔ لاوارث ۔

خود : خود غرض ۔ خود دار ۔ خود سر ۔

خوش : خوش تدبیر ۔ خوش خبری ۔ خوش آمدید ۔

سر : سرپوش ۔ سرانجام ۔ سرکار ۔ سرگزشت ۔ سرگرم ۔

دست : دستکار ۔ دستیاب ۔ دستخط ۔

ہم : ہم جنس ۔ ہمدرد ۔ ہمراز ۔ ہموطن ۔

فارسی اور عربی اسم فاعل جو کشمیری زبان اور اُردو میں مشترک ہیں :

قادر ۔ حاکم ۔ سالم ۔ زاہد ۔ عابد ۔ عارف ۔ ناظم ۔ واقف ۔ مظہر ۔ محسن ۔ منشی ۔ مشرک ۔ موحد ۔ مصنف ۔ مؤلف ۔ مکاتب ۔ ملتجی ۔ ملتمس ۔ معتقد ۔ مقیم ۔ مستفیض وغیرہ ۔

فارسی اور عربی کے اسم مفعول جو دونوں زبانوں میں مشترک ہیں :

آزمودہ ۔ نادانستہ ۔ محکوم ۔ محبوب ۔

فارسی اور عربی اسم آلہ جو کشمیری اور اُردو میں مشترک ہیں :

مسطر ۔ مقراض ۔ مضراب وغیرہ ۔

فارسی کے اسم حالیہ جو دونوں زبانوں میں مشترک ہیں :

دوران ۔ شادان ۔ خندان ۔ گریان ۔

مندرجہ ذیل مرکبات اُردو اور کشمیری زبان میں یکساں ہیں اور عربی ، فارسی زبان کی آمیزش سے بنے ہیں :

آہ بان ۔ نشو و نما ۔ غصّہ و غصب ۔ فلاح و بہبود ۔ شور و غل ۔ عجب و غریب ۔

ذیل میں کچھ مرکبات قلمبند کرتا ہوں جو فارسی کے توصیفی اور اضافی مرکبات ہیں لیکن کشمیری اور اُردو زبان میں مستعمل ہیں :

مہمان خصوصی ۔ صاحب صدر ۔ صورت حال ۔ زیر اہتمام ۔ بام عروج ۔ تعلیم نسواں ۔ طریقۂ تعلیم ۔ اسم گرامی ۔ لمحات فرصت ۔ ذوق سفر ۔ نظر ثانی وغیرہ ۔

کشمیری اور اُردو کے صرف و نحو کے اصول و قواعد کا تقابلی مطالعہ :

کشمیری زبان اور اُردو زبان کی صرف و نحو کے اشتراکات بالکل عیاں ہیں ۔ کشمیری زبان اپنی صرف و نحو میں بالکل اُردو زبان کے قریب ہے ۔

دونوں کے اسماء کے طریقے افعال کے طریقے ایک جیسے ہیں ۔ دونوں میں اسماء و افعال کے خاتمہ میں الف آتا ہے ۔ دونوں میں جمع بنانے کے اصول کم از کم ایک جیسے نہیں تو بالکل مختلف بھی نہیں ۔ جہاں تک دونوں زبانوں کی تذکیر و تانیث کا تعلق ہے جب اسماء ایک جیسے ہوں تو لازماً تذکیر و تانیث میں کسانیت بھی ضروری ہے ۔ پس دونوں زبانیں تذکیر و تانیث کے قواعد افعال مرکب و توابع میں متحد ہیں ۔ اس کے بارے میں جہاں تک وضاحت کا تعلق ہے وہ اس طرح ہے :

مصدر :

کشمیری زبان کا مصدر ”ن“ پر ختم ہوتا ہے جیسے کرن ۔ مرن ۔ کھین ۔ چون ۔ شونکون ۔ وتھون ۔ بہن ۔ اس کے برعکس اردو کے مصدر ”نا“ پر ختم ہوتے ہیں ۔ جیسے کھانا ۔ پینا ۔ بیٹھنا ۔ اُٹھنا ۔ سونا ۔ رونا ۔ دھونا ۔ آنا ۔ جانا وغیرہ ۔ یہ دونوں زبانیں سنسکرت کی نون مفتوح کی شکلیں ہیں ۔ اس نون کو کشمیری زبان نے بھی ساتانی یا سدھی کی طرح ساکن قرار دیا اور وسطی ہند نے بھی حسب ضرورت زبر کو الف سے

بدل دیا جیسے آپ مندرجہ ذیل مثال سے اخذ کر سکتے ہیں کہ وسط ہند کی اکثر زبانیں مشدد الفاظ کو غیر مشدد بناتے ہوئے پہلے حرف علت کی آواز کو بطور تلافی لمبا کر دیتی ہیں ۔ اس کے برعکس ملتانی ، پنجابی ، کشمیری اور لہندا تشدید رفع کرنے کے بعد بھی اس حرفِ علت کو لمبا نہیں کرتیں ۔ جیسے سنسکرت میں سپتہ ، اپ بھرنش میں ہم سچو یا سنسکرت میں رکھشہ اپ بھرنش میں رچھو ، لہندہ یعنی ملتانی میں سچ اور کشمیری میں پرہ اور اس طرح رکھشہ کو رچھ ان زبانوں یعنی لہندہ ، ملتانی ، کشمیری زبان میں کہیں گے اور اُردو زبان میں ہم سچ کو سانچ ، رچھ کو ریچھ ، برشٹم کو بیٹھ کہیں گے ۔ پس ثابت ہوا کہ وسط ہند کی ہندی زبانیں زبر کو الف ، زیر کو ے اور پیش کو واؤ سے بدلتی ہیں ۔

تذکیر و تانیث :

تذکیر و تانیث کے قواعد کم از کم دونوں زبانوں کشمیری اور اُردو میں یکساں ہیں ۔ مثلاً اُردو زبان میں کمہار ، لوہار ، سنار ، دھوبی ، نائی ، فقیر ، موچی ، حلوائی ، فرنگی ، یہودی ، مولوی مذکر کے الف کو یائے معروف سے یا ن سے بدلتے ہیں ۔ جیسے مذکر کمہار سے کمہاری کمہارن ۔ اسی طرح لوہارن ، سنارن ، دھوبن ، نائن ، فقیرن ، تیلن ، موچن ، حلوائن ، فرنگن ، یہودن ، مولون اور کشمیری زبان میں ہم نے مذکر کے آگے بانی بڑھانا ہے ۔ حلوائی بانی ۔ مولوی بانی ۔

اُردو میں جو مؤنث قیاسی ہیں جیسے چھتری ۔ ٹوپی ۔ حیا ۔ وفا ۔ وہ بدستور کشمیری زبان میں بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں ۔

تذکیر و تانیث حقیقی و غیر حقیقی :

جو اشیا روح حیوانی رکھتی ہیں یعنی جاندار ہوتی ہیں ۔ ان کی تذکیر و تانیث کو حقیقی کہتے ہیں ۔ اس لیے کہ ان میں نر کے مقابل مادہ اور مادہ کے مقابل نر ہوتا ہے ۔ جو روح حیوانی نہیں رکھتیں ، ان کی تذکیر و تانیث غیرحقیقی کہلاتی ہے کیونکہ ان میں یہ امر صرف اعتباری ہوتا ہے ۔ بعض جاندار جو بلا امتیاز نر و مادہ مذکر اُردو میں بولے جاتے

ہیں جیسے :

اُردو	کشمیری
طوطا	طوطہ
کوا	کاؤ
ہُد ہُد	ستہ تت
اُلو	رات مگل

اور بعض جو بلا امتیاز نر و مادہ مؤنث بولے جاتے ہیں ۔ کشمیری زبان میں بھی ان کو بلا امتیاز نر و مادہ مؤنث بولتے ہیں ۔ جیسے

اُردو	کشمیری
مینا	حار
لومڑی	شاجہ
چیل	گانٹھ

فعل کی تذکیر و تانیث میں جو اختلاف اُردو میں ہے وہی کشمیری زبان میں بھی ہے ۔

انسان کی تانیث :

اُردو میں انسان کی تانیث کی دو صورتیں ہیں ۔

نر کے لیے اور لفظ اور اس کے مقابل مادہ کے لیے اور لفظ یعنی باختلاف الفاظ و بلا علامت تانیث ۔ اور ایسے لفظ تھوڑے ہیں ۔

اُردو : باپ سے ماں ۔ بھائی سے بہن ۔ خاوند سے بیوی ۔ صاحب سے میم ۔ مرد سے عورت ۔

کشمیری : کشمیری زبان میں بھی اس طرح نر اور مادہ کے لیے اور لفظ ہیں جیسے مول سے مُوج ۔ بھوئی سے بھن ۔ سہارزہ سے سہارن ۔ صاحب سے میم اور مردانہ سے زنانہ ۔

"The following are the principal vowel changes in Kashmiri language in the gender of nouns :

o become ȯ	kral, *a potter*	kroj, *a female potter*
	shall, *jackal*	shoj, *a female jackal*
	mol, *father*	moj, *mother*
	bror, *a male cat*	bror, *a female cat*
	khar, *an ass*	khariv, *a female ass*
a become ạ	gagur, *a rat*	gagur, *a female rat*
	zor, *a deafman*	zar, *a deafwoman*
	pot, *a plank*	pat, *a small plank*[1]

ہم اردو میں بھی یہ تبدیلی دیکھتے ہیں - جیسے انگوٹھا ، انگوٹھی - بھیڑ ، بھیڑی - گدھا ، گدھی - چوہا ، چوہی -

ہم خاوند سے بیوی ، بیٹا سے بیٹی کہتے ہیں - اسی طرح کشمیری زبان میں خاوند سے آشین یا کولئی بہ زنانہ کہتے ہیں اور بیٹے کو نیچو اور بیٹی کو کور کہیں گے -

"زائے معجمہ آخر میں ہو تو نون ساکن زیادہ کرتے ہیں جیسے پٹھان سے پٹھانی ، مسلمان سے مسلمانی ، سید سے سیدانی ، شیخ سے شیخانی -"[2]

اور اسی طرح کشمیری زبان میں یہ قاعدہ موجود ہے - جیسے ٹی آر ویڈ کسمیری زبان کی گرائمر میں لکھتا ہے :

"This affix , is applied only to persons, denoting class, nation or religion ; as *gujar* masc *gujarani*, fem ; *Muslman* masc, *Musalmani* fem ; *Pathan* masc, *Pathani* fem . *Pundit* masc ; fem ; *Punditani*[3]

۱- *Kashmiri Grammer*, by Rev : T R Wede, p. 16, 17.
۲- "مصباح القواعد صرف" ، از مولوی فتح محمد خان جالندھری ، ص ۲۰۸ -
۳- *A Grammer of Kasomiri Language*, by T.R Vede, p 17.

اُردو میں بے جان چیزوں کی تذکیر و تانیث کی علامت ا اور ہ ہے۔ کشمیری زبان میں بھی اسی طرح ہ ہے۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
سوئی	سوہنہ
چت	چنہ
پودا	پودہ
دریا	دریہ
نشانہ	نشاہنہ
دانہ	داہنہ

اُردو میں جس لفظ کے آخر میں یائے معروف ہو اسے مؤنث بولتے ہیں جیسے نیکی ، بدی ، چھری ۔ کشمیری زبان میں بھی یہ الفاظ اسی طرح مؤنث بولے جاتے ہیں۔

اسماء و صفات کی توضیحات :

اسماء اور صفات تذکیر و تانیث واحد اور جمع میں اپنے موصوف کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں ، یعنی جب موصوف کی تعریف نہیں کی جاتی تو اس کا اسم صفت بھی غیر متصرف رہتا ہے۔

اُردو	کشمیری
کالا مرغا	کرہن کُنکر
کالے مرغے	کرہن کُنکر
کالی مرغی	کرہن ککر
کالی مرغیاں	کرہنی کُنکری

جمع مؤنث کی مثال میں اردو نے کالی استعمال کیا ہے۔ کالیاں استعمال نہیں کیا ۔ یہی حال کشمیری زبان میں بھی ہے جس طرح کالی واحد مؤنث کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے اسی طرح جمع مؤنث کے لیے استعمال میں لایا گیا اور جو حالت واحد مذکر اُردو میں ہے وہی واحد مذکر کشمیری کی رہی ہے جو جمع مذکر کی حالت اُردو میں ہے وہی حالت کشمیری زبان کی ہے یعنی کالا مرغا اور کالے مرغے میں کرہن ککر تہہ کرہن ککر استعمال میں لایا گیا ہے جو بالکل اُردو مزاج ہے۔

فعل کی ترتیب و تعریف :

اُردو اور کشمیری زبان میں جہاں تک افعال کا تقاضا ہے وہ بھی دونوں زبانوں میں بلحاظ تذکیر و تانیث اور واحد جمع اپنے فاعل کے مطابق آتا ہے۔ جیسے :

اُردو : شیر آیا ، شیر آئے۔ شیرنی آئی ، شیرنیاں آئیں ۔

کشمیری : شیر آؤ ، شیر آئے۔ شیرنی آئیہ ، شیرنیہ آئیہ ۔

اُردو : گھوڑا آیا ، گھوڑے آئے۔ گھوڑی آئی ، گھوڑیاں آئیں ۔

کشمیری : گُر آؤ ، گُر آئے ۔ گُرن آئیہ ، گُرتن آئیہ ۔

افعال کی تعریف :

فعل کی بحث اس طرح سے مختصر ہوگی کہ مصدر یا مادے سے مختلف قسم کے افعال بنانے کے قاعدے دونوں زبانوں میں بہت کم مشترک ہیں ۔ افعال کے شتقاق اور گردان میں ان کے طریقے الگ الگ ہیں ۔ اُردو اور کشمیری زبان کے درمیان زمان و مکان کے جو فاصلے حائل رہے ہیں ان کا نتیجہ اسی شکل میں ظاہر ہوتا تھا ۔ اس کے باوجود جو نقوش اس ضمن میں وجہ یگانگت ہیں ، غیر اہم ہیں ۔ فعل کے سلسلے میں ضروری ہے کہ ہمیں امر کے مادے معلوم ہوں کیونکہ مادوں سے افعال بنتے ہیں۔

مادے وہ ابتدائی شکلیں ہیں جو فعل کی ترکیب و تشکیل میں حرف آخر کی حیثیت سے ہر جگہ قائم رہتے ہیں ۔

فعل لازمی ہو یا متعدی ، فعل حال ہو یا مستقبل ، فعل امر ہو یا نہی ، ماضی ہو یا شکیہ ، معروف ہو یا مجہول ہو ، مادے سب کے درمیان قدر مشترک کی حیثیت سے ہوتے ہیں ۔ مثال کے طور پر ''چ ر'' اس سے تمام افعال بنیں گے ۔ مصدر سے لے کر تمام صیغے یا جتنے افعل ہیں یا جس قسم کے افعال بنانے مطلوب ہوں ، بنائے جاتے ہیں ۔ چرتا ۔ چرتا ہے ۔ چر گیا ۔ چر رہا ہے ۔ چرتا ۔ چر لیا ۔ چروانا ۔ چرا جانا چرنے والا ۔ چرا ہوا ۔ چر ۔ نہ چر ۔ چراؤ ۔ اصلی مادہ ہرحال ہر حالت میں موجود رہے گا ۔ افعال کی یہ کیفیت صرف اُردو میں ہی نہیں ہے بلکہ کشمیری زبان میں بھی اس کی یہی کیفیت ہے ۔ مثلاً ''چ ہ'' یعنی چئن ۔ چیہ ۔ چہہ ۔ چیہ مہ چیہ ۔ چیوں ۔ چاوِن ۔ چاؤ ۔ چمت ۔ چنہ وول وغیرہ ۔

جان بیمز ہند آریائی زبانوں کی تقابلی گرامر میں لکھتا ہے :

"As in the noun, so also in the verb the first thing to be considered is the stem. The modern verb stem undergoes no changes but remains absolutely the same throughout all moods, tenses and persons."[1]

"افعل کے مختلف صیغے تین طرح سے بنتے ہیں ۔ اول مادہ سے ، دوم حالیہ تمام اور امدادی افعال کے ذریعے سے ، سوم حالیہ ناتمام اور امدادی افعال کی مدد سے ۔ ہر کام کی تین حیثیتیں ہوتی ہیں ۔ (۱) کام جو ختم ہو چکا ہے ۔ (۲) جو شروع ہو چکا ہے اور ختم نہیں ہوا ۔ (۳) جو ابھی شروع نہیں ہوا ۔"[2]

جب ہم سنسکرت اور اُردو کے مادوں کو دیکھیں گے تو بہت سے مادے یکساں ملیں گے ۔ اسی طرح اگر کشمیری زبان کے مادوں اور اُردو زبان کے مادوں کو دیکھیں تو قریب قریب ان مادوں کی اصلیت اور ماہیت یا ماخذ ایک ہیں ۔ اُردو میں علامت مصدر "نا" کاٹ کر اور کشمیری زبان میں "ن" علامت مصدر گرا کر مادہ باقی رہتا ہے ۔ ہم ذیل میں مادوں کی جگہ دونوں زبانوں کے مصدر ہی پیش کرتے ہیں ۔ اس سے کشمیری زبان کے طالب علم کو سہولت میسر کرنا مقصود ہے اور باضابطہ افعال اور مصادر ملحوظ خاطر رکھے ہیں :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
اٹکنا	اٹکن	پکڑنا	پکڑن
اجڑنا	اُجڑن	پکنا	پکُن
اچھلنا	اچھلن یا وُٹھ تلن	بچھنا	بچھ
اڑنا	اڑن	بجانا	بج
ابھارنا	ابھرن	بنانا	بناون
اتارنا	تُلُن	ڈبونا	پھاٹون

۱۔ *Comparative Grammer of Modern Language*, by John Beams, vol. III, p. 28.

۲۔ "قواعد اُردو" ، از مولوی عبدالحق ، ص ۱۲۷ ۔

اُردو	کشمیری
آن	این
ابھرنا	وتھون
اُٹھنا	وُتھُن
ادھیڑنا	مژراون
اکھاڑنا	مولہہ کڑن
اجلنا	زالن
بتانا	ونن
بتلانا	ونہ‌ون
برسنا	وُسُن ۔ پیُن
بھلانا	مشروِن
بھونکنا	بھونکن
بھگانا	چلراون
بھونا	بژن
بھگونا	وزون
بھاپنا	زانن
بھرنا	بھرن
بھروانا	بھراون
پینا	چین
پٹنا	پرائن
پچنا	شرپن
پڑھنا	پڑن
پکنا	پکن
پلنا	پلن
اُڑنا	وڑن
پکڑنا	رٹن
پرکھنا	پرکھاون
پہچاننا	پرزناون
پوجنا	پوجن

اُردو	کشمیری
بگاڑنا	بگارن
بہلانا	بہلاون
بچھنا	بچھن
بسنا	بسن
باندھنا	گنڈن
بجھنا	زیتھ کُرن
بولنا	ونن
بندھوانا	گنڈناون
جلانا	زالن
تلنا	تولن
تیرنا	ترن ، ژرانٹھ وائن
تپنا	تپن
تلنا	تلن
تکنا	وچھن
تولنا	تولن
تھکنا	تھکن
تھوکنا	تھوکن
ٹھہرنا	ٹھہرن
ٹانکنا	الوند تراون
ٹپکنا	پشپن
ٹلنا	ٹلن
ٹہلنا	ٹہلن
ٹھکنا	ٹھکن
پوچھنا	پرہچھن
جھاڑن	جھاڑن
جھولنا	گوگوس ترون
جھکانا	نمراون
جھڑکنا	جھڑکن

اردو	کشمیری
پٹنا	پٹن
پھرنا	پھرن
پھیرنا	پھرُن
جانچنا	زانن
جاگنا	بیدار سپدن
جمنا	ریٹون
جڑنا	جرن
جکڑنا	جکرن
جوتنا	وابن
جوڑنا	جورن
جینا	(زچون) زندہ روزن
جیتنا	زینن
جتانا	جتاون
جاننا	زانن
جھٹ	زیون
چبانا	چپاون
چھٹنا	چھٹن
چوکنا	چوکن
چھونا	چھوسر
چھپنا	نھپ ژن
چھیلنا	دل وائن
چھوڑنا	تراون
چھپانا	رو ر ہو ون
دکھنا	دُکھُن
دبانا	دباون
دھلنا	دھلن
دیکھنا	وچھن
دفنانا	دفناون

اردو	کشمیری
جھکنا	تمن
چرانا	ژور کرن
چکھنا	ژوہن
چرنا	زاہُن
چگنا	تجھون
چڑھ	کھسن
جڑنا	جڑن
چوسنا	منہہ کرن
چلنا	پکن
چھاپنا	چھاپن
ڈھونڈنا	ژھانڈون
چپ	چپھ
چھینٹنا	چھوٹن
چھڑکنا	چھکرن
چھیدنا	چھیدُن
دھونا	دھرن
دھرنا	چھار
دلنا	دلن
دینا	دن
دہلانا	ہوون
دیکھنا	وچھن
ڈرانا	تراون
ڈھانا	لورناون ـ لمہ راون
دوڑنا	دوڑن
ڈھلکنا	ٹھانڈ دین
رکھنا	تھاون
روکنا	روکن
رہنا	روزن

اردو	کشمیری
دبانا	دباون
دھرانا	دہراون
داغنا	داغن ۔ آکھ دین
سدھرنا	سدھارن
سدھارنا	سدھارن
سوکھنا	ہکھن
سُوجھنا	ہنن
سُونا	شنگھن
سمیٹنا	سمرن
سونگھنا	مشک ہیوں
سنوانا	ونن
سکھانا	ہیچھن
سیکھنا	ہیچھناون
سلجھانا	سلجھاون
سمانا	واتن
سمجھنا	سمجھن
پیسنا	پہین
سونپنا	حوالہ کرن
سوچنا	سوچن
پگھلنا	پھلن
کھولنا	مژراون
گونجنا	واپس آواز این
گھسنا	گھسن
گرجنا	گرجن
گانا	گیون
گلنا	گلن
پگھلنا	پگھلن
گننا	گنزاون
رونا	وون

اردو	کشمیری
رگڑنا	رگڑن
سننا	بوزن
کھودنا	کھنن
کوکنا	بول بوش کرن
کترنا	کترن
کاٹنا	ژٹن
کٹوانا	ژٹناون
کاتنا	کتن
کوٹنا	منن
کچلنا	لت منڈ کرن
کروانا	کرناون
کرنا	کرن
کہنا	ونن
کھانا	کھین
کھسکنا	کھسکن
کھپنا	رلن
کھیل	گینڈن
کھدانا	کھنناون
لوٹنا	لوٹن
لادنا	لادن
لگانا	لگاون
لگنا	لاگن
لکھنا	لیکھن
لڑنا	لڑن
لٹک	شکن
لینا	ہین
مٹانا	مٹاون
موڑنا	موڑن
گوندھنا	رلناون

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
گھومنا	گھومن	مانگنا	منگن
گھمانا	گھماون	مکرنا	مکرن
گھٹنا	گھٹن	مارنا	مارن
گھورنا	گھورن	مروانا	مارناون
گھٹانا	کم کرن	مانجھا	مانجھن
لپٹنا	شنگھن	مرنا	مرن
لپیٹنا	لپیٹن	بچھانا	وتھراون
ملنا	سمکھن	ہانکنا	ہانکن
ماپنا	تُولن	پالنا	پالن
نبھانا	نبھاون	پلنا	پلن
نکلنا	کڈن	ہنسنا	اَسن
ہٹنا	ہٹن	ہارنا	ہارن
ملنا	سمکھن		

اضافت :

اضافت بھی دونوں زبانوں میں اپنے فاعل کے مطابق آتی ہے ۔ جب دو اسم آپس میں ملتے ہیں تو ان میں ایک ادھورا سا تعلق پیدا ہو جاتا ہے ۔ اس ناتمام لگاؤ کا نام ضافت ہے ۔ جس اسم کا دوسرے اسم کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف کہیں گے اور جس اسم کے ساتھ ظاہر کیا جائے اس کو مضاف الیہ ور مجموعے کو مرکب اضفی کہیں گے ۔ اُردو میں کا، کے، کی علامت اضافت ہے اور کشمیری زبان میں مصاف ۔ علامت اضافت اور مضاف الیہ بالترتیب ویسے ہی آتے ہیں جیسے اُردو زبان میں ۔ اسم کے بعد "ن" کو بڑھایا جاتا ہے ۔

جیسے اُردو میں کہیں گے احمد کی انگوٹھی تو کشمیری میں ہم کہیں گے احمدن واجہ یا اسی طرح احمد کا مکان : احمدن مکان ۔

اب اگر ہم پوچھیں گے کم چیزچ واجہ (کس چیز کی انگوٹھی) جواب ہوگا چاندی ہنز ۔ اس طرح انگوٹھی مضاف ہے اور چاندی مضاف الیہ ۔

جب میرا ، میرے ، میری ، تیرا ، تیرے ، تیری ، ہمارا ، ہمارے ، تمھارا ، تمھارے ، تمھاری ، اپنا ، اپنے ، اپنی ، مضاف الیہ ہو تو کا ، کے ، کی میں سے کوئی علامت اضافت نہیں آتی ۔ اسی طرح جب کشمیری زبان میں سون ، منٗ ، ٗسون ، سانٗ ، حون ، تہند ، تہنز وغیرہ آئے تو علامت اضافت ''ن'' نہیں آتی ۔

اضافت کا قاعدہ یہ ہے کہ مضاف الیہ میں کسی نہ کسی طرح کی خصوصیات یا وضاحت پیدا کر دیتی ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں ۔ یہ قسمیں یعنی اضافت تملیکی ، ظرفی ، تخصیصی ، توضیحی ، بیانی ، تشبیہ ، اضافت استعارہ ، توصیفی دونوں زبانوں میں یکساں ہیں اور عمل بھی ایک جیسا ہے ۔

فعل ماضی :

ماضی کے افعال میں دونوں زبانوں کا اشتراک ظاہر ہے ۔ اردو میں چار قسم کے ماضی اسم مفعول سے بنتے ہیں اور کشمیری زبان میں بھی اتنے ہی ہیں ۔

ماضی مطلق :

یہ دونوں زبانوں میں صورتاً بالکل اسم مفعول کا صیغہ ہے جو اردو مصدر پر الف بڑھانے سے بنتا ہے ۔ جیسے آنا سے آیا ، لانا سے لایا ، کھانا سے کھایا ۔

گردانوں کی ترکیب میں اور صیغوں کی نشاندہی کے لیے کشمیری زبان میں ضمائر کی ترتیب اس طرح ہے:

واحد غائب جمع غائب واحد حاضر جمع حاضر واحد متکلم جمع متکلم

اردو :

وہ ۔ اس نے وہ ۔ انھوں نے تو ۔ تو نے تم ۔ تم نے میں ۔ میں نے ہم ۔ ہم نے

he, she they you, you you I us, we[1]

کشمیری :

سہ ۔ تمی	تمہ ۔ تیمو	ژہ ۔ توہ	توہ	بو ۔ بوہ	اسہ
tim, su	timaeo tah.	tohi tsa.	tohi.	boh, bo	asi

---

[1] A Grammar of Kashmiri Language, by Rev. T. R. Vede, p. 23

حال تمام :

حال تمام بھی دونوں زبانوں میں تقریباً ایک ہے جو فرق ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ کشمیری زبان کا فعل فاعل نما اسی طرح ہے جس طرح ملتانی یا سندھی زبان میں ہے اور اس لیے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے۔ جیسے :

اردو : وہ آیا ہے۔ وہ آئے ہیں۔ تو آیا ہے۔ تم آئے ہو۔ میں آیا ہوں۔ ہم آئے ہیں۔

کشمیری : سہ چھ آمت۔ تہ چھک آمت۔ تو ہے چھو آمت۔ بہ چھوس آمت۔ اسہ چھ آمت۔

ماضی قریب :

دونوں زبانوں میں اسم مفعول یا ماضی مطلق پر فعل معاون ''ہے''، ''چھ'' کے اضافے سے بنتا ہے :

اردو : پڑھا ہے۔ مارا ہے۔

کشمیری : پرمُت چھ۔ مُورمُت چھ۔

ماضی بعید :

دونوں زبانوں میں اسم مفعول پر فعل معاون، اردو میں ''تھا'' اور کشمیری زبان میں 'اوس' اور 'مت' لگانے سے یعنی فعل کے مادے پر مت بڑھانے سے اور اوس کے اضافے سے ماضی بعید بنائے ہیں۔ جس طرح اردو زبان میں فعل کا مادہ مارنا سے مار ہے، اسی طرح کشمیری زبان میں سکون سے سمکھ ہے اور جس طرح ہم مل پر اردو میں ا کا اضافہ کریں گے، اسی طرح کشمیری میں سمکو پر مت کا اضافہ کریں گے اور جس طرح معاون اردو میں ''تھا'' ہے، اسی طرح کشمیری زبان میں اوس کا اضافہ بحیثیت معاون فعل کے ہوگا۔ اس طرح ماضی بعید کی گردان ہوگی۔

اس سلسلے میں ٹی آر ویڈ کا حوالہ پیش لفظر ہے :

"To form the third person masculine singular of the past indefinite, the vowel of the root g nerally undergoes a slight change. Of these changes the most simple are— long *a* is changed into long *o*; and short *a* into short *o*, thus, *asun*, to be, root *as*, 3rd pers sing masc; past indefinite *os*, he was; so *marun*, *mar*, 3rd person, Past indefinite *mor*, he killed; *pakun*, *pak*, *pok*, he went From the third person singular masculine past indefinite the perfect participle is formed by adding—*mut*; *as*, *osmut*, been, pokmut, gone; *mormut*, killed. All the other tenses in the cojugation of transitive and intransitive verbs are formed by the help of the auxiliary verb *asun*."[1]

ماضی احتمالی :

یہ بھی اسم مفعول پر فعل معاون کے اضافے سے بنتا ہے۔ اُردو میں "ہو" یا "ہوگا" کے صیغے بڑھنے جاتے ہیں :

اُس نے پڑھ ہوگا۔ انھوں نے پڑھا ہوگا۔ تُو نے پڑھا ہوگا۔
تم نے پڑھا ہوگا۔ میں نے پڑھا ہوگا۔ ہم نے پڑھا ہوگا۔

تمہ آسہ پرمت۔ تیمو آسہ پرست۔ ژہ آسہ پرست۔ تُوہ آسہ پرمت۔
سہہ آسہ پرست۔ آسہِ آسِ پُرمت۔

یعنی کشمیری زبان میں آسہ مددگار فعل اور فعل کے مدے پر مت بڑھانے سے ماضی احتمالی بنتا ہے۔ ٹی آر ویڈ کا حوالہ درج ہے :

Singular		*Plural*	
Masculine	*Feminine*	*Masculine*	*Feminine*
Bo asa	Bo asa	a si asau	as asau
	Tsa asak	toh asiv	toh asiu
Tsa	asak	so asi	tima asan[2]
	asi		

۱- *A Grammer of the Kashmiri Language*, by Rev. T R. Vede, p. 37.

۲- *A Kashmiri Grammer*, by Rev. T.R. Vede, p. 46.

ماضی شرطیہ یا ماضی تمنائی :

جس سے شرط یا آرزو سمجھی جائے ۔ اگر شرط کے معنی پائے جائیں تو شرطیہ سمجھیں اور تمنا سمجھی جائے تو تمنائی ۔ اُردو میں یہ ماضی تینوں طریقوں سے بنائی جاتی ہے ۔

طریقہ اول مصدر سے نا ساقط کرکے نا زیادہ کرتے ہیں اور صیغہائے جمع اور مؤنث میں تا کے الف اس طرح بدل دیتے ہیں جس طرح ماضی مطلق کا الف بدل جاتا ہے ۔

طریقہ دوم ماضی مطلق پر "ہوتا" لگانے سے جیسے حالی کے اس شعر میں :

جو دل پہ گزرتی ہے کیا تجھ کو خبر ناصح
کچھ ہم سے سنا ہوتا پھر تم نے کہا ہوتا

طریقہ سوم ماضی شکی سے گا ، گے ، گی حذف کرنے سے جیسے وہ آیا ہو ، تو آیا ہو ، میں آیا ہوں وغیرہ ۔

کشمیری زبان میں ماضی تمنائی کا طریقہ اس طرح ہے کہ فعل کے مادے یا مصدر کی علامت گرا کر وحد غائب پر نہیں ۔ واحد حاضر پر پھر ھک جمع حاضر پر ھو واحد متکلم پر ھا اور جمع متکلم پر پھر ھو ۔

جیسے ودن مصدر سے ود مادہ ہے ۔ مصدر یا فعل وُدن کا اس ود پر ہم ماضی تمنی یوں بنائیں گے ۔ اگر سیہ ود ہے اگر تمہ ودھن ۔ اگ ژہ ودھک ۔ اگر توبہ ود ہو ۔ اگر مہ ودھا ۔ اگر اسہ ودھو ۔ اسی طرح سمکھن مصدر سے اگر سہ سمکھے ۔ اگر تمہ سمکھن ۔ اگر ژہ سمکھک ۔ گر توہ سمکھیو ۔ اگر مہ سمکھو اگر بہ سمکھا ۔ اگر اسہ سمکھو وغیرہ ۔

فعل مضارع :

یہ وہ فعل ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جاتے ہیں ۔

قاعدہ : مضارع مصدر سے اس طرح بنتا ہے کہ علامتِ مصدر گرا کر حرف اخیر میں اگر الف یا واؤ ہو تو ہمزہ اور یائے مجہول اخیر میں زیادہ کر دیتے ہیں ۔ جیسے لاد سے لائے ۔ سونا سے سوئے ۔

جس طرح اُردو زبان میں مضارع سے مقصد حال اور استقبال فعل میں موجود ہوے سے ہے ، اسی طرح کشمیری زبان میں بھی مضارع وہ فعل ہے جس میں حال اور مستقبل دونوں زمانے پائے جاتے ہیں ۔

فعل مضارع کشمیری زبان میں مصدر سے بنایا جاتا ہے ۔ یعنی مصدر کی علامت گرا کر واحد غائب میں اور جمع غائب میں ن یا ھن اور واحد حاضر میں کوئی علامت نہ بڑھائی جائے ۔ جمع حاضر ہو کا اضافہ واحد متکلم پر اسی طرح ن اور جمع متکلم پر و ن کا اضافہ حسب ضرورت کرتے ہیں جیسے رچھن مصدر یعنی پڑھنا سے فعل مضارع کی گردان یوں ہوگی :

ہور چھن ۔ تمہ رچھین ۔ زہ رچھن ۔ توہ رچھون ۔ بہ رچھن یا سہہ رچھہ جمع متکلم اسہ رچھون وغیرہ ۔

	اُردو واحد	کشمیری واحد	اُردو جمع	کشمیری جمع
غائب :	وہ لکھے	سہ لیکھ	وہ لیکھیں	تمہ لیکھن
حاضر :	تُو لکھے	زہ لیکھکھ	تم لکھو	توہ لیکھیو
متکلم :	تم لکھے	توہ لیکھو	ہم لکھیں	اسہ لیکھو

فعل حال :

اس سے بالفعل کے زمانہ میں کام کا ہونا سمجھا جاتا ہے ۔

قاعدہ : پہلے مصدر سے نا حذف کرکے تا ہے بڑھاتے ہیں ۔ جیسے وہ کرتا ہے ۔ وہ کرتے ہیں ۔ تُو کرتا ہے ۔ تم کرتے ہو ۔ میں کرتا ہوں ۔ ہم کرتے ہیں ۔

کسمیری زبان میں فعل حال مصدر کی علامت گرا کر ''ن'' کا اضافہ کیا جاتا ہے اور اصلی فعل سے قبل معاون افعال اور واحد غائب میں چھہ جمع غائب اور جمع متکلم میں چھہ واحد حاضر میں چھک جمع حاضر میں چھو اور واحد متکلم میں علامت واحد غائب کے ساتھ سہ چھ پکان (ان) کا اضافہ اور جمع غائب تمہ چھہ پکان ، چہ چھک پکان ، توہ چھو پکان ، بہ چھس پکان ، اسہ چھ پکان ، گردان بن جاتی ہے ۔

فعل مستقبل :

اس سے زمانہ آئندہ مفہوم ہوتا ہے ۔

قاعدہ : مضارع پر تا زیدہ کرو ور گا کے الف کو سمجھانے جمع مذکر اور جمع مؤنث متکلم میں یائے مجہول سے باقی مؤنثوں میں یائے معروف سے بدلتے ہیں ۔ اس طرح فعل مستقبل بنتا ہے ۔ مثلاً آنا مصدر ہے :

وہ آئے گا	وہ آئیں گے	تو آئے گا	تم آؤ گے	میں آؤں گا	ہم آئیں گے
سہ ایہہ	تمہہ این	چہ ایکھ	توہ ائو	بہ اسہہ	اسہ اکو
وہ چلے گا	وہ چلیں گے	تو چلے گا	تم چلو گے	میں چلوں گا	ہم چلیں گے
سو پکہ	تمہہ پکن	رہ پککھ	توہ پکیو	بہ پکہ	اسہ پکو
So Puka	Tıma Pakan	Tsa Pakak	Tobi Pakın	Bo Pekh	"As Pakau"[1]

یعنی مصدر کی علامت گرا کر واحد غائب اور واحد متکلم میں ہ کا اضافہ کریں ، جمع غائب پر ن کا اضافہ ، واحد حاضر پر کھ ، جمع متکلم پر و کا اضافہ کرنے سے فعل مستقبل بنے گا ۔

فعل امر :

عام طور پر اس میں مخاطب کو کسی کام کا حکم ہوتا ہے ۔ اصطلاح صرف میں یہ امر کہلاتا ہے ۔ اردو میں مصدر سے علامت مصدر حذف کر کے واحد مذکر کا صیغہ بن جاتا ہے اور واؤ مجہول زیادہ کرنے سے جمع اور اگر واحد میں پچھلا حرف الف یا واؤ مجہول ہو تو جمع میں واؤ مجہول سے پہلے ایک ہمزہ ہی زیادہ کیا جاتا ہے ۔

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ آئے	وہ آئیں	تو آ	تم آؤ	میں آؤں	ہم آئیں
وہ لائے	وہ لائیں	تو لا	تم لاؤ	میں لاؤں	ہم لائیں

۱- *Grammar of Kashmiri Language*, by Rev. T.R. Vede, p. 45.

کشمیری زبان میں بھی اسی طرح فعل کے مادے پر یا مصدر کی علامت گرا کر واحد غائب میں ہ جمع غائب میں ین، واحد حاضر میں یو واحد متکلم میں ہ اور جمع متکلم میں وہ کا اضافہ کرنے سے فعل امر بناتے ہیں جیسے دوڑنا مصدر کی کشمیری ہے دورن، یہ مصدر ہے کشمیری زبان میں ۔ اب علامت مصدر گرائیں تو دور رہ جاتا ہے ۔ جس طرح اب اُردو میں صیغوں کے رد و بدل سے یہ فعل بنا ہے ۔ اسی طرح کشمیری زبان میں بھی یہ فعل اس طرح بنتا ہے :

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ دوڑے	وہ دوڑیں	تو دوڑ	تم دوڑو	میں دوڑوں	ہم دوڑیں
سہ دورہ	تمہ دورن	رہ دور	توہ دوریو	بہ دورہ	اسہ دوروہ

اب آپ دیکھیں اُردو میں واحد حاضر کا صیغہ وہی رہتا ہے جو کشمیری زبان میں واحد حاضر کا صیغہ رہتا ہے ۔ جس طرح فعل امر مصدر کی علامت گرا کر (و) کے اضافے سے اُردو میں بنتا ہے جیسے اُٹھنا ، بیٹھنا ، کھانا ، لکھنا ، پڑھنا ، پینا ، کرنا ، سننا ، دوڑنا سے بالترتیب اٹھو ، بیٹھو ، کھاؤ ، لکھو ، پڑھو ، پیو ، کرو ، سنو ، دوڑو ۔ اسی طرح کشمیری زبان میں فعل امر مصدر کی علامت گرا کر ، یا ۔ کے اضافے سے بنتا ہے ۔ جیسے وتھن ، بیہن ، کھین ، لیکھن ، پڑن ، چون ، کرن ، بوزن ، دون سے بالترتیب وتھہ ، بیہہ ، کھیہ ، لکھیہ ، پر ، چو ، کر ، بوزہ ، دو بنتا ہے ۔

فعل نہی :

فعل نہی اُردو اور کشمیری میں یکساں طور پر اُردو میں نہ یا مت اور کشمیری زبان میں مہ لگانے سے بنتا ہے :

اُردو :	مت کھا	مت دوڑو	مت رو	مت سو
کشمیری :	مہ کیہ	مہ دور	مہ ود	مہ شنگھ

فعل لازم اور متعدی :

فعل لازم بھی ہوتے ہیں اور متعدی بھی ۔ فعل لازم وہ فعل ہے جو صرف اپنے فاعل کے ساتھ مل کر پورا مطلب ادا کرے اور متعدی فعل کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ مفعول بھی آ جائے ۔

فعل لازم (اردو)	فعل لازم (کشمیری)
احمد چلتا ہے	احمد چھہ پکان
پرندے اُڑتے ہیں	پرندہ چھہ وڑان

فعل متعدی (اردو)	فعل متعدی (کشمیری)
کبیر نے محمود کو مارا	کبیرن لوئی محمودس

اردو اور کشمیری زبان میں فعل لازم میں اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ اردو میں مددگار فعل اصلی کے بعد آتا ہے اور کشمیری میں مددگار فعل اصلی سے پہلے آتا ہے - یہی حال اور اسی طرح کا فرق فعل متعدی میں بھی ہے -

جیسے اردو میں فعل ، فعل متعدی میں مفعول کے بعد آتا ہے ، کشمیری زبان میں فعل مفعول سے پہلے فعل متعدی میں آتا ہے -

لازم سے متعدی بنانے کے لیے مصدر کے آخر میں علامت مصدر سے پہلے اردو میں الف اور کشمیری میں الف اور واؤ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے - جیسے :

اردو	کشمیری
ہٹنا سے ہٹانا	ہٹن سے ہٹاوٗ
گھٹنا سے گھٹانا	گھٹن سے گھٹاوٗ
بسنا سے بسانا	بسن سے بساوٗ

متعدی سے متعدی بالواسطہ بنانے کے لیے مصدر کے آخر میں علامت مصدر سے پہلے اردو میں الف اور کشمیری میں الف وٗ اور ن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے - جیسے :

اردو	کشمیری
کرنا سے کرانا	کرن سے کرناون
لکھنا سے لکھانا	لکھن سے لیکھناون
رنگنا سے رنگانا	رنگن سے رنگناون

فعل معروف و مجہول :

فعل معروف وہ فعل ہے جس کا فاعل اور مفعول معلوم ہوں ۔ مثلاً رفیق نے پنسل خریدی ۔ اور فعل مجہول وہ فعل ہے جس میں فاعل کا علم ہی نہ ہو ۔ مثلاً پنسل خریدی گئی ۔ معروف سے مجہول بنانے کا قاعدہ دونوں میں اس حد تک مشترک ہے کہ دونوں فعل معروف پر ایک ہی مصدر کے افعال کا اضافہ کرکے فعل مجہول بنتا ہے ۔

اُردو	کشمیری
احمد نے محمود کو مارا	احمد لوٹی محمودس
(اس کا مجہول ہوگا) :	(اس کا مجہول ہوگا)
محمود مارا گیا	محمود آؤ مارنہ

کلمات و حروف :

کلمات و حروف ایجاب و انکار کے کلمات ، حروف جار ، عطف ، تجاہلیہ ، ندائیہ وغیرہ اکثر دونوں زبانوں میں ایک جیسے ہیں ۔ اسماء اور افعال کے بعد حروف میں بھی اُردو اور کشمیری زبان کا رجحانِ طبع ایک ہے ۔ حروف بیشتر تعداد میں دونوں زبانوں میں ایک ہیں ۔ حروف کی ہیئت ، ترکیب ، بناوٹ یا استعمال میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے ۔ اس میں شک نہیں کچھ حروف ایسے ضرور ملیں گے جن کی ظاہری حالت کچھ بدل گئی ہے اور استعمال میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا ہے ۔ لیکن باوجودیکہ ان میں تبدیلی آئی ہے پھر بھی ان کے خد و خال اس بات کی غمزی کرتے ہیں کہ ان کی اصل ایک ہے ۔

ان حوالوں کے لیے میں کشمیری زبان کی گرامر جو ٹی آر ویڈ نے لکھی ہے ، پیش کرتا ہوں :

حروف ربط		شرط	
اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
پر	پیٹھ	جو	یُس
سے	ساپتہ		
میں	منز		
معیت	ہیتھ		

استدراک		ہدف	
اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
اگرچہ	اگرچہ	و	(بیہ)
مگر	مگر	نیز	نیز
لیکن	لیکن	بھی	بھیہ
بلکہ	بلکہ	تو	تہ

تردید		علت		بیابیہ	
اردو	کشمیری	اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
خواہ	خواہ	لہٰذا	لہٰذا	کہ	کہ

تعجب		تحسین	
اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
لو	رٹھہ سہ	واہ	واہ
اوہو	اُف ۔ توبہ	شاباش	شاباش
		خوب	خوب
		سبحان اللہ	سبحان اللہ
		ماشاء اللہ	ماشاء اللہ
		جزاک اللہ	جزاک اللہ

تمنا		ایجاب		ندا	
اردو	کشمیری	اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
کاش	کاش	ہاں	آ	او	اوہ
		جی	آہنہز	یا	یا
				اے	اۓ

استغفار		تأسف		نفرین	
اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
توبہ	توبہ	آہ	آہ	ہو	تھکہ چھی
استغفراللہ	استغفار	حیف	حیف	تف	تف چھی
		وائے	واپیہ		
		اف	اف		

اعداد :

جہاں تک اعداد کا تعلق ہے ، ان میں ایس بیس کا فرق ہے ۔ مثلاً

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
ایک	اکھ	بیس	وہ
دو	زہ	تیس	ترہ
تین	ترہ	چالیس	ژتجہ
چار	ژور	پچاس	پنچہ
پانچ	پانژہ	ساٹھ	شیٹھ
چھ	شیہ	ستر	ستتھ
سات	ستہ	اسی	شیتھ
آٹھ	اٹھ	نوے	نمتھ
نو	نو	سو	ہتھ
دس	دہ	ہزار	ساس
		لاکھ	لچھ

مشتق اور مرکب الفاظ بنانے کا قاعدہ :

جو کلمہ کسی اور سے نکلا ہو ، جیسے لکھنے والا (اسم فاعل)، لکھا ہوا (اسم مفعول) وغیرہ لکھ سے مشتق ہیں اور مشتقات دونوں قسم کے ہوتے ہیں ، اسم بھی اور فعل بھی ۔ اس لیے اسم کے اعتبار سے مشتق بھی اسم کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے ۔

اُردو اور کشمیری زبان میں مشتقات میں بہت کم فرق ہے بلکہ اگر فرق ہے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مثلاً

اُردو	مشتق	کشمیری	مشتق
لکھ	لکھنے والا	لیکھ	لیکھن وول
بول	بولنے والا	بول	بولن وول
کر	کرنے والا	کر	کرن وول
مانگ	مانگنے والا	مانگ	مانگن وول

جس طرح مشتقات اُردو اور کشمیری میں ایک جیسے ہیں ، اس طرح مرکب الفاظ کشمیری اور اُردو زبان کے ایک جیسے ہیں ۔ مندرجہ ذیل مثالوں کو سامنے رکھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے :

اُردو	کشمیری
کر کر کے ۔ بھر بھر کے ۔ مر مر کے	کر کر ۔ بھر بھر ۔ مر مر
پکا پکا کے ۔ لڑ لڑ کے	پکائی پکائی ۔ لڑ لڑ
مانگ مانگ کر	منگ منگ
کھا کھا کر ۔ گا گا کر	کھتھ کھتھ ۔ گتو گتو
روٹھ روٹھ کر	روٹھ روٹھ
دوڑ دوڑ کر	دو دو کتر تھ
گن گن کر	گنزر گنزر
آج کل کرنا	از پگاہ کرن

سابقوں اور لاحقوں میں یکسانیت :

سابقوں اور لاحقوں کا استعمال اُردو میں بھی ہے اور کشمیری زبان میں بھی اور یہ سابقے اور لاحقے اکثر دونوں زبانوں میں ایک ہی ہیں ۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ کشمیری زبان سنسکرت ، فارسی ، ہندوستانی ، عربی تبتی ، ترکی اور دوسری زبانوں کا مرکب ہے ، اس میں فارسی کے ۵۵ فیصد اور عربی کے ۲۵ فیصد الفاظ ہیں ۔ کشمیری زبان میں جو سابقے موجود ہیں وہ بیشتر فارسی اور عربی کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں اور جتنے بھی سابقے کشمیری زبان میں موجود ہیں سب ہی بدستور اُردو زبان میں بھی

رائج الوقت ہیں ۔ جیسے :

(۱) بد سے : بد دعا ۔ بدتمیز ۔ بدمعاش ۔ بدنام ۔ بدحال ۔ بد خواہ ۔ بد دل ۔

(۲) بے سے : بے تمیز ۔ بے ہوش ۔ بے صبر ۔ بے عقل ۔ بے سر ۔ بے ایمان ۔ بے آرام ۔ بے بس ۔ بے گانہ ۔ بے چارہ ۔

(۳) غیر سے : غیر حاضر ۔ غیر ممکن ۔ غیر واجب ۔

(۴) کم سے : کم تر ۔ کم بخت ۔ کم فہم ۔ کم عقل ۔ کم تول ۔ کم جان ۔

(۵) کو سے : کوکال ۔ کو کرم ۔ کو ذات ۔ کوپوت ۔

(۶) لا سے : لاچار ۔ لامذہب ۔ لادین ۔

(۷) نا سے : ناخوش ۔ ناسمجھ ۔ نادان ۔ نابالغ ۔ ناشائستہ ۔ نابینا ۔

(۸) پر سے : پردیس ۔ پردین ۔ پر مرد ۔

جس طرح اُردو میں سابقوں کا استعمال ہوتا ہے اسی طرح لاحقے بھی بنتے ہیں ۔ جیسے :

(۱) آل سے : لتال ۔ ہڑتال ۔ بدال ۔

(۲) باغ سے : باغ بان ۔ کھیتا بان ۔

(۳) بند سے : نال بند ۔ تہ بند ۔

(۴) باز سے : کبوتر باز ۔ شاہ باز ۔

(۵) چی سے : طبلچی ۔ مشلچی ۔

(۶) دان سے : پھول دان ۔ قلمدان ۔ گل دان ۔

(۷) دار سے : زمیندار ۔ ذیلدار ۔ چوکیدار ۔

(۸) کار سے : بدکار ۔ نیکوکار ۔ اہل کار ۔

(۹) ساز سے : جعلساز ۔ سنگساز ۔

(۱۰) وار سے : امیدوار ۔

نوٹ : (یہ سابقے اور لاحقے ''کشمیری گرامر'' از ٹی آر ویڈ سے ماخوذ ہیں ۔ صفحہ ۱۱۰ اور ۱۱۱) ۔

واحد اور جمع کے قاعدے :

اُردو اور کشمیری زبان میں جس طرح زبان دانی کے تقریباً تمام قواعد اور اصول ایک دوسرے سے ملتے ہیں ، اسی طرح واحد اور جمع کے قواعد بھی قریب قریب ایک ہی ہیں ۔ کشمیری زبان کے بارے میں جو واحد اور جمع کے قواعد ہیں ، وہ ٹی آر ویڈ کی تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی ہیں :

"*Rule No. I* Nouns of the first declension are often the same in the nominative plural as in the singular, though in nouns of more than one syllable there is frequently a change in the last vowel: *u* is changed into *a*; *as, gagur*, a rat, plu. *gaggar*. *Haput*, a bear plu. *Hapat*; but when the affix-*ur* denotes trade, or *wala* in Hindustani, then the *u* is changed into *a*; as, kandur, a Baker, plu *kandar*; *rangur*, a dyer, *rangar*.

Examples of nouns that have the nominative singular and plural the same; *ath*, hand; *ach*, *eye*; *kwar*, foot; *kan*, ear, *thar*, back; *dekh*, forehead; *yad*, belly, *khar* a blacksmith; *mazur*, a labourer; *tsur*, a thief; *hanz*, a boatman, *sats*, a tailor; *dosil*, a mason; *chhan*, a carpenter.

Rule No. II. All nouns of the second declension which end in the very short sound, from their plural by adding the *i*, and often with the change of a vowel (vide par, 29): as *gur*, a horse, plu. *guri*. *mol*, father, plu. *moli*. but *boi*, brother, has plu. *boi* Sometimes a vowel is omitted in the plural; as *tior*, a sheep plu. *tiri*; *tsion*, a pillar plu. *tsin*.

Rule No. III. Feminine nouns of the third and fourth declensions form their plurals generally by adding *i*, *a* respectively to the singulars, often with vowel-changes (vide par. 29) as *guri*, a mere plu. *guri*. *sum*, a small bridge, plu. *sama*.

A few nouns of the fourth declension form their plural by adding *s*, with a change of the vowel; as, *rate*, night, plu. *rots*; *nia-mat*, blessing, plu. *nia-mots*."[1]

(۱) کچھ الفاظ جو واحد اور جمع اردو میں بدستور بولے جاتے ہیں ، کشمیری زبان میں بھی موجود ہیں - مثلاً دکاندار - چوپان - دوست - گلاب - بادام - خر - وند - مسواک وغیرہ

(۲) بہرحال جہاں کہیں اُردو میں ''ان'' سے جمع بتاتے ہیں ، مثلاً لڑکی سے لڑکیاں وہاں کشمیری زبان میں ہم ''ن'' کی جگہ ہ بڑھائیں گے - مثلاً لڑکی سے لڑکیہ -

(۳) اسی طرح ایسے عربی الفاظ جن کے آخر میں ع ہوتا ہے ، جب ان کے بعد حرف ربط آتا ہے تو ع کے بعد ی بڑھا دیتے ہیں - جیسے مصرع سے مصرعے - قلعہ سے قلعے - کشمیری زبان میں حرف ے کی جگہ صرف ہ بڑھا دیتے ہیں - جیسے مصرعہ - قلعہ -

(۴) فارسی کے اسم جیسے دانا ، بینا ، آشنا ، شناسا جمع کی صورت میں نہ تو اُردو میں بدلتے ہیں اور نہ ہی کشمیری زبان میں -

(۵) بعض غیر زبانوں کے اسم جیسے اُردو میں دریا ، ہوا ، صحرا ، کشمیری زبان میں دریاؤ ، صحرا ، ہوا واحد سے جمع بنتے وقت تبدیل نہیں ہوتے اور دونوں زبانوں میں یکساں رہتے ہیں -

(۶) جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ''ب'' یا ''م'' یا ''ی'' آئے ان کے آخر میں کشمیری زبان میں ''ہ'' بڑھا دیتے ہیں اور اُردو میں ''ی'' (یں) - جیسے :

اُردو	کشمیری
بیگم ، بیگمیں	بیگم ، بیگمہ
کتاب ، کتابیں	کتاب ، کتابہ

۱- *A Grammer of Kashmiri Language*, by Rev: T.R. Vede, p. 18, 19.

(ے) عربی مد حرفی لفظ جیسے ریا ، ربا ، دعا ، حیا ، عبا ، قبا ، ہوا ، صفا ، غذا ، ثنا ، رجا ، جفا ، وفا ، وقا ، ادا ، ان کی جمع جہاں اُردو میں عین اور ے بڑھانے سے بنتی ہے۔ کشمیری زبان میں حرف "ہ" بڑھانے سے ان کی جمع بنتی ہے۔

الفاظ کی تراکیب و تصاریف :

جس طرح اُردو یا دوسری زبانوں میں تذکیر و تانیث یا اعداد کی وجہ سے یا دوسرے حروف کی بدولت اسماء کے حرف آخر میں تبدیلی رونما ہوتی ہے ، بعینہٖ اسی طرح کشمیری زبان میں بھی ہوتی ہے۔ قدیم زبانوں میں اسم کی حالت حرف کی آخری علامت یا تبدیلی سے ہوتی ہے۔ اُردو اور ملتانی میں اس کی بجائے الگ حرف یا لفظ لاتے ہیں۔ مثلاً 'نے' کا استعمال کشمیری زبان میں نہیں ہوتا بلکہ چھ ، مہ ، ہمہ ، اسہ ، توہ وغیرہ ان ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً مہ کے معنی ہوئے مجھ کو یا میں نے ، اسہ ہم نے یا ہم کو۔ اسی طرح ژہ تم نے یا تم کو ، توہ تم کو یا تم نے وغیرہ۔ مگر لفظ کی صورت میں کوئی فرق نہیں آتا اور حالت کے مختلف ہونے پر بھی لفظ کی صورت وہی رہتی ہے۔ البتہ ضمیر میں وہی صورت ہے جو محض قدیم زبانوں یا یونانی و ترکی زبان میں پائی جاتی ہے۔ مجھے ، تجھے ، میرا ، تمہارا وغیرہ کشمیری زبان میں اسہ ، توہ ، میون ، تہولد وغیرہ۔ اس لیے کچھ کچھ معنوں کے لحاظ سے اور کچھ ضمائر کے لحاظ سے ہمیں اسم کی فاعلی ، ندائی ، مفعولی ، اضافی ، ظرفی حالت قائم کرنا پڑتی ہے۔

اب ان حالتوں کو یکے بعد دیگرے پیش کرتی ہوں :

فاعلی حالت :

اُردو میں "نے" علامت فاعلی ہے۔ کشمیری زبان میں اس قسم کی کوئی علامت فاعلی نہیں ہے۔

مولوی عبدالحق نے "نے" کی علامت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ فاعل کی علامت کے طور پر قدیم ہندی میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ مرہٹی میں اس کا استعمال اسی طرح ہے جس طرح ہندی یا اُردو میں مستعمل ہے۔

کشمیری زبان میں لفظ "نے" استعمال نہیں ہوتا لیکن کچھ ضمائر کی صورت میں کچھ تبدیلی رونما ہوتی ہے ۔ مثلاً کس نے مارا (قم لونی) ۔ ام ، تیم ، سہ ، ژہ ، یم ، اسہہ وغیرہ ۔ مثلاً تم ، کس نے ۔ ام ، اس نے ۔ تیم ، اس نے ۔ سہ ، میں نے ۔ ژہ ، تم نے ۔ یم ، جس نے ۔ اسہ ، ہم نے ۔

ندائی حالت :

ندائی حالت کے متعلق بعض زبانوں مثلاً لاطینی ، سنسکرت میں اس کی صورت جدا ہوتی ہے اور اس لیے حالت بھی الگ مقرر کی گئی ہے ۔ لیکن اکثر زبانوں میں فاعلی اور ندائی حالتیں یکساں ہوتی ہیں اور الگ نام کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ ندائی حالت میں اسم بطور مخاطب کے استعمال ہوتا ہے اور جملے سے الگ تھلگ نظر آتا ہے یا بذات خود ایک جملہ ہوتا ہے ۔ اس میں اور امر میں بہت کچھ مشابہت پائی جاتی ہے ۔ مثلاً التجا یا حکم کا اظہار جیسے چلو ، سنو ۔ کشمیری زبان میں پکیو ، بوزیو ۔

ندائی اور فاعلی حالت کا گہرا تعلق اس کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے مثلاً اگر ہم اُردو میں کہیں "تم ادھر آؤ" تو کشمیری زبان میں ہم کہیں گے ۔ "ژہ ولہ یور" ۔ اسی طرح اُردو کا جملہ : "احمد تم ادھر آ جاؤ" کشمیری میں "احمد ژہ ولہ سہ یور" ہوگا ۔ ان مثالوں سے ان دونوں حالتوں کا تعلق صاف ظاہر ہوتا ہے ۔

ندائی حالت اکثر حروف ندا کے ساتھ آتی ہے ۔ جیسے اے دوست ! او لڑکے ! او بے رحم ! اور کشمیری زبان میں ہم کہیں گے ہیو لڑکا ! ہے دوستا ! ہیو اور ہے وغیرہ ۔ مگر بعض اوقات حرف ندا نہیں بھی آتا ۔ اس کی مثال اُردو اور کشمیری دونوں زبانوں میں ایک جیسی ہے ۔ جیسے ہم کشمیری زبان میں کہیں گے ۔ صاحبو ! اور اُردو میں بھی ہم کہیں گے صاحبو ! اسی طرح اُردو میں ہم کہیں گے لوگو ! کشمیری میں ہم کہیں گے لوکئو ! اُردو میں کہیں گے بیٹا ! قبلہ ! تو کشمیری زبان میں بھی ہم کہیں گے بیٹا ! قبلہ ، گبرا ! را زا ! وغیرہ ۔

مفعولی حالت :

(۱) جب فعل کا ایک ہی مفعول ہو تو مفعول کے ساتھ اُردو میں کو اور کشمیری زبان میں فاعل کے سامنے د اور مفعول کے سامنے من بڑھا دیتے ہیں ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
رحیم نے احمد کو مارا	رحیمن لوی احمدس
میں نے احمد کو مارا	مہ لوی احمدس

غرض اگر مفعول کے ساتھ اُردو میں کو یا ی بڑھائیں تو کشمیری زبان میں مفعول کے ساتھ ن یا س بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے احمد کو، چد کو، رحیم کو، احمدس، چدس، رحیمس۔

(۲) اسم ضمیر کی فاعلی حالت سمہ، ژہ، اسہ، تمہ، یلہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔

(۳) اُردو کے محاورات میں جہاں مفعول مصدر کے ساتھ آتا ہے 'کو' لانا غلط ہے۔ اسی طرح کشمیری زبان میں بھی کوئی اضافہ نہیں ہوتا: جیسے:

اُردو	کشمیری
سہنہ چڑھانا	بتھ کھالون
کمر باندھنا	ہل گنڈون
کان کھولنا	کن تھون
سر اٹھانا	کل تلوون
جان دینا	جان دیون
تارے گننا	تارکھ گنزراون

من و عن یہی صورت کشمیری زبان کی محاورات کے سلسلے میں رہی ہے اور بے جان چیزوں کا بھی یہی عمل دونوں زبانوں میں یکساں رہتا ہے۔ جیسے:

اُردو	کشمیری
خربوزہ کھایا	خربوزہ کھیو
خط لکھا	خط لیوکھ

(۴) بعض افعال کے ساتھ فعل کے اسی مادہ کا مفعول قریب استعمال ہوتا ہے اور کو یا اور فاعلی حالت نہیں آتی۔ جیسے ''تم کیسی چال چلتے ہو''، ''ژہ کم چال چھوکھہ پکان'' وغیرہ۔

اضافی حالت :

اضافت کے معنی نسبت کے ہیں جس لفظ کی طرف نسبت کی جاتی ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں اور جو لفظ منسوب کیا جاتا ہے اسے مضاف کہتے ہیں ۔ مثلاً محمود کا گھوڑا (محمودن گر) ۔ یہاں گھوڑا یا گر حالت اضافی میں ہے اور اپنا تعلق محمود (یعنی مضاف الیہ) سے ظاہر کرتا ہے ۔

جس طرح اُردو میں اضافی حالت مختلف قسم کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے ۔ اسی طرح کشمیری زبان میں بھی اضافی حالت مختلف قسم کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے :

(۱) قبضہ ظاہر کرنے کے لیے :

اُردو	کشمیری
راجہ کی باندی	راجسنز دائی

(۲) ظرف مکان و زمان :

اُردو	کشمیری
بارہ مُولا کا باشندہ	ور مولک باشندہ
چار دن کی بات	ژھن دھن ہنزکتھ

(۳) رشتہ یا قرابت :

اُردو	کشمیری
میرا بیٹا	میمون لیچیُو
مسعود کا باپ	مسعودن مول

(۴) قیمت کے لیے :

اُردو	کشمیری
ایک روپے کے کیلے	اک روپیہ ہند کیلہ

(۵) تشبیہ کے لیے :

اُردو	کشمیری
اس کا دل شیر کا دل ہے	تمسند دل چھو سہہ سند دل

(۶) استعارہ :

اُردو	کشمیری
اس کے مَن کا کنول	کمسند دلُکِ پھوش

(۷) صفت کے لیے :

اُردو	کشمیری
غضب کی سردی	غضبچ سردی

(۸) ادنٰی تعلق کے لیے :

اُردو	کشمیری
ہمارا شہر	سون شہر

طوری حالت :

طوری حالت میں ظرف زماں اور ظرف مکاں ، پیمائش ، وزن ، قیمت ، طریقہ ، مقابلہ ، درجہ یا آلہ وغیرہ کی تمام حالتیں آجاتی ہیں ۔ مکان یا مقام کی حالت عموماً اُردو میں ''میں'' یا ''سے'' کے ساتھ آتی ہے اور کشمیری زبان میں کتھہ ، منز ، پیٹھ ، کس ، کاس جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ۔ مثلاً :

اُردو	کشمیری
یہ کتاب کہاں سے خریدی ؟	چھہ کتہ خرید تھن یہ کتاب ؟
یہ کتاب کتنے میں خریدی ؟	یہ کاتس خرید تھن یہ کتاب ؟
اس کتاب میں کیا لکھا ہے ؟	اتھ کتاب منز کیاہ چھ لکھت ؟
یہ کتاب کس کی ہے ؟	یہ کسنز چھ کتاب ؟
یہ کتاب کس پر رکھی ہے ؟	یہ کتاب کتھ پیٹھ چھہ ؟

الفاظ صفت وہ ہیں جو کسی اسم کی حالت یا کیفیت یا کمی کو ظاہر کریں ۔ صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو متعین کرتی ہے ۔ مثلاً بے کار لوگ ، جاہل آدمی ، شریر لڑکا ۔ اسی طرح کشمیری زبان میں بے کار لوگ ، جاہل آدمی ، شریر لڑکہ ۔ اس کی کئی قسمیں ہیں :

(۱) صفت ذاتی ۔ (۲) صفت نسبتی ۔ (۳) صفت عددی ۔
(۴) صفت مقداری ۔ (۵) صفت ضمیری ۔

(۱) صفت ذاتی :

یہ وہ صفت ہے جس سے کسی چیز کی اندرونی حالت ظاہر ہو ۔ جیسے سرخ ، سفید ، چالاک ۔ کشمیری زبان میں ودل ، سفید ، چالاک ۔

(الف) بعض اوقات یہ صفات دوسرے اسمیہ افعال سے بھی بنائی جاتی ہیں :

اُردو	کشمیری
لڑاکا (لڑنے سے)	لڑون (لڑن سیتھ)
کھلاڑی (کھیل سے)	گندن وول (گندن ستھ)
ہنسوڑ (ہنسنے سے)	اسون (اسنہ ستہ)
ڈھلوان (ڈھال سے)	ڈھوان (ڈھالن ستھ)

(ب) یہ صفت بعض اوقات بلکہ اکثر دو الفاظ سے مرکب ہوتی ہے ۔ مثلاً

اُردو	کشمیری
ہنس مُکھ	اس ون
منہ پھٹ	اوس وُتھ

(ج) بعض فارسی علامتیں عربی ہندی الفاظ کے ساتھ آ کر صفت کا کام دیتی ہیں ۔ جیسے سعادت مند ، بے چین ، بے فکر ، بے بس ۔ کشمیری زبان میں بھی ترکیبیں ان ہی تلفظات میں صفت کا کام دیتی ہیں ۔

(د) فارسی عربی ذاتی صفات بھی اُردو اور کشمیری زبان میں بکثرت مشترکہ معنوں میں مستعمل ہیں ۔ جیسے دانا ، احمق ، بینا ، شریف ، نفیس وغیرہ ۔

(س) اُردو میں ''سے'' کا حرف اور کشمیری میں ''کھوتہ'' کا حرف مقابلے کے لیے آتا ہے ۔

اُردو : شہد سے میٹھا ، دودھ سے سفید

کشمیری : ماچھ کھوتہ مودر ، دودھ کھوتہ سفید

(ش) بعض اوقات صفات میں زیادتی زور یا مبالغہ پیدا کرنے کے لیے بعض الفاظ بڑھا دیے جاتے ہیں ۔ جیسے اُردو میں بہت بڑا ،

زیادہ ، کہیں سے اور کشمیری میں بڑ ، واریاہ ، زیادہ کونہہ، کھوتہ جیسے اُردو میں بڑا گہرا تالاب - زیادہ اچھی کتاب - نہایت عمدہ مٹھائی - یہ اُس سے کہیں بہتر ہے - لڑے سے بڑا عالم اور کشمیری زبان میں سیٹھاہ بڑ تلاب ، سیٹھاہ جان کتاب - نہایت عمدہ مٹھائی - یہہ کتاب چھ یہہ کونہہ کھوتہ بہتر بڑ عالم واریاہ پلو -

صفت (ذاتی) منفی : بعض حروف لگانے سے صفت ذاتی منفی بن جاتی ہے - یہ دونوں زبانوں یعنی کشمیری اور اُردو میں بدستور ایک جیسے معنی پیدا کرتے ہیں - جیسے الف سے اٹل اور ان سے انجان ، ان داتا - بے سے بے دھڑک ، بے جوڑ ، نون سے نڈر ، نالائق -

(۲) صفات نسبتی :

(الف) یہ وہ صفت ہیں جن سے کسی دوسرے سے تعلق یا نسبت ظاہر ہو - مثلاً پاکستانی ، ہندی ، عربی ، کشمیری وغیرہ - اکثر دونوں زبانوں کشمیری اور اُردو میں اسماء کے آخر میں یائے معروف کے بڑھانے سے ظاہر ہوتا ہے جیسے ترکی ، فارسی ، اصلی ، ایرانی ، نوری ، ناری ، پیازی ، آبی وغیرہ -

(ب) دونوں زبانوں میں جب کسی اسم کے آخر میں ''ی'' یا ''ہ'' یا ''الف'' ہوتا ہے تو اسے ''و'' میں بدل کر ''ی'' بڑھا دیتے ہیں جیسے دہلی سے دہلوی ، رنگوار سے رنگواری ، عیسیٰ سے عیسوی -

(ج) دونوں زبانوں یعنی کشمیری یا اُردو میں بعض اوقات ''ہ'' کو حذف کر دیتے ہیں جیسے مکہ سے مکی - مدینہ سے مدنی - امر گڑ سے امر گڑی -

(د) دونوں زبانوں میں بعض اوقات ''انہ'' بڑھانے سے نسبت ظاہر کرتے ہیں جیسے غلام ، جاہل اور مرد سے غلامانہ ، جاہلانہ مردانہ بنتا ہے - ہندی میں بھی چند علامتیں ہیں جن کے اسم کے آخر میں آنے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے - الف یا لا ہندی ز اور کشمیری میں مُسند کا بدل عام طور پر ہوتا ہے

جیسے اُردو میں سونا اور چاندی سے سنہرا اور روپہلا ، چچا اور ماموں سے چچیرا اور ممیرا ، کشمیری زبان میں سون سند اور روپھہ سند ، پیتر سند اور مام سند بن جاتا ہے ۔ اُردو میں ہم لا اور کشمیری میں ہُند بڑھاتے ہیں ۔ جیسے رنگ اور مٹی سے اُردو میں رنگیلا اور مٹیالا بنے گا ۔ کشمیری میں رنگ ہُند اور میژ ہُند بن جاتا ہے ۔

(۳) صفت تعددی :

(الف) جس سے کسی اسم کی تعداد معلوم ہو اسے تعداد معینہ کہتے ہیں جیسے پانچ آدمی ، چھ گھوڑے ۔ لیکن جب ٹھیک ٹھاک تعداد کسی شے کی معلوم نہ ہو جیسے چند لوگ اور بعض شخص جسے کشمیری میں کینہہ لوک یا بعض شخص کہیں گے تو اسے تعداد غیر معینہ کہتے ہیں ۔

(ب) تعداد غیر معینہ کے لیے اُردو اور کشمیری میں مندرجہ ذیل الفاظ مستعمل ہیں :

اُردو	کشمیری
کئی	کینژ
چند	کہینہ
بعض	بعص
سب	سائری
کل	کل
بہت سے	واریاہ
تھوڑے	کھنیھ
کم	کم

(ج) تعداد معینہ کی تین قسمیں ہیں ۔ پہلی قسم تعداد معمولی جیسے دو تین چار اور کشمیری میں ده تره ژور وغیرہ ۔ دوسری قسم تعداد ترتیبی ہے جس سے کسی شے کی ترتیب معلوم ہوتی ہے جیسے ساتواں ، آٹھواں کشمیری میں ستم ، اُٹھم ۔ تیسری قسم تعداد معین کی تعداد اضافی ہے جو ہم کشمیری

اور اُردو میں گنا بڑھانے سے بڑھاتے ہیں جیسے دوگنا ، تگنا اور اسی طرح چند کے بڑھانے سے جیسے دو چند ، دہ چند وغیرہ ۔ اور ہرا بڑھانے سے دوہرا وغیرہ ۔

(۴) صفت مقداری :

اعداد جس طرح گنتی کے لیے بطور صفت استعمال ہوتے ہیں ، اسی طرح وزن اور ناپ کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
چار سیر گھی	چور سیر گھیو
چار گز کپڑا	چور گز کپڑا

اس کے علاوہ بعض الفاظ جیسے اتنا ، جتنا ، کتنا کشمیری میں ایوت ، تیوت ، کیوت مقدار وغیرہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔

(۵) صفت ضمیری :

وہ ضمیریں جو صفت کا کام دیتی ہیں ، وہ یہ ہیں :

اُردو	کشمیری
وہ	ہو
یہ	یہ
کون	کُتھ
جو	یُس
کیا	کیاہ

یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوں تو صفات ہیں ۔

صفت کی تذکیر و تانیث اور جمع :

اُردو میں صرف ان ہی صفات میں تذکیر اور تانیث یا واحد اور جمع کا امتیار ہوتا ہے جن کے واحد کے اخیر میں ا یا ہ (جو الف کی آواز دیتی ہے) ہوتی ہے ۔ اسماء کی طرح اُردو صفت کے اخیر کا الف مذکر کی علامت ہے اور یائے معروف تانیث کی ۔ جمع کی حالت میں واحد کا اخیر الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے ۔ مؤنث میں واحد ور جمع کی صورت یکسان

رہتی ہے :

واحد	جمع
مذکر : اچھا مرد	اچھے مرد
مؤنث : اچھی عورت	اچھی عورتیں

وہ فارسی اور عربی الفاظ جو کثرت استعمال سے اردو میں کھل مل گئے ہیں ، اس قاعدہ میں آتے ہیں جیسے سادہ سے سادی ، تازہ سے تازی ، دیوانہ سے دیوانی ۔ لیکن عمدہ سے عمدی اور جدا سے جدی فصیح نہیں سمجھا جاتا ۔

جن صفات کے اخیر میں الف یا ہ یائے معروف نہیں ہوتی ، ان کی صورت واحد اور جمع ، تذکیر و تانیث میں ایک ہی رہتی ہے اور کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوتی :

واحد	جمع
مذکر : گرم کھانا	گرم کھانے
مؤنث : گرم روٹی	گرم روٹیاں

صفات عددی (باعتبار ترتیب) میں مذکر کا ''ا'' ، ''ں'' مؤنث میں ''ی'' معروف ''ں'' سے بدل جاتا ہے ۔ لیکن جب مذکر کے بعد حرف ربط آتا ہے تو الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے ۔ لیکن مؤنث میں حرف ربط کے بعد بھی وہی حالت رہتی ہے ۔ مثالیں :

مؤنث : پانچویں (یائے معروف) عورت ۔

پانچویں (یائے معروف) عورت نے ۔

مذکر : پانچواں مرد ۔

پانچویں (یائے مجہول) مرد نے ۔

اردو میں اکثر صفت لفظ ایسے ہیں جو تنہا بطور اسم عام کے استعمال ہوتے ہیں اور ان کی جمع بھی اسما کی طرح آتی ہے ۔ اچھا آدمی (صفت) ۔ چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے (اسم) ۔ یہ بنگالی لڑکا بہت ذہین ہے (صفت) ۔ بنگالی بہت ذہین ہوتے ہیں (اسم) ۔

صفات کی تصغیر :

بعض اوقات صفات کی تصغیر بھی آتی ہے جیسے لمبے سے لمبو - موٹے سے موٹو - چھوٹے سے چھٹکا ۔ اس دلیل کی وضاحت کشمیری زبان میں ٹی آر ویڈ نے اس طرح کی ہے :

"The feminine of adjectives is formed from the masculine according to the same rules as feminine nouns are formed from masculine nouns

Examples : (1) Changes of vowels .

o masc. becomes o in fem ; as Tot masc. beloved tot fem.

o masculine becomes a in feminine ; mot masc. thick mat feminine.

o masculine becomes a in feminine ; bod masc. big bad feminine.

The masculine of adjectives that are declined generally follow the sound declension of nouns, and the feminine the third declension.

Examples : Wozul, red is the declined case masculine.

	Singular		*Plural*	
	Masculine	*Feminine*	*Masculine*	*Feminine*
nominative	wozul	wazaj	wazall	wuzugi

(U) Change of consonants ;

d masculine becomes z in feminine ; as thod masculine high thaz fem.

G masculine becomes d in feminine ; as lung masculine lame lund fem.

K masculine becomes ch feminine ; as hok masculine dry hoch fem.

43. The nouns hana, a piece. hawawa a whiff or puff and moya, little are constantly used after inflected nouns to denote a little; as aba hawava or aba moya, a little water bata hana, a little food.

han and hun are also affixes to form diminutive nouns."[1]

ضمائر :

وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال کیے جاتے ہیں ، ضمیر کہلاتے ہیں ۔ جیسے وہ نہیں آیا ۔ میں آج نہیں جاؤں گا ۔ کشمیری زبان میں ہوہ اونہہ ۔ از گچھ نہ بہہ ۔ ان جملوں میں وہ اور میں ''ہوہ اور بہہ'' ضمیریں ہیں ۔

ضمیر کی قسمیں :

(۱) شخصی (۲) موصولہ (۳) استفہامیہ (۴) اشارہ (۵) تنکیر

(۱) **ضمیر شخصی** : ضمیر شخصی وہ ہے جو اشخاص کے لیے استعمال کی جاتی ہے ۔ اس کی تین صورتیں ہیں ۔ ایک وہ جو بات کرتا ہے ، اسے متکلم کہتے ہیں ۔ دوسرا وہ جس سے بات کی جاتی ہے اسے مخاطب کہتے ہیں ۔ تیسرا وہ جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے اسے غائب کہتے ہیں ۔

ضمائر متکلم :

اردو

	واحد	جمع
فاعلی حالت	میں	ہم
مفعولی حالت	مجھے ، مجھ کو	ہمیں ، ہم کو
اضافی حالت	میرا	ہمارا

1- *A Grammer of Kashmiri Language* by Rev. T.R. Vede. p. 20. 21.

کشمیری

	واحد	جمع
فاعلی حالت	بہہ	اسہ
مفعولی حالت	میہہ	اس ِ
اضافی حالت	میُون	ُسون

ضمائر مخاطب :

اردو

	واحد	جمع
فاعلی حالت	تو	تم
مفعولی حالت	تجھے	تمھیں
اضافی حالت	تیرا	تمھارا

کشمیری

	واحد	جمع
فاعلی حالت	ژٕہ	توہ
مفعولی حالت	ژٕہ	تہی
اضافی حالت	چوٚن	تہند

ضمائر غائب :

اردو

	واحد	جمع
فاعلی حالت	وہ	وہ
مفعولی حالت	اسے ، اس کو	ان کو ، انھیں
اضافی حالت	اس کا	ان کا

کشمیری

	واحد	جمع
فاعلی حالت	ہہ یمہ سُہ	یمہ تمہ
مفعولی حالت	تمس تمن	یمن ِ تمن
اضافی حالت	یمسند	تمسنہ

اُردو ضمائر میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا ۔ یہی کیفیت کشمیری زبان کی ہے ۔ ضمائر غائب میں واحد اور جمع دونوں کے لیے (وہ) آتا ہے اور اس میں اشخاص اور اشیا کا امتیاز نہیں ہوتا ۔

'تو' بے تکلفی اور محبت کے لیے آتا ہے ۔ جیسے ماں باپ بچے سے باتیں کرتے ہیں ۔ نظم میں اکثر مخاطب کے لیے 'تو' لکھتے ہیں ۔

ژہ تو توہ اسی طرح کشمیری میں بے تکلف زبان میں استعمال میں لایا جاتا ہے اور نظم میں بھی مخاطب کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔

جب کسی جملے میں کوئی اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں ہو اور وہ مفعول بھی واقع ہو تو بجائے ضمیر مفعولی کے آپ کو اپنے تئیں یا اپنے آپ کو استعمال کرتے ہیں اور اسی طرح کشمیری زبان میں تو ہی پننس ، اسہ پانہ ، پانس پننکن ، پنند ، تھنزہ ، پانہ استعمال کرتے ہیں ۔ جیسے فضل محمد اپنے تئیں بڑا آدمی ہو گیا ہے اور کشمیری زبان میں فضل محمد چھہ پننکن بڑہ آدمی بنیامت ۔

(۲) **ضمیر موصولہ :** وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کے بجائے آتی ہے ۔ مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے ۔ جس میں اس کے اسم کا بیان ہوتا ہے ۔ وہ کتاب جو کل چوری ہو گئی تھی آج مل گئی ۔ کشمیری زبان میں کہیں گے ، سو کتاب اس رات کانسہ چوری نیاہیہ میجھ از ۔

ضمیر موصولہ صرف (جو) ہے جس کی مختلف حالتیں یہ ہیں :

اردو

	واحد	**جمع**
فاعلی حالت :	جس نے	جنھوں نے
مفعولی حالت :	جس کو	جن کو ، جنھیں
اضافی حالت :	جس کا	جن کا
	جس کی	جن کی

کشمیری

	واحد	جمع
فاعلی حالت :	یُس	یِمو
مفعولی حالت :	یمس	یمن
اضافی حالت :	یمسند	یموسنُد
	یمسنز	یمنز

جن کو ، جنھیں ، جنھوں نے ، جن کا ، اگرچہ جمع ہیں لیکن بدستور دونوں زبانوں میں تعظیماً واحد کے لیے آتے ہیں۔ جس اسم کے لیے یہ ضمیر آتی ہے اُسے مرجع کہتے ہیں۔

ضمیر موصولہ ہمیشہ یک جملے کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا جملہ اس کے جواب میں ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کتاب جو کل خریدی تھی۔ اس میں (جو) ضمیر موصولہ ہے اور کشمیری زبان میں (یس) ضمیر موصولہ ہے۔ یس کام یا محنت کرہ ۔ تس چھہ میلان تمکھ نفع ضرور۔

اس طرح جو ، جس ، جن ، جنھوں ، جس نے اور کسمیری زبان میں تس ، یمن ، یمو ، یمہ ۔ یمس ۔ ضمیر موصولہ ہیں۔

ضمیر استفہامیہ : یہ وہ ضمر ہے جو سوالات پوچھنے کے لیے ستعمل میں لائی جاتی ہے۔ یہ ضمیریں دو ہیں۔ کوہ اور کیاہ۔ کسمیری زبان میں کوہ اور کیاہ۔ کوہ جاندار کے لیے اور کیاہ بے جان کے لیے۔ جیسے :

اردو	کشمیری
کون لکھتا ہے ؟	کوہ چھ لیکھان ؟
کیا لکھتا ہے ؟	کیاہ چھ لیکھان ؟

	اردو		کشمیری	
	واحد	جمع	واحد	جمع
فاعلی	: کون	کنھوں نے کن لوگوں نے	کوہ	کمو
مفعولی	: کسے ، کس کو ، کس کا ۔	کن سے ، کن کو ، کن کا ۔	کمس کمسند	کمن کمنھند

جیسے :

اُردو	کشمیری
کون کہتا ہے ؟	کوہ چھہ فرماوان ؟
کس نے کہا ؟	کمہ ون ؟
کس کے پاس ہے ؟	کس نش چھہ ؟
کس کو دیا ؟	کس دیتن یا کس دیتن ؟

کن اب صورت فاعلی میں ضمیر کے بجائے نہیں آتا ہے بلکہ اسم کے ساتھ آتا ہے ۔ جیسے کن لوگوں نے کہا ؟ کمو لُوکو وُن ؟

اُردو میں کس کس ۔ کن کن ۔ کیا کیا ۔ اور کشمیری زبان میں کمہ کمہ ۔ کمو کمو ۔ کیاہ کیاہ بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
کس کس کو روؤں ؟	کمس کمس وده ؟
کن کن سے کہوں ؟	کمن کمن ون ؟
کیا کیا کروں ؟	کیاہ کیاہ کره ؟

ضمیر اشارہ : جو بطور اشارہ کے استعمال ہوتی ہے ۔ ''وہ'' بعید کے لیے اور ''یہ'' قریب کے لیے اور کشمیری زبان میں ''ہو'' اور ''یہہ'' بطور اسم اشارہ استعمال ہوتا ہے ۔

ضمائر تنکیر : وہ ہیں جو غیر معین اشخص کے لیے یا اشیا کے لیے آئیں ۔ ضمائر تنکیر دو ہیں ۔ کوئی اور کچھ ۔ کشمیری زبان میں کاہمہ اور کینہ ضمائر تنکیر ہیں ۔

کوئی اُردو میں جاندار کے لیے اور کشمری زبان میں کاہنہ جاندار کے لیے اور بے جان کے لیے اُردو میں کچھ اور کشمیری زبان میں کمینہ استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
کوئی نہیں بولتا کہ کیا ہے	کاہنہ چھن ونان کہ کیاہ چھ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے ۔	کینہ چھ یمچ پردہ داری چھہ ایوان کرہنہ ۔

ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر کے ساتھ مل کر مرکب بھی آتی ہیں ۔ جیسے جو کوئی ، جو کچھ ، جس کی ، ہر کوئی ۔ اور کشمیری زبان میں بس کانہہ ، یہ کینہ ، یم کانہہ ، ہر کانہہ جیسے ضمیر تنکیری آتے ہیں ۔

ضمائر کے بارے میں کشمیری زبان جو کچھ قوانین ٹی آر ویڈ نے اپنی کتاب کشمیری گرامر میں مرتب کیے ہیں وہ اس طرح ہیں :

"The *first* and *second persons* of the personal pronouns have but one form for the two genders; they may be masculine or feminine, therefore, according to the gender of the nouns they represent, the genitive is inflected according to the gender and case of the noun possessed. The *third person* has a separate form for each gender in the singular, and for masculine and feminine in the plural nominative and accusative

I. Personal Pronouns :

First Person

Case	*Singular*	*Plural*
Nominative	bo, boh, *I*	as, *we* and *us*

Second Person

Case	*Singular*	*Plural*
Nominative	tsa, *thou*	tohi, *you*

Third Person

Case	*Singular*	*Plural*
Nominative	suh, su, *he*	tim, *they*

The third personal pronoun has often the force of a demonstrative, as, he is poor, *Suh chhu gharib*; but, That young man is very drunk, *Suh jawan chuu sakht nashas manz.*

II. **Possessive Pronouns; mion, son, chon, tuhund.** and *timan hund*; Its plural feminine miani, sani, chani etc

III. Demonstrative Pronouns; The third personal pronoun is often used as a demonstrative in Kashmiri as well as *yih*, and *huh*. Its plural is yim and hub's plural ami.

IV. Reflexive Pronouns : *Panun* is used in Kashmiri like *apna* in urdu.

V. Relative Pronoun : Pronoun *yus* is generally followed by the personal pronoun *suh*

VI. The interrogative pronouns are kuh, *who.*
The indefinite pronouns are kanh, kenh, *any, some.*

VII. The distributive pronouns are *har*, each, every; sorai, etc.

VIII. Adjective pronouns are yuth like *this*, yits; for other forms as, *yot*, here; *katiam*, somewhere; *yiti*, just here; *yati*, just where etc.

ٹی آر ویڈ کی گرامر کے حوالے کشمیری اور اُردو کے ضمائر کے تقابلی مطالعے کے سلسلے میں بطور سند پیش کیے ہیں تاکہ اس سے متذکرہ دلائل کی وضاحت اچھی طرح ہو سکے۔

۱- *A Grammer of the Kashmiri Language*, by Rev. T.R. Vede, pp 22 to 27.

افعال و مصادر :

مصدر کے مختلف استعمال ہیں :

(۱) مصدر بطور اسم کے استعمال ہوتا ہے :

	اُردو	کشمیری
فاعل :	کھیلنا اچھا نہیں ہے ، پڑھنا اچھا ہے ۔	گندون چھو نہ جان پرون چھہ جان ۔

	اُردو	کشمیری
مفعول :	وہ کھیلنا پسند کرتا ہے ۔	سہ چھو گندون پسند کران ۔

(۲) ضرورت اور مجبوری کے معنوں میں :

اُردو	کشمیری
ہم سب کو ایک دن مرنا ہے	اس ساریں چھو اک دوہ مرن

مجبوری کے لیے اُردو میں "ہوگا" اور کشمیری میں 'پزیہ' استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
تمہیں جانا ہوگا	چھہ پزیہ گژھن

(۳) حرف اضافت کے ساتھ نفی کی صورت مستقبل کے معنوں میں ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
میں نہیں جانے کا	بہ چھس نہ گھژھون

ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ ایک ہی وقت میں واقع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے ۔ جیسے :

اُردو	کشمیری
اس کا نظر بھر دیکھنا تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑا	تیمیس سُند اکہ نظر وچھن اوس کہ سہ پیو گرش کھیت پتھر

(۳) اس کے معنوں میں بھی آتا ہے جیسے :

اُردو	کشمیری
کل ضرور کھانا	پگہہ کھیہ ذی ضرور
وہاں نہ جانا	تور گژہ زنہہ

حالیہ :

حالیہ کی دونوں زبانوں میں تین قسمیں ہیں اور بلحاظ استعمال دو قسمیں ہیں ۔ ایک بطور خبر اور دوسرے بطور صفت ۔ بطور صفت جملوں میں استعمال کے وقت اس کی صورت میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ، اس کی تفصیل یہ ہے :

	اُردو	کشمیری
۱-	وہ دوڑتی ہوئی آئی	سو آئی دوران
	وہ روتے ہوئے آئے	تمہیہ آئے دوان
	وہ لٹا ہوا آیا	سہہ آو لُٹتھ
۲-	ہم نے اسے ناچتے ہوئے دیکھا	اسہہ وچھ سونچاں
	میں نے روٹی جلی ہوئی دیکھی	سہہ وُچھ دژ میژ چٹ
۳-	وہ سر پکڑے کھڑی تھی	سہہ اوس ودنی کلہ رٹتھ
۴-	وہ ڈرتے ڈرتے یہاں آیا	سہہ ووت کھژان کھژان یت
	وہ پڑے پڑے بیمار ہو گیا	سہہ گو ربہہ بہہ بیمار
۵-	صبح ہوتے ہی چل پڑوں گا	گاش پھلتی نیم پکون
	دن نکلتے ہی آ جانا	دوح کھسیتی ایزی
۶-	اس نے اپنے کیے کی سزا پائی	تمی میول پننے کرنک سزا
	وہ بے کہے چلا گیا	سہہ گو ونتے
۷-	ساری رت جاگتے کٹی	سوری رات گزرپای ہوشیار
۸-	میں نے اسے تیرتے دیکھا	سہہ وچھ سو ژرالتھ وایاں

حالیہ معطوفہ :

	اردو	کشمیری
۱-	وہ نہا کر سو گیا	سُہ شنگ سران کرتھ
۲-	وہ اپنے ہلا لایا	تمہہ ان مُوناد رِدتھ
۳-	وہ لڑ کر چلا گیا	سُہ ژل ژوتھ
۴-	دیکھ کر دیوانہ ہو گیا	وچھتھ سُپر دیوانہ
۵-	وہ لاہور ہو کر آیا ہے	سُہ آو لاہور پھیرتھ
۶-	یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے	یہ چھو تمہہ کھوت ہُژ
۷-	ایک ایک کرکے آؤ	اکھ اکھ کرتھ ایو
۸-	شرم نہیں آتی مسلمان ہو کر جھوٹ بولتے ہو	شرم چھ نہ ایوان مسلمانہ آستھ چھک وذن اپوز
۹-	کچھ کہہ کر اس نے مجھ کو دیوانہ کر دیا	کینہ ولتھکرنس تمہہ دیوانہ

● ● ●

چھٹا باب

ذخیرۂ الفاظ

دونوں زبانوں کا ذخیرۂ الفاظ :

کشمیری اور اُردو زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں کافی اشتراک موجود ہے ۔ دونوں زبانیں تاریخی ارتقا کے مختلف مراحل میں بتدریج اپنے دامن میں طرح طرح کے الفاظ موقع اور محل کے مطابق سمیٹتی رہی ہیں ۔ اُردو زبان دہلی اور اس کے نواح میں وسط ہند کی زبانوں پر مسلمانوں کی نئی زبانوں کے اثر انداز ہونے سے اور کشمیری زبان آریاؤں کے بروشسکی بولنے والے ناگ لوگوں کے باہمی اختلاط سے وجود میں آئی ۔ دونوں آریائی زبانیں ہیں ۔ دونوں زبانیں سنسکرت ، فارسی ، عربی ، انگریزی سے متاثر ہو کر ترقی کی راہ پر گامزن ہوئیں اور دونوں زبانوں نے انہی زبانوں کے ساتھ ساتھ رہ کر کئی زبانوں کے الفاظ حاصل کرکے اپنے سرمایۂ الفاظ میں اضافہ کیا ۔ ذخیرۂ الفاظ پر گاڈیس لیکورٹ (Goddes Liancourt) لکھتے ہیں :

> "Onomatops have escaped the convulsions which have agitated the globe, and the revolutions which have again and again remodelled society, because they are fundamentally the external principles. The Grove once struck by the electric genius of man circulates among mankind for ever, carrying with it at all times the impress it has received; for however much allowed by foreign admixture, and disfigured by accumu ated accretions, the pure and primitive elemental atom remains in every articulate word, awaiting the scientific analysis of the master of language."[1]

۱- *The Principles of Language*, by Goddes Liancourt, p 55.

یعنی لفظ زمانے کے تغیر کے ساتھ کتنا ہی بدل جائے پھر بھی اس میں ایسے اجزا باقی رہ جاتے ہیں جو اس کی قدامت یا عہد دیرینہ کا پتہ دیتے ہیں۔ عشرت لکھنوی لکھتے ہیں:

"اردو زبان کو دوسری زبانوں کے مقابلے میں اگر کچھ فخر و ناز ہے تو اس سبب سے ہے کہ مسبوط زبان سنسکرت کی نسل سے ہے۔ بھاکا یعنی سنسکرت کا خوان نعمت اس وسیع زبان کا پیٹ نہ بھر سکا تو بضرورت اسما دوسری زبانوں سے لیے گئے اور عربی، فارسی، ترکی، انگریزی الفاظ کچھ تبدیل اور تحلیل کے بعد ملائے گئے۔"[1]

جس طرح اردو زبان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس نے سنسکرت اور دیگر زبانوں سے اپنا دامن بھر لیا ہے اسی طرح کشمیری زبان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے۔ عبدالاحد آزاد لکھتے ہیں:

"کشمیری زبان کے سب اصل سنسکرت سے لیے گئے ہیں اور اسی طرح اسم بھی۔ کشمیری زبان میں کئی لفظ ویدک سنسکرت کے پائے جاتے ہیں۔ جیسے وازہ بمعنی باورچی۔ لفظ مندچھ بمعنی شرم و حیا سنسکرت منداکھش سے لیا گیا ہے۔"[2]

غرض دونوں زبانوں میں تت سم اور تدبھو یعنی مستعار اور دخیل الفاظ موجود ہیں۔ جو لفظ لفظی یا صوتی تصرف کے بغیر جوں کا توں اردو میں یا کشمیری زبان میں لیا گیا وہ تت سم ہے اور جن الفاظ کو اپنی سرشت اور صورت کے مطابق ان زبانوں نے اپنا لیا انھیں دخیل الفاظ کہیں گے۔ ان دونوں زبانوں میں یہ بہت بڑی صفت موجود ہے کہ ان زبانوں نے ہر غیر زبان سے استفادہ کیا ہے اور جب ضرورت سمجھی تو ضرورت کے مطابق دوسری زبانوں کے الفاظ لے کر اپنے ذخیرۂ الفاظ میں شامل کر لیے۔ ان زبانوں میں جو قدیم الفاظ رچ بس گئے ہیں وہ آسانی سے لغات میں ملیں گے۔ دخیل الفاظ میں لفظی تصرفات کیے گئے ہیں۔

۱۔ زبان دانی، از مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی، ص ۲۔
۲۔ کشمیری زبان اور شاعری، از عبدالاحد آزاد، (حصہ اول)، ص ۱۳۔

ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں :

''اور اُردو ع ، ح ساکن سے پہلے حرف کی حرکت کا تلفظ عموماً خفیف ''اے'' یائے لین کے فتحے کی طرح اور پیش کا ''و'' چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔ اعتماد ، احتیاط ، محمود ، معاملہ ، اجتناب ، جہات ۔ بعض صورتوں میں کسرہ حذف ہو گیا ہے جیسے نادرہ خالدہ وغیرہ ۔''[۱]

جن تلفظات میں متذکرہ الفاظ خالدہ ، نادرہ ، اجتناب ، اعتماد اور احتیاط اُردو میں بولے جاتے ہیں ، قریب قریب کشمیری زبان میں بھی ان الفاظ کے یہی تلفظات ہیں ۔ بہرحال جو لفظ اُردو یا کشمیری زبان میں داخل یا مستعمل ہو گیا وہ کسی زبان سے بھی ہو اسے اب ہم اُردو یا کشمیری ہی کہیں گے ۔ عربی ، فارسی ، اُردو اور کشمیری کے علمائے زبان نے ذخیرۂ الفاظ کو بلحاظ قواعد تین خاص گروہوں میں تقسیم کیا ہے :

(۱) اسم
(۲) فعل
(۳) حرف جار

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اُردو اور کشمیری زبان میں بیشتر اسما عربی اور فارسی یا انگریزی زبانوں سے لیے گئے ہیں ۔ باقی افعال اور حروف جار مقامی ہیں ۔ جہاں تک افعال اور مصادر کا تعلق ہے ، کشمیری زبان کے بارے میں گزشتہ صفحہ میں عبدالاحد آزاد کے حوالے سے میں نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اُردو زبان کے بارے میں بھی یہی کیفیت ہے ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں :

''اُردو کے سارے افعال اور ان کے مصادر مثلاً پڑھنا ، لکھنا ، سونا ، جاگنا ، اٹھنا وغیرہ یکسر مقامی ہیں ۔ یہی کیفیت حروف جار کی ہے ۔ اُردو میں فعل اور حرف کی یہ مقامیت ظاہر کرتی ہے کہ اُردو کا حقیقی اساسی تعلق باہر کی زبانوں سے نہیں بلکہ

---

۱ - ''اُردو لسانیات'' ، از ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ص ۱۵۵ ۔

علاقائی زبانوں سے ہے -"[1]

چنانچہ متذکرہ دلیل کے پیش نظر اور عبدالاحد آزاد کے حوالے کے پیش نظر اردو اور کشمیری زبان کے تمام اصول ، مصادر اور حروف وسیع ہیں ۔ علاقائی تعاون سے ان الفاظ کا ذخیرہ اور بھی بڑھ سکتا ہے اور اسم جو ہم انگریزی ، عربی اور فارسی سے لیتے رہے ہیں ان کا اضافہ بھی علاقائی زبانوں کے تعاون سے مزید ہو سکتا ہے ۔ جب فارسی اور عربی سے لیلیٰ مجنوں ، شیریں فرہاد ، یوسف زلیخا ، وامق عذرا ، محمود و ایاز ، سکندر و دارا ، دجلہ و فرات ، اصفہان و شیراز کی طرز کی ہزاروں تلمیحات اس زبان میں داخل ہو سکتی ہیں اور اصطلاحات وضع کی جا سکتی ہیں تو کیوں نہ پاکستان کے مختلف علاقوں کے تاریخی مقامات ، تہذیبی مرکز ، دریا ، پہاڑ ، پھل پھول ، باغ و راگ ، ندیاں اور جھیلیں ، قصے کہانیاں ، پیر فقیر ، صوفی و شاعر کو بطور تلمیح و مثال اردو اور کشمیری زبان کی نظم و نثر میں جگہ دی جائے ۔

اردو کے تمام الفاظ جو عربی اور فارسی سے اس زبان میں داخل ہو گئے ہیں وہ دو حرفی سے لے کر نو اور دس حرفی لفظ بحر الکاہل ، قصر الوصول ، ذو اضعف اقل ، مدق الضمیر تک کشمیری زبان میں من و عن موجود ہیں ۔

سہ حرفی الفاظ : جو دونوں زبانوں میں ان اوزان میں موجود ہیں : ادم ، بحث ، سما ، ذکر ، وزن ، حوا ، ختم ، ذبح ، رحل ، دہن ، سطر ، شرح ، غلط ، کسر ۔

چو حرفی الفاظ : سور ، حاجب ، صحیح ، وعدہ ، بیعہ ، توبہ ، فقرہ ، ہفتہ ، ثوب ، حضرت ، جوہر ، شیعہ ، سجدہ ، ظرف ، نعمت ، تعیش ، قصاص ، کاہل ۔

پانچ حرفی الفاظ : اسباب ، زلیخا ، قرطبہ ، مدرسہ ، خوراک ، صفائی ، عدالت ، طاعون ، زعفر ، صحیفہ ، قبیلہ ، زنجبیل ، احرام ، سرطان ، زلزلہ ،

---

[1] ۔ "زبان اور اردو زبان" ، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، ص ۱۱۰ ۔

شطرنج ، صندوق ، مثنوی ، نقصان ، شہتوت ، صحابہ ، تسبیح ، خیرات ، زیتون ، رمضان ۔

چھ حرفی الفاظ : امتحان ، زعفران ، انتظام ، مطالعہ ، خصوصیت ، انتخاب ، جمعرات ، خمیازہ ، طلسمات ، شفتالو ، اعتبار ، طہماسپ ، اتالیق ، تراویح ، عاشورہ ، تخمینہ ، ریحانہ ، حسب نسب ۔

سات حرفی الفاظ : استخوان ، جغرافیہ ، استقبال ، نستعلیق ، فاسفورس ۔

آٹھ حرفی الفاظ : عیدالفطر ، نعم البدل ، اوقیانوس ، دقیانوسی ۔

نو اور دس حرفی الفاظ : خبط الحواس ، لیلۃ القدر ، مالیخولیا ، نصف النہار ۔

غرض عربی ، فارسی ، انگریزی اور دنیا کی دوسری زبانوں سے اُردو نے بے شمار الفاظ لیے ہیں جن الفاظ کو ہم تت سم کہیں گے اور باقی اس کے تمام افعال ، مصادر اور حروف دیسج ہیں اور یہی کیفیت کم و بیش کشمیری زبان کی بھی ہے ۔ دونوں کے ذخیرۂ الفاظ کے ذرائع ایک جیسے ہیں ۔

ہر لفظ ایک آواری اشرہ ہے جو خیالات کے بڑے مجموعے کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ پس جس قوم کی زبان میں الفاظ کی تعداد کثیر ہے ، اس کی معلومات کا دائرہ بھی وسیع ہو سکتا ہے ۔ اُردو اور کشمیری زبان کا ذخیرۂ الفاظ سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے بھی بڑھ گیا ہے ۔

ترکیب الفاظ کے طریقے اور مرکب الفاظ کے اجزا کس کس طرح جوڑے جاتے ہیں اور معنوی لحاظ سے ان اجزا میں کیا تعلق ہوتا ہے ، اور ترکیب کے وقت ان اجزا میں کیا کیا تبدیلیاں ظہور میں آتی ہیں ، ان کے بارے میں مولوی وحیدالدین سلیم لکھتے ہیں :

"مندرجہ ذیل طریقوں سے آزادی کے ساتھ اہل زبان کبھی ہندی لفظوں کو ہندی لفظوں کے ساتھ ، کبھی فارسی لفظوں کو فارسی لفظوں کے ساتھ ، عربی لفظوں کو عربی لفظوں کے ساتھ ، کبھی ہندی لفظوں کو فارسی لفظوں کے ساتھ ، کبھی ہندی لفظوں کو عربی لفظوں کے ساتھ اور کبھی فارسی لفظوں کو عربی لفظوں کے ساتھ ملاتے ہیں اور ترکی اور انگریزی لفظوں کے ساتھ بھی

یہی روش اختیار کی ہے ۔

(۱) ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ جیسے آپ بیتی ، آپ کاج ، بن مانس ۔

(۲) فارسی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں کے ساتھ جیسے شب چراغ ، زبان دراز ، پاک دامن ۔

(۳) عربی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ جیسے بقر عید ، جمعہ مسجد ، حاضر ضامنی ۔

(۴) ہندی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں کے ساتھ جیسے آسان ، کھونچا ، بازار ، چودھری ۔

(۵) ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ جیسے امام باڑہ ، بارہ وفات ، بال صفا ۔

(۶) فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ جیسے آتش مزاج ، پاتراب ، ہیچ عیب ۔

(۷) ترکی اور انگریزی لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے الفاظ سے جیسے اگن بوٹ ، ہرنٹ پلاؤ ، مونگ پلاؤ ، ریل گاڑی ۔''[۱]

غرض جو الفاظ مختلف زبانوں کے الفاظ کی ترکیب سے اردو زبان میں وجود میں آئے ہیں ، یہی الفاظ بلکہ یہی ترکیب ہم کشمیری زبان کے لیے بھی وضع کر سکتے ہیں اور کشمیری زبان کے ذخیرۂ الفاظ کو بڑھانے کے یہی طریقے غرض سابقوں ، لاحقوں اور جدید مصادر بنانے کی تراکیب اور اضافہ وضع اصطلاحات اختیار کر سکتے ہیں ۔

لفظ ہندی کا اطلاق کون سی زبانوں پر ہوتا ہے ؟

ہندی کا اطلاق ان تمام زبانوں پر ہو سکتا ہے جو ہندوستان میں بولی جاتی ہیں ۔ لیکن چونکہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں الگ الگ

۱- ''وضع اصطلاحات'' ، از مولوی وحیدالدین سلیم ، طبع دوم ، ۱۹۵۸ء ، ص ۲۲۸ ۔

زبانیں بولی جاتی ہیں جیسے مرہٹی ، گجراتی ، بنگالی ، پنجابی ، کشمیری ، سندھی ، ملتانی ، بلوچی ، پشتو ، تامل ، تلنگو اور ان تمام زبانوں کے درمیان فارسی ، عربی اور سنسکرت کی آمیزش سے ایک نئی زبان معرض وجود میں آئی جسے پہلے بھاکا کہتے تھے پھر ہندی اور اس کے بعد اس زبان کا نام اُردو پڑ گیا ۔ مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی لکھتے ہیں :

''سنسکرت تحریف اور ترمیم ہو کر بھاکا کے نام سے پکاری گئی ۔ اس وقت ہندوستان کے صوبے صوبے کی زبان الگ الگ تھی مرہٹی ، گجراتی ، کشمیری ، پہاڑی اور خدا جانے کیا کیا نام تھا ۔ بھاکا میں ان سب زبانوں کے الفاظ داخل ہونے لگے ۔ بھاکا نے تمام چھوٹی چھوٹی زبانوں کو پاک و صاف کرکے اپنی ذات برادری میں شامل کر لیا اور یہاں تک ترقی کی کہ اسے عوام سے عام تک بولنے لگے پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ بھاکا کے ٹھیٹھ الفاظ لوگوں کو ثقیل معلوم ہونے لگے ۔ حروف روابط بنے اور دوسری صورت اختیار کی ۔ مصدروں اور صیغوں نے نیا لباس پہنا ۔ اسما نے تبدیل ہیئت کی تو اس کایا پلٹ سے ایک دوسرا نام اختیار کیا اور لوگ اس کو پہلے ہندی پھر اُردو پکارنے لگے ۔''[۱]

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُردو زبان کی بنیاد سنسکرت زبان سے ہی پڑی ہے اور پھر علاقائی زبانوں نے اس کی آبیاری کی ، اس کو ابتدا میں ہندی کہتے تھے اور پھر جب ہمہ گیر ہوتی گئی تو اُردو نام پڑ گیا۔

جہاں تک اُردو کے نام اور اس کی وجہ تسمیہ کا تعلق ہے ، اس سلسلے میں اس قدر جاننا کافی ہے کہ اُردو دراصل ترکی زبان کا لفظ ہے ، 'تزکِ جہانگیری میں یہ لفظ لشکر گاہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے ۔ دہلی کے جس علاقے یا بازار کو مغل فوجیوں نے شاہی کیمپ یا چھاؤنی بنایا اس کا نام ''اُردو بازار'' یعنی لشکر گاہ پڑ گیا ۔ شاہجہاں نے اس اُردو بازار کو اس کی اہمیت کا لحاظ رکھ کر اُردوئے معلّٰی کا خطاب دیا ۔ اس نسبت سے زبان کو بھی زبانِ اُردوئے معلّٰی کہا جانے لگا ۔ چنانچہ

۱۔ ''زبان دانی'' ، از مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی ، ۱۹۳۰ء ، ص ۲ ۔

میر تقی میر نے اپنے تذکرے میں اسے اُردوئے معلیٰ ہی کے نام سے یاد کیا ہے۔ بعد میں معلی کی نسبت ہٹ کر صرف اُردو نام رہ گیا۔ برصغیر کے مختلف علاقوں میں اس زبان کو بلاشبہ مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ چونکہ یہ زبان ہندوستان میں بولی جاتی تھی۔ اس لیے فارسی زبان اور ثقافت سے تعلق رکھنے والے لوگ اس زبان کو ابتدا میں ہندی کے نام سے ہی پکارتے رہے۔ یہ ہندی نام میر امن کے دور تک مستعمل رہا ہے۔ حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں:

"اُردو کا قدیم نام ہندی یا ہندوی ہے۔ اس کی پرانی مثال وہ ہے جو حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق متوفی ۹۰۲ھ کے رسالہ "خوش نغز" میں ملتا ہے۔"

میراں جی فرماتے ہیں:

"ہیں عربی بول کیرے اور فارسی بہو تیرے

یہ ہندی بولوں سب

اس ارتو کے سبب یہ بھاکا بھلو بدلی

بن اس کا بھاوت کھولی

مولانا وجہی کی کتاب "سب رس" میں جو بقول مولوی عبدالحق ۱۰۴۵ھ کے بعد تصنیف ہوئی ہے اور اُردو کو زبان ہندوستان کہتے ہیں۔"[1]

بہرحال اصل کیفیت یہی ہے کہ اُردو کا ابتدائی نام ہندی یا ہندوستانی تھا اور ہندی فارسی داں طبقہ ہی زیادہ تر اس زبان کو بولتا تھا۔

ابتدا میں جب اس زبان نے یعنی ہندی یا ہندوستانی نے عام مقبولیت کا شرف حاصل نہیں کیا تھا تو جہاں جہاں اس کو پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کے مواقع فراہم ہو گئے، وہاں کے لوگوں نے اس زبان کو اپنا اپنا نام دیا اور اپنی اپنی علاقائی نسبت سے اس زبان کو موسوم کیا گیا۔ کچھ لوگ اسے دکنی، کچھ گجراتی، کچھ گوجری کہنے لگے۔ دکن میں

۱۔ "پنجاب میں اُردو"، از حافظ محمود شیرانی، ص ۵۶۔

اس کو ریختہ کہا گیا اور بعض لوگ اس زبان کو زبان دہلی کہتے تھے ۔ چنانچہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں :

"اہل دکن نے اس زبان کو دکنی ، اہل گجرات نے گوجری کہا ۔ دلی میں چونکہ یہ زبان پختہ و مضبوط ہوئی اس لیے اس کا نام ریختہ رکھا گیا ۔ میر تقی میر ، حاتم ، سودا ، اثر دہلوی سے لے کر غالب کے یہاں تک یہ لفظ اُردو کے معنوں میں استعمال ہوا ۔ شیخ باجن متوفی ۹۱۲ھ ردو کو "زبان دہلی" ملا وجہی نے سب رس مصنفہ ۱۰۴۵ھ میں "زبان ہندوستان" کے نام دے ہیں ۔"[1]

متذکرہ بیان سے دہلی ، گجرات ، دکن ، ہندوستان کے نام پر اور ان تمام علاقوں کے نام پر جہاں اُردو زبان کو ابتدائی مراحل میں ترقی ہوئی ہے ، لفظ ہندی کا اطلاق ہو سکتا ہے ۔ مثلاً ہم گجراتی ہندی ، دکنی ہندی ، دہلوی ہندی ، ہندوستانی زبان کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن ہندوستانی یا ہندی کا اطلاق اس زبان پر اس وقت تک نہیں ہو سکتا تھا جب تک اُردو اس زبان کا نام نہیں پڑ گیا تھا ۔ ہندوستان پر جو حملے ہوئے ، وہ درۂ خیبر کی طرف سے ہوئے اور حملہ آور سب سے پہلے پنجاب سے گزرتے ہوئے اکثر دلی ، اجمیر ، قنوج اور کالنجر میں پہنچ کر دم لیا کرتے تھے ۔ جو اس زمانے کے مشہور دارالسلطنت تھے ۔ س لیے سندھ ، پنجاب اور برج کی زبان پر حملہ کرنے والوں کی زبان کا زیادہ اثر ہوا ۔ چنانچہ تامل ، تلنگو ، ملیالم میں فارسی ، عربی ، ترکی الفاظ خال خال ہی ہیں ۔ اس اثر اور میل سے ایک زبان الگ بنتی چلی جا رہی تھی جو ہند کے ہر صوبے میں سمجھنے اور سمجھانے کا ذریعہ بنی ۔ اس زمانے میں یہ زبان ہندی یا ہندوستانی کہلانے لگی ۔ ہندی سے اکثر وہ زبانیں مراد لی جاتی ہیں جو تمام شمالی ہند میں سندھ اور پنجاب سے لے کر بنگال تک بولی جاتی ہیں ۔ لیکن گریرسن نے اپنی تحقیق سے صرف چند صوبوں کی زبانوں کو ہندی زبان کہا ہے ۔ چنانچہ سید ظہیرالدین احمد علوی لکھتے ہیں :

"ہندی سے اکثر وہ زبانیں مراد لی جاتی ہیں جو تمام شمالی ہند

۱۔ "زبان اور اُردو زبان" ، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، ص ۱۵ ۔

میں سندھ اور پنجاب سے لے کر بنگال تک بولی جاتی ہیں لیکن یہ خیال محقق السنہ سرجارج گریرسن کے نزدیک صحیح نہیں ۔ انھوں نے اپنی تحقیق سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حقیقت وہ زبانیں جو ان حدود میں بولی جاتی ہیں ، چار ہیں : (۱) راجستھانی (۲) پچھمی ہندی (۳) پوربی ہندی (۴) بہاری ۔ علاوہ بریں ہندی سے اکثر وہ دقیق ہندی (ہائی ہندی) مراد لی جاتی ہے جو اردو کے مقابلہ میں استعمال کی جاتی ہے ۔ بہرحال دقیق ہندی اور اردو دونوں پچھمی ہندی کی بیٹیاں ہیں ۔''[۱]

ظہیر الدین احمد کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی کا اطلاق راجستھانی ، پچھمی ہندی ، پوربی ہندی اور بہاری پر ہوتا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ حد سندھی اور ملتانی تک کیوں نہ بڑھائی جائے ۔ بہرحال چونکہ ظہیرالدین احمد کی رائے گریرسن کی رائے سے ملتی ہے اس لیے اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ لفظ ہندی کا اطلاق راجستھانی ، پچھمی ہندی ، پوربی ہندی اور بہاری پر ہوتا ہے ۔

موجودہ دور میں لفظ ہندی کا اطلاق صرف اس زبان پر ہوتا ہے جو ہندوستان میں ہندو بولتے ہیں اور مسلمان جہاں جہاں اس زبان کو بولیں گے یہ اردو زبان ہے کیونکہ یہ فارسی اور عربی کے سبک اور شیریں الفاظ سے فصیح اور بلیغ زبان ہوگی اور ہندو جہاں بھی اس زبان کو بولے گا ، سنسکرت کے بھاری بھرکم الفاظ سے لبریز زبان میں بولے گا ۔ یہی زبان آج کل کے ہندوستان میں ہندی ہے ۔ یہ نہ تو امیر خسرو کی ہندی ہے اور نہ ہی ابوالفضل کی ہندی ، نہ میر کی ہندی ہے اور نہ میر امن کی ۔ یہ جعفر زٹلی والی ہندی نہیں ہے بلکہ مہاتما گاندھی کی ہندی ہے ۔ خالص ہندو کی زبان سنسکرت الفاظ سے لبریز ۔

مسلمان جب ہند میں آئے تو ان کا سیاسی مرکز لاہور سے لے کر دکن تک پھیلا ہوا تھا ۔ اس علاقے میں بقول گریرسن مغربی ہندی بولی جاتی تھی ۔ اس مغربی ہندی کی پانچ شاخیں تھیں : بانگڑو ، کھڑی بولی ،

۱۔ ''تاریخ ادب ہندی'' ، از سید ظہیرالدین احمد علوی ، ص ۷ ۔

برج بھاشا ، قنوجی اور بندیلی ۔ دلی کے آس پاس کے علاقے میں بانگڑو اور کھڑی بولی بولی جاتی تھی ۔ باہر سے آنے والوں کی ترکی اور فارسی زبان بانگڑو اور کھڑی بولی میں مخلوط ہونا شروع ہوئی ۔ مسلمان مبلغین نے یہاں کی زبان سنسکرت سیکھی اور تبلیغ کرتے رہے ۔ سجاد ظہیر لکھتے ہیں :

''پانچ سو سال تک یعنی بابا فرید شکر گنج کے زمانے سے لے کر سترھویں صدی تک صوفیا کھڑی بولی یا ہندی کے نام سے مذہبی تبلیغ کرتے رہے ۔''[1]

اسی طرح لفظ ہندی زبان کا اطلاق بانگڑو اور کھڑی بولی پر ہوتا ہے جو ہندی یا ہندوی کے نام سے مشہور رہی ۔

امیر خسرو کی تقسیم السنہ :

سب سے پہلا اُردو شاعر جو صاف طور پر نمایاں نظر آتا ہے وہ جناب حضرت امیر خسرو دہلوی ہیں جو طوطی ہند کہلاتے تھے ۔ امیر خسرو نے سب سے پہلے اُردو میں شعر کہے ۔ آپ مومن پور یعنی پٹیالی میں ۶۵۱ھ میں پیدا ہوئے ۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن لکھتے ہیں :

''زبانوں میں ترکی و فارسی تو ان کی مادری زبانیں تھیں ۔ عربی ادب پر ان کی نظر گہری تھی ۔ وہ میٹھی ہندی بھی بول سکتے تھے ۔ غرۃ الکمال کے دیباچے میں ہندی کے متعلق لکھتے ہیں :

ترک ہندستانیم من ہندوی گویم جواب
شکر مصری ندارم کز عرب گویم سخن

وہ ہندی کے بہت بڑے شاعر تھے اور انھوں نے ہندی میں نظمیں لکھ کر دوستوں میں تقسیم کیں ۔''[2]

۱۔ ''اُردو ، ہندی ، ہندوستان کا مسئلہ'' ، از سجاد ظہیر ، ص ۵۲ ، بمبئی ۱۹۴۷ء ۔

۲۔ ''ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں'' ، از سید صباح الدین عبدالرحمٰن اعظم گڑھ ، ۱۹۶۶ء ، ص ۷ ۔

امیر خسرو چونکہ ہندوستان میں پیدا ہوئے اس لیے نسلاً اور فطرتاً وہ فارسی اور ترکی بولنے والے تھے ۔ لہٰذا انھوں نے ہندوستان کی زبان کو ہندی ہی پکارتا تھا ، انھوں نے تو سنسکرت زبان کو فارسی سے بھی زیادہ درجہ دے دیا ہے ۔ چنانچہ "خوبی' زبان ہند" میں لکھتے ہیں :

غلط کردم از دانش زنی دم
نہ لفظ ہند است از پارسی کم
بجز تازی کہ میر ہر زبان است
کہ بر جملہ زبانہا کامران است
زبان ہند ہم تازی مثال است
کہ آمیزش در آنجا کم مجال است[1]

ہندی یعنی سنسکرت زبان کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ فارسی زبان سے کم نہیں ہے ۔ عربی کے علاوہ جو تمام زبانوں پر فضیلت رکھتی ہے اور تمام زبانوں پر اس کو فوقیت حاصل ہے ۔ فارسی زبان میں عربی الفاظ کی بڑی آمیزش ہے ۔ عربی زبان میں غیر زبان کے الفاظ نہیں ہیں ۔ اسی طرح ہندی زبان میں کسی اور زبان کی آمیزش نہیں ۔ مثنوی نُہ سپہر میں ہندوستان کی زبانوں کے بارے میں لکھا ہے :

شد سخنش خاصگیان را چو زہر
عامہ گرمت و بعیان گشت سحر

ہند ہمیں قاعدہ دارد بہ سخن
ہندوی بود است در ایام کہن

غوری و ترک آمد و شاں ابدھن
پارسی بودید بدار و نہاں

خلق چو پیوستہ شان شد کہ و مہ
پارسی آموخت ہمہ کس بہ و بہ

الغرض از پارسی و ترک و عرب
بہرہ باشد کہ کنم دل بطرب

من چو زہندم بود آن بہ کہ کسے
از عل خویش بر آرد نسے

ہست دریں عرصہ بہر ناجستے
مصطلحے خاصہ نہ از عاریتے

سندی و لاہوری و کشمیری و کبر
دھور سمندری تلنگی و گجر

عبری و گوری و بنگال وارد
دہلی و پیرانش اندر ہمہ حد

ایں ہمہ ہندوی ہست کہ از ایام کہن
عامہ بکار است بہر گونہ سخن

۱۔ "انتخاب و دل ربائی" ، حضر خان ، ص ۴۲ - ۴۱ ۔

لیکن زبانیست و گر کز سخناں	آنست گرین نزد ہمہ برہمناں
سنسکرت نام ز عہد کہنش	عامہ ندارد خبر از کن مکنش"[۱]

بہرحال ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جس زبان کو ہم آج اُردو کہتے ہیں ، امیر خسرو نے بھی اس زبان کو ہندی کہا ہے ۔ ہندوستان میں جو مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں ان میں سے عربی ، فارسی ، ترکی کے ساتھ ہندوی ، سندھی ، لاہوری ، کشمیری ، تلنگی ، گجری ، گوری ، بنگالی ، اودھی اور سنسکرت کا ذکر کرتے ہیں ۔ سنسکرت کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کو صرف برہمن جانتے ہیں ۔ عوام کی یہ زبان نہیں ۔ پھر ہر برہمن بھی اس سے اچھی طرح واقف نہیں ۔ کیونکہ اس کے صرف و نحو مشکل ہیں ۔ س زبان میں چاروں وید لکھے گئے ہیں ۔ افسانے اور علمی کتابیں بھی اس زبان میں لکھی جاتی ہیں ۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ سنسکرت عربی سے تو کم تر لیکن فارسی سے برتر زبان ہے ۔ اس میں فارسی سے کم شیرینی اور مٹھاس نہیں ۔ پروفیسر محمد حبیب لکھتے ہیں :

"In addition to this Auhadi remarks in the "Tazkirai-Urfat" that Khusrau's work in Brij Bhasha (Hindi) was as extensive as his work in Persian. He was a scholar of Sanskrit also. "I have obtained some knowledge of it." He modestly confesses in the Nuh Sipahr."[۲]

امیر خسرو نے ہند میں تمام ان زبانوں کا جن میں ہندی الفاظ مستعمل ہیں ، مثنوی نُہ سپہر میں تذکرہ کیا ہے ۔ وہ برج بھاشا کے شاعر تھے اور ہندی سے بہت لگاؤ تھا ۔ انھوں نے ہندی کو ہندوستان کی مسلمہ زبان تسلیم کیا ہے جیسے کہ اُن کی مثنوی نُہ سپہر کے مختلف اقتباسات سے ثابت ہو چکا ہے :

ہند ہمیں قاعدہ درد بہ سخن	ہندوی بود است در ایام کہن

۱۔ "مثنوی نُہ سپہر" ، از انتخاب سید صباح الدین عبدالرحمٰن ، ص ۱۴۸ - ۱۸۱ ۔

۲۔ *Hazrat Amir Khusru of Delhi* by Muhammad Habib Professor of History and Politics, Aligarh Muslim University Publication 1927, p. 2.

زمانہ قدیم میں ہندوستان کی زبان ہندی تھی اور امیر خسرو پہلے ہندی شاعر ہیں جن کا تتبع دوسرے ہندی شاعروں نے کیا ہے۔ سید مسعودالحسن رضوی لکھتے ہیں :

''سب رس میں ملا وجہی نے بھی خسرو کی شاعری کا ذکر کیا ہے اور میر تقی میر نے نکات الشعرا ۱۷۶۵ء میں بھی ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔ اس کے بعد محمد تغلق کے دربار میں بھی ہندی کے کئی شاعر موجود تھے۔ ان کی زبان وہی رہی ہوگی جو امیر خسرو کے بعد دہلی میں بولی جاتی رہی ہو۔''[1]

اس کے معنی یہ ہوئے جس شاعری کی بنیاد امیر خسرو نے ڈالی وہ ہندی شاعری تھی ور امیر خسرو کے بعد دہلی میں بولی جانے والی زبان تھی اسی شاعری کو محمد تغلق کے دور میں ہندی شاعر بولتے رہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ ہندوستان کی یہی زبان ہندی یا اُردو تھی۔

ابوالفضل کی تقسیم :

ابوالفضل بھی قدیم ہندوستانی کی مشترکہ زبان کو ہندی ہی کہتے ہیں۔ یعنی وہ عام فہم زبان ہے جو عام لوگ بولتے تھے اور سمجھتے تھے۔ اس کا تذکرہ وہ یوں کرتے ہیں :

''در فراخنائے ہندوستان فراوان زبان سخن سرایند اختلاف کہ از فہمیدگی یکدیگر بازدارد از شمارہ بیرون و آنچہ نازند دریافت دہلی، بنگالہ، ملتانی و مارواڑ، گجرات، تلنگانہ، مرہٹہ، کرناٹک سندھ، افغانستان مثل کہ میان سندھ و کابل و قندھار، بلوچستان، کشمیر۔''[2]

غرض ابوالفضل نے جس ہندی کا تذکرہ کیا ہے وہ کوئی زبان اُردو سے مختلف نہیں۔ ابتدا میں اردو اور ہندی یا ہندوستانی میں کوئی فرق نہ تھا

۱۔ ''لسانیات اور اُردو''، از سید مسعودالحسن رضوی، بار اول ۱۹۶۲ء ص ۹۷۔

۲۔ ''آئین اکبری'' (جلد سوم) از ابوالفضل، لکھنؤ، ۱۸۶۹ء، ص ۸۰۔

اب تو یہ تین زبانیں ہیں ۔ بقول سپرو ایک اُردو مسلمانوں کی زبان فارسی اور عربی الفاظ سے لبریز ، ایک ہندی ہندوؤں کی زبان سنسکرت آمیز ، ایک ہندوستانی غیر متعصب ہندو اور مسلمانوں کی زبان ۔ مرزا غالب کی زبان جس میں فارسی اور سنسکرت لفظ کا پتہ ہی نہیں چلتا ۔ اب جو ہندی وجود میں آئی ہے اسے ہم جدید ہندی کہہ سکتے ہیں جو سیاسی مصلحت کے تحت وجود میں آئی ہے ۔ ابو لفضل کی زبانوں کی تقسیم کے بارے میں فدا علی لکھتے ہیں :

''تمام ہندوستان میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں اور وہ زبانیں جو دوسرے سے ملی جلی ہیں شمار سے باہر ہیں اور وہ جو مختلف ہیں ، دہلی ، بنگالہ ، ملتان ، مارواڑ ، گجرات ، تلنگانہ ، مرہٹہ ، گجرات ، کرناٹک ، سندھ ، افغان ، شہل (جو سندھ اور کابل کے درمیان ہے) ، بلوچستان ، کشمیر میں رائج ہیں ۔''[۱]

کرنل ایچ ایس جرٹ (H S Jarret) نے ابوالفضل کی ترجمانی بہتر طریقے سے کی ہے ۔ کرنل ایچ ایس جیرٹ لکھتے ہیں :

"Throughout the wide extent of Hindustan, many are the dialects that are spoken, and the diversity of those that do not exclude a common inter intelligibility are innumerable These forms of speech that are not understood, one of ano her, are the dialects of Delhi, Bengali, Multan, Merever, Gujrat. Telengana, Marhatta, Karnatik, Sind, Afghan of Shimal, Baluchistan and Kashmir."[۲]

اب ہم پر یہ واضح ہوتا ہے کہ ہندوستانی زبان ہندوستان میں ایک ہمہ گیر زبان کی حیثیت سے ابوالفضل کے وقت میں زندہ تھی اور باقی علاقائی زبانوں کی وہی اہمیت تھی جو آج ہندوستان اور پاکستان میں ان

۱۔ ''آئین اکبری'' (جلد دوم) مترجم فدا علی ، ص ۹۸ ۔

۲۔ *Ain-i-Akbari*, by Abdul Fazl-i-Allami, translated by Colonel H.S. Jerret, vol. iii, p. 57.

زبانوں کی حیثیت ہے ۔ وہ علاقائی زبانیں جو عام طور پر متحدہ ہندوستان میں ایک دوسرے صوبوں میں سمجھی نہیں جاتی تھیں وہ بنگالی ، ملتانی ، مارواڑی ، گجراتی ، تلنگانہ ، مرہٹہ ، کرناٹکی ، سندھی ، پشتو ، بلوچی اور کشمیری زبانیں ہیں ۔ اور اس وسیع اور عریض علاقے میں جو زبانیں بولی جاتی تھیں ، ان سب زبانوں سے ہندی یا ہندوستانی کا گہرا رابطہ رہا ہے ۔ ہندی یا ہندوی زبان اُردو سے قبل ہندوستان کی اصلی زبان تھی ۔

کشمیری زبان کے ذخیرۂ الفاظ کے سرچشمے :

اُردو مختلف زبانوں کے امتزاج سے بنی ہے یہی کیفیت میری نگاہ میں کشمیری زبان کی بھی رہی ہے ۔ یعنی جن زبانوں نے اُردو کو پروان چڑھایا ہے ، کم و بیش انہی زبانوں نے کشمیری زبان کے دامن کو اپنے سرمایۂ الفاظ سے بھر دیا ہے ۔ جن ذریعوں سے اُردو زبان الفاظ و معانی کی گونا گوں دولت سے مزین ہوئی ہے ، کم و بیش انہی الفاظ اور انہی ذرائع نے کشمیری زبان کو وسعت بخشی ہے ۔

کشمیری زبان کے بارے میں اور اس کے ذخیرۂ الفاظ (اُردو) کے سلسلے میں سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ۔ یہاں سرسری طور پر چند باتوں کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ کشمیری زبان سنسکرت زبان کے ذخیرۂ الفاظ سے مالا مال ہے ۔ مثالیں :

(۱) اقربا کے نام :

سنسکرت	کشمیری	سنسکرت	کشمیری
پتر	پثر	ماتر	ماں ۔ موج
		پتر	پتا

(۲) اعضائے بدن کے نام :

سنسکرت	کشمیری	سنسکرت	کشمیری
دلت	دلد	جیوہا	زیو
ہست	ہاتھ ، اتھ	نابھی	ناف

(۳) ضروری اشیا کے نام :

سنسکرت	کشمیری	سنسکرت	کشمیری
پرمان	پرمانڑ	گئو	گاٰئے
کوفور	کریور	کاک	کاؤ
پشو	پوش		

(۴) اعداد :

سنسکرت	کشمیری	سنسکرت	کشمیری
یک	اکھ	تر	ترہ
سپت	ستھ	اشت	آٹھ
نو	نو	دس "دہ"	دہ "دس"

(۵) عام الفاظ :

سنسکرت	کشمیری	سنسکرت	کشمیری
آپ تاپ	آفتاب	انتر	اندر
چھایا	ژائے	تام	ڈؤ
دور	دور	تاپ	تاؤ
وات	واؤ		

جس طرح سنسکرت زبان سے کشمیری زبان نے اپنے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کیا اسی طرح کشمیری زبان نے فارسی اور عربی سے بھی اپنی ضرورت اور احتیاج کے مطابق الفاظ لیے ۔ گریرسن لکھتے ہیں :

"In the standard Kashmiri of the valley, there are minor differences of language, which however are not sufficient to entitle us to divide it out into further separate dialects. For instance, the Kashmiri spoken by Musalmans differ from that spoken by Hindus. Not only is the vocabulary of the former more filled with words borrowed from Persian; but also there are slight differences of pronunciation. There is as in all countries, the distinction between town and village

talk. The Musalman dialect borrows freely from the Persian vocabulary."[1]

جہاں تک سنسکرت زبان نے ابتدا میں کشمری زبان کے ذخیرۂ الفاظ کی بنیادی ضرورت کی کمی کو پورا کیا ، وہاں فارسی زبان نے ساڑھے پانچ سو سال کی قرابت میں اس کی رہی سہی کسر پوری کر کے اسے گنجینۂ الفاظ و معانی سے مزین کر کے ایک ادبی اور عالمانہ زبان بننے کا شرف بخشا ۔ پروفیسر محی الدین حاجنی لکھتے ہیں :

"گوڑہ کالس رود سانہہ زبانی "سنسکرتک تیُوت اثرزہ اتھ اوس زنہہ کرنزی ، پتہ تہہ ماز سنسکرتک ۔ منزہ کالس آؤ اتھ پیٹھ قریباً ساڑن پانژن ہتن وریِن فارسی زبانہہ ہیندسہ خشارہ یمہ سیتھ اتھ بنیاونہہ ووتھہ لو نتی تہہ اتھہ پیو لفظو علاوہ خیالات تہہ ستائن تہہ وزمی ہیٔنی ۔ یمہ سیتی اتھ اندر نووی 'زوژاو ۔"[2]

ترجمہ : ابتدا میں ہماری زبان پر سنسکرت زبان کا اتنا اثر تھا جیسے لگتا تھا کہ اس زبان کے ڈھانچہ پر سنسکرت ہی کا گوشت پوست ہے درمیان میں ساڑھے پانچ سو سال تک فارسی زبان کا سیلاب اس پر امنڈ آیا جس کی وجہ سے یہ زبان پنپ نہ سکی جس کی وجہ سے الفاظ کے علاوہ خیالات اور اسٹائل بھی اس زبان کو مستعار لینا پڑا ۔

کشمیری زبان نے عربی اور فارسی الفاظ جو لاحقوں اور سابقوں ، افعال کے مادوں ، حاصل مصدر ، مرکب الفاظ کی بدولت اپنا لیے ہیں ان کی مثال ہم نے ذخیرۂ الفاظ کے سلسلہ میں دی ہے ۔ طوالت سے بچنے کے لیے ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے ۔ البتہ جو ضرب الامثال اردو سے معمولی تبدیلی کے ساتھ اختیار کیے گئے ان کے چند مختصر حوالے ملاحظہ ہوں :

۱۔ *Linguistic Survey of India*, vol. VIII part II, by George Abraham Grierson, p. 234.

۲۔ "کاشر شاعری" ، از پروفیسر محی الدین حاجنی ، گوڑہ کھنڈ ا ب ج ، ص ۱ ۔

اردو	کشمیری
گھر میں گنگا	گھرس منز گنگا
گھر غنڈہ	گھر غنڈہ
کوّن کو گھر کیا جواب دے	کاس گھرہ کریا واد
پیر نہیں یقین پڑا ہے	پیر نہہ بڑ یقین بڑ
کل کا نام کال ہے	ازہ نہہ نہہ ادہ کر
پیسہ سب کچھ ہے	بندہ کس زہ چندہ
مؤذن نے اذان دینی ہے	بانگس چھہ بانگ دین
ہمیشہ ہی بہت بہت کرنا	بتھہ بتھہ تہہ پیادہ پتہ
کنویں کا مینڈک	یر دتہ کھر لڑان
قحط ختم ہے مگر داغ ہرا ہے	بتھہ دراغ چھی کرتکن موره داغ

اسی طرح جہاں غیر زبانوں سے کشمیری زبان نے الفاظ ، تشبیہات ، استعارات ، کنایات لیے وہاں ضرب الامثال بھی لیے جن کی مثالیں ہم نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔

حروف تہجی اور ان کی تبدیلی :

حروف تہجی اور ان کی تبدیلی کے بارے میں ہم نے صوتی اور معنوی تبدیلی کی بحث میں تذکرہ کیا ہے - یہاں چند ضروری باتیں ہم زیر بحث لائیں گے - ہم نے اس زبان کے کچھ حروف ابجد میں یہ خصوصیت دیکھی ہے کہ اس میں گھ ، چھ ، ژھ ، دھ ، بھ ، تھ نہیں ملتے بلکہ اس میں ز ، ج ، ٹ ، تھ ، ڈ کے حروف کے لیے ، چھ (ج چھہ) ز ، ت ، لھ ، د جیسی ملائم آوازیں موجود ہیں جو زبان کو بول چال کی حروف جار کی ملائم آوازوں سے معمور کرکے اس میں شیرینی اور سُریلا پن پیدا کر دیتی ہیں۔

ث ، ح ، ح ، ذ ، ص ، ض ، ط ، ظ ، ع ، غ جیسے حروف تہجی اور فارسی کا ژ کشمیری رسم الخط میں بہت حد تک استعمال کیے جا رہے ہیں - مثلاً ژ کی تبدیلی ملاحظہ فرمائیں :

مت (دیوانہ) کی تبدیلی مژ (دیوانی)
رات (رات) کی تبدیلی راژ (راتیں)
نھوک (تھک جانا) کی تبدیلی تھنیج (تھک گئیں)

اس موضوع کے سلسلے میں پہلے صوتی تبدیلی اور حرف و حرکات کے موضوعات پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے ۔ اس لیے اب مزید لکھنا نامناسب ہوگا ۔

بعض اُردو مرکبات :

اُردو مرکبات میں بھی اکثر الفاظ حقیقتاً بامعنی ہیں مگر انھیں غلطی سے مہمل کہا جاتا ہے ، جیسے چنگا ، گورا ، چٹ ، ڈاکٹر وغیرہ ۔ مہر عبدالحق لکھتے ہیں :

> ”میل کچیل ، سودا سلف ، کچا کھچا اُردو مرکبات ہیں ۔ ان الفاظ میں لفظِ ثانی ملتانی زبان میں بامعنی الفاظ ہیں اور علیحدہ مستعمل ہیں ۔ کچا کھچا میں کھچا ملتانی کا کھچا ہے یعنی کم ہوگا کھٹن مصدر سے ، کچیل بر وزن میل کچن مصدر سے ہے جس کے معنی ہیں صاف کرنا ۔“[۱]

کشمیری زبان میں بھی بعض ایسے مرکبات موجود ہیں جو اُردو زبان کے ہیں لیکن ان کا لفظ ثانی کشمیری زبان میں بامعنی ہے اور وہی لفظ خاص اُردو زبان میں بے معنی سمجھا جاتا ہے ، جیسے ٹھیک ٹھاک میں لفظ ٹھاک کے معنی میں روکنا ، مثلاً میہ کتر کٹر رمضانس ٹھاک گرِ سنہ گژھن گھر (میں نے رمضان کو گھر جانے سے کب روکا) بانی وانی میں لفظ وانی کشمیری زبان میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جو تیل بیچنے والے ہوں یا چھوٹے موٹے دکاندار ہوں ، مثلاً افضل چھہ جان وانی اور وانیت چھنہ جان پتہ سنبھولمت رافضل اچھا دکاندار ہے اور دوکانداری کے اوصاف اس نے اپنے اندر پیدا کیے ہیں) ۔ اس کے علاوہ ذخیرۂ لغات کے موضوع پر ہم اُردو مرکبات پہلے لکھ چکے ہیں ، مزید لکھنے کی گنجائش باقی نہیں رہی ۔

اب ہم اُردو اور کشمیری زبان میں ایسے الفاظ دیکھتے ہیں جو فارسی ، ہندی ، عربی ، انگریزی الاصل النسل ہیں لیکن مشترکہ طور پر دونوں زبانوں میں مستعمل ہیں ۔

۱۔ ”ملتانی زبان اور اس کا اُردو سے تعلق“ ، از ڈاکٹر مہر عبدالحق ، ص ۱۷۶ ۔

اُردوالاصل مشترکہ ذخیرۂ الفاظ : آکاش ۔ انک ۔ اداس ۔ الاج ۔ اچھوت ۔ بھاشا ۔ برسات ۔ پربت ۔ پرجا ۔ پورب ۔ پچھم ۔ پیاز ۔ پرمان ۔ بھکر ۔ توبن ۔ تول ۔ ٹر ۔ ٹھگ ۔ جگ ۔ چکور ۔ چوڑہ ۔ دبس ۔ دھرم شالا ۔ ڈومنی ۔ ڈھولک ۔ رام ۔ سارنگی ۔ کال ۔ کنگن ۔ کھانڈ ۔ گگ ۔ گئو شالا ۔ گانے ۔ گیت ۔ لوک ۔ لاج ۔ منتری ۔ منتر ۔ لٹھ ۔ لنگور ۔ آگ ۔ ناتھ ۔ ناری ۔ ورش ۔ ون ۔ وری ۔ وچن ۔ ہولی ۔ ہاتھ ۔ ہاتری وغیرہ ۔ اسی طرح اور سینکڑوں الفاظ ۔

فارسی الاصل مشترکہ الفاظ : آرائش ۔ آلائش ۔ آپاشی ۔ بادبن ۔ بازی گر ۔ بیدار ۔ پیداوار ۔ پاکیزہ ۔ پروردگار ۔ جنگ ۔ جانباز ۔ جانکاری ۔ چنداں ۔ چند ۔ چمن ۔ خچل ۔ خجستہ ۔ خیام ۔ دولت ۔ دستان ۔ دستور ۔ درآمد ۔ روداد ۔ روپوش ۔ رفتار ۔ زمیندار ۔ زرخیز ۔ زر خرید ۔ سم قاتل ۔ کار خیر ۔ سروکار ۔ سازگر ۔ شاگرد ۔ شکستہ ۔ شمع ۔ فاخ ۔ فرمان ۔ فرزند ۔ کارکردگی ۔ کارحیر ۔ کاریز ۔ گفتگو ۔ گلستان ۔ گلبدن ۔ مرد ۔ مکر ۔ مارگزیدہ ۔ نیک ۔ ناشائستہ ۔ ناقہم ۔ نادان ۔ ولیکن ۔ وفا ۔ وظیفہ ۔ ہم آہنگی ۔ ہر دم ۔ یکسوئی ۔ یادگار ۔ یکتا وغیرہ اور اس قسم کے سینکڑوں الفاظ ۔

عربی الاصل مشترکہ الفاظ : اکابر ۔ اقوام ۔ باطنی ۔ بشارت ۔ بخل ۔ تقدیس ۔ توکل ۔ ثقیل ۔ ثمر ۔ جرائد ۔ جامع ۔ جمعہ ۔ حب ۔ حاذق ۔ حضرت ۔ خصائل ۔ خلق ۔ خیر ۔ خلاق ۔ دارالشفا ۔ دجال ۔ دین ۔ ذکر ۔ ربیع الاول ۔ رب جلیل ۔ سنت ۔ ساجد ۔ شہید ۔ شر ۔ صدیق ۔ صفا ۔ صدر ۔ ضو ۔ ضمنی ۔ ضرب ۔ ظاہر ۔ ظہور ۔ ظرف ۔ عربی ۔ علم ۔ عرض ۔ عمل ۔ عجم ۔ غلط ۔ غفور ۔ غنی ۔ فصل ۔ فرض ۔ قدوس ۔ قرآن ۔ قلیل ۔ قدم ۔ کربلا ۔ کرام ۔ کلام ۔ لامکان ۔ لاریب فیہ ۔ مقام ۔ مذہب ۔ مغفور ۔ ملوک ۔ نفس ۔ نسل ۔ ناطق ۔ ہوا ۔ ہادی ۔ ہلال ۔ واحد ۔ وصیت ۔ یاقوت ۔ یاجوج ۔ یاسین اور اس کے علاوہ سینکڑوں دیگر الفاظ ۔

انگریزی الاصل مشترکہ الفاظ : سکول ۔ سٹیشن ۔ بگل ۔ بائیسکل ۔ بوٹ ماسٹر ۔ پولیس ۔ پروگرام ۔ جج ۔ جنرل ۔ چاکلیٹ ۔ ٹکٹ ۔ ٹیوب ۔ ٹاس ۔ ٹارچ ۔ ڈیوٹی ۔ ڈبل ۔ راڈار ۔ رائل ۔ رفل ۔ رن ۔ سمن ۔ سوسائٹی ۔ فروٹ ۔ فرم ۔ کوٹ ۔ کالر ۔ کریم ۔ گورنر ۔ گراموفون ۔ گراؤنڈ ۔ سٹ ۔

لالٹین ۔ بیک ۔ منی آرڈر ۔ منٹ ۔ میٹنگ ۔ لوٹ ۔ ممبر ۔ وارلٹ ۔ ووٹ ۔ ویٹر ۔ ہوٹل ۔ ہیلو ۔ ہارن ۔ یونیورسٹی ۔ یونیفارم وغیرہ اور اس طرح کے بے شمار الفاظ ۔

رشتہ داروں کے نام : رشتہ داروں کے نام جو اُردو اور کشمیری میں مشابہت رکھتے ہیں :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
ابا	ابا	ساس	حش
ماں	موج	بہنوئی	بنہہ
دادا	دادا	آقا	آفی
پرداده	پرداده	لونڈی	لونڈی
دادی	دادی	نواسا	نواسہ
دیور	دریوٹی	نواسی	نواسی
ماما	مام	چچا	چچہ
ممانی	مامن	چچی	پچن
نانا	نانہہ	پھوپھی	پوپھی
نانی	نانہہ	پھوپھا	پوپھو
لڑکا	لڑکہہ	بھانجا	بھانجہ
لڑکی	لڑکی	محرم	محرم
پوتا	پوتہ	سالی	سالہ

استعمال کی اشیا : ذیل میں عام استعمال کی چند اشیا کی فہرست دی جاتی ہے :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
نمک	لون	پیالی	پیالہ
تیل	تیل	گلاس	گلاس
پتیلہ	پتیلہ	پھرن	پھرن
دیگ	دیگ	قمیض	کرتیں
چمچہ	چمچہ	ٹوپی	ٹوپ
کوٹ	کوٹھہ	پاجامہ	پاجامہ

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
مسالہ	مسالہ	بوٹ	بوٹھ
کھانڈ	کھنڈ	چپل	چپل
چائے	چائے	لکٹائی	لکٹائی
تانبا	ترام	مارخور	مارخور
تھالی	تھالہ	رومال	رومال
کٹورا	کٹورہ	موزہ	موزہ
چلمچی	تش	ناؤ	ناؤ
لوٹا	لوٹہ	دریا	دریاؤ
دستار	دستار	دفتر	دفتر
کلچہ	کلچہ	میز	میز
برتن	بانہ	کرسی	کرسی

اعضائے جسم : اعضائے جسم جو دونوں زبانوں اردو اور کشمیری میں قریب قریب معمولی رد و بدل کے ساتھ بولے جاتے ہیں :

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
بغل	بغل	انگلی	انگج
پنجہ	پنجہ	زبان	زیو
کہنی	کھنوٹھ	دانت	دند
کان	کن	تلی	تلیت
ناک	نس	ہاتھ	اتھ
بال	مس	جوڑ	جور
کندھا	کندھ یا فک	معدہ	معدہ
جسم	جسم	جگر	جگر
مونچھ	کنواژہ	پھیپھڑا	شوش
انگوٹھا	نیٹھ	پیر	کھر
چھاتی	چھاتیہ	لہجہ	لہجہ
بھوین	بُمہ	دل	دل
کلائی	پُچھہ	پیشانی	پیشان
خون	خون	گھٹنا	کٹھ
سینہ	سینہ	گال	گلہ
آنکھ	اچھ		

جانور : اس میں حشرات الارض ، آبی اور پالتو جانور بھی شامل ہیں :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
بطخ	بطخ	ہرن	ہرن
کچھوا	کچوہ	سانڈ	سرلڈ
کیکڑا	کنکڑہ	بچھو	بچھو
مونگا	مونگا	ٹڈی	ٹڈی
گاۓ	گاؤ	کن سلائی	کن ہیین
اود بلاؤ	اود بلاؤ	لیولا	اُولہ
بجلی	گاڑہ	لیکھ	لیچہ،
دریائی گھوڑا	دریائی گُر	کھٹمل	ژر
پانی کا سانپ	پان سرف	پسو	پش
مینڈک	منڑکہ	شیر	سہہ
جونک	جونکہ	بیل	دنل ۔ داند
مرغابی	مرغابی	ریچھ	ہاپت
گھوڑا	گُر	بھیڑ	تنیر
اژدہا	اجدہا	بندر	واندر
سانپ	سرف	مور	مثور
کنکھجورا	کنکجھور ، کنہپئن	گدھ	گدھا
دیمک	دیمک		

اہل حرفہ : مختلف شعبوں کے پیشہ وران کے ناموں کی فہرست :

اُردو	کشمیری	اُردو	کشمیری
حجام	حجام	نقاش	نقاش
سنار	سُنر	تیلی	تلوان
ترکھان	چھان	نان بائی	ننوائی
میراثی	میراثی	مداری	مدار
دھوبی	دھوبہ	چڑی مار	چڑی مار
مستری	مستری	حلوائی	حلوائی
پنساری	پسارہ	کاری گر	کاری گر

اردو	کشمیری	اردو	کشمیری
گویا	گیاتھ	گاہک	گھراکھ
اخوند	اوخون	دکاندار	دکاندار
ریشی	ریشہ	بابو	بوجہ
ڈوم	ڈومب	کسان	زمیندار
کمہار	کرال	خوشنویس	خوشنویس

• • •

کتابیات

[تاریخ ، تاریخ کشمیر ، لسانیات ، قواعد ، لغات ، زبان کی تاریخ ، جغرافیہ ، تذکرے ، کشمیری ادب اور متفرق کتب]

اردو کتب :

۱- تاریخ اقوام کشمیر (جلد اول ۔ دوم ۔ سوم) ، محمد الدین فوق ، لاہور ظفر برادرس ۱۹۳۶ء

۲- تاریخ کبیر ، محمد الدین فوق ، لاہور پیسہ اخبار ۱۹۱۰ء

۳- راج ترنگنی ، کلہن پنڈت ، لاہور سٹیم پریس ۱۹۱۲ء

۴- تاریخ کشمیر ، ہرگوپال خستہ ، لاہور آریہ پریس ۱۸۸۳ء

۵- کشمیر سلاطین کے عہد میں ، علی حماد عباسی ، اعظم گڑھ دار المصنفین ۱۹۶۷ء

۶- نگارستان کشمیر ، ظہورالحسن سیوہاری ، دہلی مکتبہ شرقیہ ۱۹۳۳ء

۷- تاریخ کشمیر ، محمود آزاد ، معارف کشمیر اپریل ۱۹۷۰ء

۸- حضرت مسیح کشمیر میں ، اسداللہ مولانا محمد کوثر عرفن ، انقوش پریس لاہور ۱۹۶۰ء

۹- تاریخ کشمیر ، پریم ناتھ بزاز ، فیروز سنز لاہور ۱۹۵۳ء

۱۰- تاریخ کشمیر ، اللہ بخش یوسفی ، مکتبہ جدید ، ۱۹۶۰ء

۱۱- کشمیری پنڈت ، شیو نرائن جالندھری ، قیصری پریس ۱۸۹۳ء

۱۲- کشمیر میں اشاعت اسلام ، سلیم خان گمی ، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور ۱۹۹۹ء

۱۳- تاریخ کشمیر ، حسن شاہ کھویہامی ، خانقاہ عوامی سرینگر کشمیر

۱۴- سیاحت کشمیر ، ترجمہ ابوالفضل پیر غلام دستگیر ، مکتبہ دین دنیا ، شاد باغ لاہور

۱۵- شباب کشمیر ، محمد الدین فوق ، ظفر برادرس ۱۹۲۹ء

۱۶- حکایات کشمیر ، محمد الدین فوق ، لاہور ظفر برادرس ۱۹۳۲ء
۱۷- مشاہیر کشمیر ، لاہور ظفر برادرس ۱۹۳۲ء
۱۸- رہنمائے کشمیر ، محمد الدین فوق ، دفتر اخبار کشمیری ۱۹۱۷ء
۱۹- آئینۂ کشمیر ، عبد اللہ قریشی ، آئینہ ادب لاہور ۱۹۲۶ء
۲۰- لغات کشوری ، تصدق حسین ، لکھنو نولکشور ۱۹۳۰ء
۲۱- فیروز اللغات ، الحاج مولوی فیروز الدین ، لاہور جدید ایڈیشن
۲۲- فرہنگ آصفیہ (جلد اول) ، مولوی سید احمد دہلوی ، مطبع رفاہ عام لاہور ۱۹۱۸ء
۲۳- علم اللسان ، سید احمد دہلوی ، دہلی ۱۸۹۵ء
۲۴- ہندوستانی لسانیات ، ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، لکھنؤ ۱۹۶۰ء
۲۵- آریائی زبانیں ، سدھیشور ورما ، لاہور ۱۹۶۰ء
۲۶- لسانی مسائل ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ، کراچی ۱۹۶۲ء
۲۷- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ ، جان بیمز (ترجمہ احتشام حسین) ، لکھنؤ ۱۹۲۷ء
۲۸- زبان اور علم زبان ، عبدالقادر سروری ، دکن ۱۹۵۶ء
۲۹- لسانیات اور اردو ، سید محمدالحسن رضوی ، لکھنؤ ۱۹۶۲ء
۳۰- مشترکہ زبان ، انجمن ترقی اردو ہند ، علی گڑھ ، ۱۹۵۰ء
۳۱- تین ہندوستانی زبانیں ، ڈاکٹر کے ایس میدھ ، دہلی ۱۹۶۱ء
۳۲- اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ ، ڈاکٹر مسعود حسین خاں ، علی گڑھ ۱۹۵۱ء
۳۳- داستان زبان اردو ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ، کراچی ۱۹۶۰ء
۳۴- اردو زبان کا ارتقاء ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ڈھاکہ ۱۹۵۶ء
۳۵- قدیم اردو ، ڈاکٹر مولوی عبدالحق ، کراچی ۱۹۶۱ء
۳۶- پنجاب میں اردو ، حافظ محمود شیرانی ، نقوش پریس لاہور ۱۹۶۳ء
۳۷- دکن میں اردو ، نصیرالدین ہاشمی ، دکن ۱۹۴۵ء
۳۸- فارسی پر اردو کا اثر ، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں ، حیدر آباد ۱۹۶۰ء
۳۹- اردو زبان پر انگریزی زبان کے اثرات ، محمد بن عمر ، دکن ۱۹۵۵ء
۴۰- آئین اردو ، مولانا زین العابدین ، گورنمنٹ کالج لائبریری کوئٹہ

۴۱- پاکستان میں فارسی ادب (جلد اول)، ڈاکٹر ظہور الدین احمد، یونیورسٹی بک ایجنسی لاہور ۱۹۶۴ء

۴۲- زبان کا مطالعہ، خلیل صدیقی، قلات پبلشرز مستونگ ۱۹۶۴ء

۴۳- زباندانی، فضل الٰہی عارف، اردو اکیڈمی لاہور ۱۹۳۰ء

۴۴- سخن دان فارس، محمد حسین آزاد، لاہور ۱۸۸۷ء

۴۵- اردو زبان کی قدیم تاریخ، معین الحق، ارسلان پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۷۲ء

۴۶- اردو زبان کی تاریخ، چرنجی لال، مطبع رضوی دہلی ۱۸۸۳ء

۴۷- صحت زبان اردو، جگر بریلوی، شیام موہن لال بدایون، نظامی پریس ۱۹۵۶ء

۴۸- وضع اصطلاحات، مولوی وحیدالدین سلیم، انجمن ترقی اردو پاکستان ۱۹۵۳ء

۴۹- ہندوستان امیر خسرو کی نظر میں، سید صباح الدین، معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۵۵ء

۵۰- مقدمہ تاریخ ہند (جلد اول)، اکبر شاہ نجیب آبادی بجنور ۱۹۲۳ء

۵۱- قواعد اردو، ڈاکٹر مولوی عبدالحق، لاہور اکیڈمی ۱۹۶۲ء

۵۲- قواعدِ زبانِ اردو، مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۶۲ء

۵۳- جامع القواعد، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۷۳ء

۵۴- مصباح القواعد، فتح محمد خان جالندھری، اشاعت خانہ، رامپور ۱۹۳۵ء

۵۵- قواعدِ اردو، نثار علی مرزا، گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۷۳ء

۵۶- قواعدِ اردو، پیارے لال، سرکاری مطبع لاہور ۱۸۷۹ء

۵۷- قواعد پنجابی، مرزا مقبول بیگ بدخشانی، پنجابی تحقیقاتی مرکز لاہور ۱۹۷۳ء

۵۸- لغات اردو، سید احمد دہلوی، مجتبائی دہلی ۱۹۷۷ء

۵۹- لغت عربی اردو، غلام قادر شیخ، مطبع نظامی لدھیانہ ۱۸۹۱ء

۶۰- اردو میں فرانسیسی الفاظ، محمد بن عمر، دکن ۱۹۵۳ء

۶۱- لسان و مطالعہ لسان، (ترجمہ) ڈبلیو ڈی وہٹنی، علی گڑھ ۱۹۲۸ء

۶۲- اردو میں یونانی اور لاطینی الفاظ، محمد بن عمر، دکن ۱۹۵۳ء

۶۳- پرتگالی زبان کا اثر اُردو زبان پر ، محمد بن عمر ، دکن ۱۹۵۴ء
۶۴- پاکستان کی علاقائی زبانوں پر فارسی اثر ، ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی
۶۵- دریائے لطافت ، انشاء اللہ خاں ، (ترجمہ) انجمن ترقی اُردو ہند ، اورنگ آباد ۱۹۳۵ء
۶۶- ملتانی زبان اور اس کا اُردو سے تعلق ، ڈاکٹر مہر عبدالحق ، اُردو اکادمی بہاول پور ۱۹۶۷ء
۶۷- اُردو سندھی کے لسانی روابط ، شرف الدین اصلاحی ، مرکزی اُردو بورڈ لاہور ۱۹۷۰ء
۶۸- اُردو کی تعلیم کے لسانیاتی پہلو ، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، یونین پرنٹنگ پریس دہلی ۱۹۶۱ء
۶۹- علم الانسان ، منشی سید احمد ، رفاہ عام ، سلیم پریس لاہور ۱۹۰۰ء
۷۰- گلگت اور شینا زبان ، ڈاکٹر شجاع ناموس ، اُردو اکادمی بہاولپور ۱۹۶۱ء
۷۱- مشترکہ زبان ، یزدانی رام پوری ، وزیر ہند پریس امرتسر ۱۹۳۲ء
۷۲- اُردو زبان اور اسالیب (جلد اول) ، سید محمود رضوی اکبر آبادی ، آفسٹ پریس کراچی ۱۹۶۱ء
۷۳- سرگزشت الفاظ ، احمد دین ، عالمگیر پریس ۱۹۳۲ء
۷۴- اُردوئے قدیم ، شمس اللہ قادری ، تاج پریس لاہور
۷۵- داستان اُردو ، نصیر الدین حسن خیال ، حیدرآباد دکن ۱۹۵۹ء
۷۶- اُردو زبان اور اس کا رسم الخط ، سید مسعود حسن رضوی ادیب ، لکھنؤ ۱۹۶۱ء
۷۷- اُردو لسانیات ، طفیل دارا آرٹ پریس لاہور
۷۸- تاریخ ادب ہندی ، سید ظہیرالدین احمد علوی ، نیشنل پریس الہ آباد ۱۹۶۲ء
۷۹- اُردو لسانیات ، سجاد ظہیر ، کتاب پبلیشرز سیمٹڈ بمبئی ۱۹۳۷ء
۸۰- جغرافیہ جموں و کشمیر ، فیروز الدین ، فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور ۱۹۳۹ء

۸۱- تذکرہ شعرائے کشمیر المعروف بہار کشمیر، برج کشن کول بے خبر، انڈین پریس الہ آباد ۱۹۳۱ء - ۱۹۳۲ء
۸۲- شاعر انسانیت، عبدالاحد آزاد، پریم ناتھ بزاز، حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۵۹ء
۸۳- کشمیری بول چال، سیف الدین قاضی محمد، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ۱۹۳۰ء
۸۴- کشمیری زبان اور ادب، میر غلام احمد کشفی، کشمیر پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی ۱۹۶۳ء
۸۵- کشمیری زبان اور شاعری (جلد اول، دوم، سوم)، عبدالاحد آزاد کلچرل اکادمی جموں ۱۹۵۹ء
۸۶- کاشر شاعری، پروفیسر محی الدین حاجنی، ساہتیہ اکادمی نیو دہلی ۱۹۶۰ء
۸۷- کشمیری زبان کا ارتقاء، پدرد اشاعت ۱۹۳۲ء
۸۸- کشمیری زبان و ادب، سلم خان گمی، یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور ۱۹۶۶ء
۸۹- ہفت زبانی لغت، مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۷۳ء
۹۰- مثمر اسبان فی تحقیق اللسان، مطبع عبدی کانپور ۱۹۳۰ء
۹۱- اردو املا، غلام رسول، حیدر آباد دکن ۱۹۶۰ء
۹۲- مقدمہ آب حیات، کتاب منزل لاہور ۱۹۵۳ء
۹۳- نقوش سلیمانی، سید سلیمان ندوی، معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۲۹ء
۹۴- زبان، سلطان احمد، مرغوب ایجنسی لاہور ۱۹۲۳ء
۹۵- ہندوستان فی الولوجی، منشی چرنجی لال، مطبع عجب ہند دہلی ۱۸۸۰ء
۹۶- ارباب نثر اردو، سید محمد قادری، مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن ۱۹۲۷ء

رسائل :

۹۷- اردو نامہ، ترقی اردو بورڈ کراچی، شمارہ ۲۲، ۲۱، ۳۲
۹۸- نگار، لکھنؤ، شمارہ نمبر ۳ و دیگر شمارے
۹۹- اردو، انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۱۰۰- کشمیر درپن، (جلد ۱ تا ۵) از سال ۱۹۰۳ تا ۱۹۰۷ء، پنجاب یونیورسٹی لائبریری

انگریزی کتب :

۱۰۱- *A Comparative Grammer of the Modern Aryan Language of India*, by John Beams, London 1872–79, vol. I, II, III.

۱۰۲- *Indo-Aryan and Hindi*, by Chatterji, Calcutta University Research Society, Gujrat. 1942.

۱۰۳- *Linguistic Survey of India*, by Grierson with all volume Government Printing Press, Calcutta, 1903-7.

۱۰۴- *Outlines of Indian Philology*, by John Beams, Calcutta, 1867.

۱۰۵- *Philology*, by John Peil, Third Edition, Macmillen & Co., London, 1877.

۱۰۶- *Laws of Languages*, London W.M.H. Allen & Co., 13 Waterloo Place Pale Male, 1874.

۱۰۷- *Pakistani Linguistics* (1962), Anwar S. Dil, Linguistic Research Group of Pakistan, Lahore.

۱۰۸- *An Introduction to Descriptive Linguistics*, by H. A. Gleason, New York, 1956.

۱۰۹- *Origin and Development of the Bengali Language*, by Chatterji Calcutta, 1942

۱۱۰- *The Pisaca Languages of North Western India*, by George Abraham Grierson. Government Printing Press, India, Calcutta, 1906.

۱۱۱- *Encyclopaedia Britanica*, vol. XIII, Calcutta, 1906.

۱۱۲- *Kashmir under the Sultans*, by Mohibul Hassan Khan, Iran Society, Calcutta, 1959.

۱۱۳- *Kasheer*, by G.M.D Sufi, Panjab University Publications, 1948-49.

۱۱۴- *Studies on the Ice Age in India*, by Dr. Terra, Washington D.C., 1929.

۱۱۵- *Ainr-i-Akbari*, by Colonel H.S. Jarret, Baptist Mission Press, Calcutta, 1891.

۱۱۶- *Aryan Philology*, by Domenica Ferri, London, Trubner & Co., Ludgate Hill, 13 Waterloo place W.S., 1879.

١١٧- *Hazrat Amir Khusro*, by Muhammad Mujib, Aligarh Muslim University, Publications, 1927.

١١٨- *A Short Introduction to the Study, Comparative Grammer (Indo-European)*, by T, Hudson, Willian Gardin University of Wales Press, 1935.

١١٩- *Historical Linguistics in Indo Aryan*, by Katra University of Bombay, 1840-41.

١٢٠- *Language*, by Bloomfield, Henry Holt & Co., New York, 1950.

١٢١- *A Dictionary of the Kashmiri Language*, by Ishveri Koul and Grierson, Royal Asiatic Society of Bengal, 1928.

١٢٢- *Kashmiri Made Easy*, Ernest, F. Neve, The Civil & Military Gezette Ltd. Lahore, 1924.

١٢٣- *Linguistic Survey of India*, by Abraham Grierson. vol. I, II, VIII, Part II, Government of India, Calcutta, 1903—27.

١٢٤- *Dardistan in 1866, 1886. 1893*, by Leitner Oriental University Institute, Woking England, 1837.

١٢٥- *Grammer of the Kashmiri Language*, by T R. Vede, Society of Promoting Christianity Knowledge Northern Herland Charring Cross W.C., 1888.

١٢٦- *A Manual of the Kashmiri Language*, by Grierson, vol. I, II. Oxford Clarendon Press, 1911.

١٢٧- *Archaelogical Survey of Kashmir*, vol. I, II. Memirs, 1924.

١٢٨- *Sanskrit Grammer*, by Arthur A. Macdonell Longman's Green & Co., 39; Putrooster Row, London, 1911.

١٢٩- *Language*, by Otto Josperson, George Allen & Unwin Ltd., 1940.

١٣٠- *Efficiency in Linguistic Change*, by Otto Jesperson, Munksgarad, 1949.

١٣١- *Preaching of Islam*, by Arnold Sir T.W. London, 1913.

١٣٢- *A Dictionaty of Kashmiri Proverbs and Sayings*, by Knowles, Trubner & Co., London, 1885.

١٣٣- *Valley of Kashmir*, by Lawrence, Oxford University Press, Warehouse London, 1895.

۱۲۴- *Kalhan's Raj Tarangni*, Introduced and translated by Steir Archibald Constable & Co. Ltd., West Minister, 1960.

۱۲۵- *General Linguistics*, by A.H. Robins, Great Britain, 1962.

۱۲۶- *The Phoneme*, by Danial Jones, Great Britain 3rd Impression, 1966.

۱۲۷- *A Short Manual of Comparative Philology*, by P. Giles, New York, 2nd edition, 1901.

۱۲۸- *A Manual Comparative Philology*, by Rev. W.R. Winning Waterloo Place Paul Mall, 1938.

۱۲۹- *The Voice*, by W.A. Akin, Great Britain, 1951.

۱۳۰- *History of Language*, by Paul Londan Longman's Green & Co., 1891.

۱۳۱- *Language and Languages*, by William L. Craft, New York, 1932.

۱۳۲- *The Principle of Semantics*, by Stephan Ullman, London II edition, 1957.

۱۳۳- *The Story of Language*, by Mario Pei, Great Britain, 1952.

۱۳۴- *Laws of Language*, by Goddess Liancourt, 13 Waterloo Place, Pall Mall, London, 1874.

● ● ●

ہماری چند اہم لغات

انگریزی اردو ڈکشنری	ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن	۳۰۰/-
اردو انگریزی ڈکشنری	ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن	۸۰/-
فرہنگ آصفیہ (چار جلد)	مولوی سید احمد دہلوی	۲۵۰/-
اردو پشتو لغت (دو جلد)	سید انوارالحق	۸۴/-
اردو بلوچی لغت	مٹھا خان مری/عطا شاد	۲۵/-
اردو پنجابی لغت	ارشاد احمد پنجابی	۴۰/-
طبی لغت	حکیم محمد شریف جامی	۴۵/-
لغت اردو مترادفات	احسان دانش	۱۰/-
قدیم اردو کی لغت	ڈاکٹر جمیل جالبی	۱۰/-
اردو کے خوابیدہ الفاظ	عملۂ ادارت	۲/-
فرہنگ بیطاری	زرعی یونیورسٹی	۴/-
اصطلاحات زراعت	زرعی یونیورسٹی	۲۵/-
ہفت زبانی لغت	عملۂ ادارت	۴۵/-

مرکزی اردو بورڈ ○ لاہور